بعون خالق کون و مکان و بیمن خلاق زمین و آسمان

بعون خالق کون و مکان بهمین خلاق زمین و آسمان

کتاب لاجواب از تصنیف جالینوس زمان بوعلی دوران حکیم نصر اللہ خان صاحب متخلص بوصال مسمی بہ

دہ مجلس

محتوی بر احوال پرملال شہادتین حضرت امام حسن و امام حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام

در مطبع نامی منشی نولکشور بطبع حسن مطبوع اہل جہان گردید

فہرست کتاب مستطاب شہادت معدن دہ مخزن

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸	مخزن پہلا بیچ ذکر جناب رسالت مآب شفیع المذنبین	۶۹	مخزن چھٹا بیچ ذکر وصف حمید امام شہید
؍؍	سید المرسلین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ	؍؍	امیر کونین حضرت امام حسین علی النبی علیہ السلام
؍؍	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے	؍؍	اور بیچ ذکر حال یزید پلید علیہ ما علیہ اور بیچ ذکر
۱۴	مخزن دوسرا بیچ نکاح حضرت علی کے ساتھ	؍؍	حال مسلم ابن عقیل علیہ الرضوان کے
؍؍	حضرت فاطمہ علیہم التحیۃ والرضوان کے اور بیچ ذکر	۸۸	مخزن ساتواں بیچ ذکر روانگی حضرت
؍؍	پیدائش حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین	؍؍	امام حسین کے مکہ معظمہ سے طرف کوفہ کے اور پہنچنے
؍؍	علی نبینا و علیہما السلام کے	؍؍	کے بیچ کربلا کے اور پیش آنے جنگ و لڑائی کے
۲۵	مخزن تیسرا بیچ ذکر مناقب اہل بیت کے	۱۱۰	مخزن آٹھواں بیچ ذکر شہادت حضرت
۳۷	مخزن چوتھا بیچ ذکر وفات حضرت سید المرسلین	؍؍	حر اور بیان شہادت خویش و اقربائے
؍؍	خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	؍؍	حضرت امام حسین علیہ السلام
؍؍	کے اور بیچ ذکر وفات حضرت خیر النسا بضعۃ خواجہ	؍؍	کے
؍؍	ہر دو سرا سلام اللہ علی محمد و علیہا کے	۱۲۶	مخزن نواں بیچ ذکر حصول شہادت حضرت
۵۴	مخزن پانچواں بیچ ذکر وفات اسد اللہ الغالب	؍؍	امام حسین کے اور احوال اہل بیت کے
؍؍	مظہر العجائب والغرائب شیخ المشارق والمغارب	؍؍	بعد شہادت کے
؍؍	علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور بیچ ذکر وفات	۱۳۹	مخزن دسواں بیچ ذکر حال قاتلان اہل بیت
؍؍	گل گلستان رسول سرور دل و جان جناب بتول	؍؍	اور بیچ بیان شان نو امام کے
؍؍	مقبول بارگاہ ذی المنن حضرت امام حسین	۱۵۰	مناجات بجناب باری عز اسمہ
؍؍	سلام اللہ علی محمد و علیہ کے	۱۵۲	تاریخ ختم کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و سپاس خداے ذو نیاز کو کہ اوسنے عرش و کرسی اور لوح و قلم اور زمین و آسمان اور جن اور آدم واسطے
ذات پاک صاحب لولاک کے موجود کیے اور آل و اصحاب اوس پیغمبر عالی جناب کی سب خلق اللہ مین مسعود
کیے اور درود و سلام رسول مقبول پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اونکا نام ہے اور سارے انبیاء اور مرسلین
سے اور ملایک مقربین سی برتر اونکا مقام ہے اور اونکی آل و اصحاب پر کہ وہ پیشوا دین ہین اور رہنما
یقین ہین اما بعد حمد و صلوۃ کی کہتا ہے حقیر پر تقصیر سراپا جرم و عصیان نصر اللہ ابن حکیم
ثناء اللہ خان علیہما الرحمۃ والغفران بفضل رب الانس والجان کہ محبت آل نبی کی صلی اللہ علیہ
وسلم عین ایمان ہے اور نفس عرفان ہے چنانچہ فرمایا حق تعالے نے بیچ قرآن شریف کی قُلْ لَا
اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى یعنی کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی امت سے کہ نہین طلب کرتا مین تم سے اوپر ابلاغ اور ارشاد کے کچھ اجر اور عوض
یعنی مین جو تمکو ارشاد کرتا ہون اور ہدایت کرتا ہون اور نیک راہ دکھاتا ہون اسپر کچھ
اجورہ اور عوض نہین چاہتا ہون تمسے مگر دوستی بیچ قرابتیون میری کے یعنی یہ چاہتا ہون

کہ میری قرابتون سی محبت اور دوستی رکھو اور رکھنا روایت ابن عباس سے ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
لوگون نی پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ قرابتی تیری کونسے ہین کہ جنکی دوستی ہمپر واجب ہوئی آپنی فرمایا
وہ علی اور فاطمہ اور دونون اوسکی فرزند یعنی حسن اور حسین ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ بندہ خدا کا مسلمان جب
ہوتا ہی کہ مجکو دوست زیادہ رکھی اپنی جان سی اور میری اہل وعیال کو دوست زیادہ رکھی ہی اہل وعیال ورسی ہووی ذات میری دوست
اور عزیز زیادہ نزدیک اوسکی ذات اپنی سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی سکھاؤ اولاد اپنی کو تین خصلتین ایک تو محبت نبی
اپنی کی دوسری محبت اوسکی اہل بیت کی تیسری پڑھنا قران کا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اہل بیت کیطرف خطاب کرکر کہ قسم
اوس شخص کی کہ جان میری اوسکی ہاتھ مین ہی یعنی خداتعالی کی کہ آدمی بہشت مین جب داخل ہوگا کہ مسلمان ہوگا اور مسلمان
جب ہوگا کہ جب تمکو دوست رکھینگے اور تمسی محبت کرینگے واسطی خدا کی اور واسطے رسول خدا کی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی جو شخص کہ دوست رکھیگا مجکو اور ان دونونکو یعنی حسن اور حسین اور اونکی باپ کو اور اونکی مان کو وہ ہوگا ساتھ میرے
بہشت مین میری درجہ مین یعنی باعتبار رفع حجابات کی لیکن چاہیی جاننا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دوستی ہی کیواسطے
نہین فرمایا ہی بلکہ غرض یہ ہی کہ اونسی دوستی کرو اور اونکی عملونکی اور خوبیون کی پیروی کرو اور سچی دوستی وہ ہی کہ دوست دوست کا پیرو
ہووی اور اوسکے طریقہ پر چلی ایسا ہی لکھا ہی علمای دین اور فضلای خوش یقین نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نی قسم اوس شخص کی کہ جان میری بیچ ہاتھ اوسکی کی ہے جو شخص کہ بغض رکھیگا ایک شخص سی بھی کہ وہ شخص
میری اہل بیت مین سی ہوگا مقرر داخل کریگا اوس بغض رکھنے والے کو حق تعالی بیچ آتش دوزخ کی اور فرمایا جو کہ
بغض رکھیگا اہل بیت سی پس وہ منافق ہے اور فرمایا خطاب کرکر حضرت فاطمہ کیطرف سلام اللہ علی النبی وعلیہا
کہ یا فاطمہ تحقیق ہے یہ بات کہ اللہ تعالی غضب ہوتا ہی اور غصہ مین آتا ہے بسبب غضب اور غصہ تیری کی یعنی جس سے
کہ تو ناخوش اور ناراضی ہووے تو اوسپر غضب خدا کا ہوتا ہی اور حق تعالی راضی ہوتا ہی ساتھ رضا اور خوشی
تیری کی یعنی جس سے کہ تو راضی اور خوش ہووی اوس سی حق تعالی راضی اور خوش ہووی پس جو شخص کہ اذیت دیگا
ایک شخص کو بھی اولاد فاطمہ مین سی پس وہ اس خطرہ عظیم مین پڑیگا یعنی غضب الہی مین گرفتار ہوگا اسواسطی کہ یہ
اذیت ناخوش کریگی فاطمہ کو اور جو شخص کہ دوست رکھیگا اولاد فاطمہ کو وہ حق تعالی کی رضامندی اور خوشی کی بشارت مین
داخل ہوگا بسبب رضامندی فاطمہ کی علی النبی وعلیہا السلام روایت ہی دارقطنی سی کہ آئی حضرت امام حسن جبکہ طفل اور لڑکی

تھے مسجد نبوی میں اور اوسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ حضرت ابوبکر سے کہا
اوتر میرے باپ کے مقام پر سے پس کہا حضرت ابوبکر نے کہ سچ ہے تو قسم خدا کی تحقیق یہ مقام تیرے باپ کا ہے پھر حضرت امام حسن کو اوٹھا کر اپنی گود میں بٹھلایا
اور بجوش محبت اہل بیت سے بہت روئے اور حضرت امام حسین نے بھی یہ معاملہ کیا تھا حضرت عمر سے اور حضرت عمر رضی نے بھی حضرت امام حسین کو بغل
میں لے کر اوٹھا کر اپنی بغل میں بٹھلایا تھا اور کہا تھا کہ ہمارے سر پر بال تیرے باپ کے اگائے ہوئے ہیں یعنی ہمکو عزت اور شرف
تیرے باپ ہی کے سبب سے ہے الغرض اہل بیت کی قدر اصحاب جانتے تھے اور اصحاب کی قدر اہل بیت جانتے تھے نقل مشہور ہے کہ ولی را ولی میشناسد
سو انکو اور کون جان سکتا ہے اور بزرگیاں انکی کون بیان کر سکتا ہے نظم ہندی مثنوی آل احمد کی شان سے ہیں بندہ حق تعالی نے دو
کون میں پیدا کیا واسطے انکے سب میں نہ زبان ہے ذات رب نے بنائی ہیں یاران ہے جنت و حور و روضہ رضوان ہے روح کو پیدا کیا
دکو غلمان ہے عرش و کرسی انجم و افلاک ہے آتش و باد و آب و خطہ خاک ہے سب ہیں یہ ذات مصطفی کے لیے ہے اور آل
مرتضی کے لیے ہے برگزیدہ خدا کے ہیں یہ سب ہے رب سے وہ خوش ہیں ان سے خوش ہے رب ہے دوستی فرض انکی حق نے کی ہے ہمکو ایمان کی
نشانی دی ہے یعنی جو ہے محب آل رسول ہے وہ ہے مومن ہے اور ہے مقبول ہے دشمن اہل بیت ہے مردود ہے روسیہ دو جہان میں مطرود
عشق آل نبی خدا دے ہے ہمکو جب مصطفی دیوے ہے اے جمال محب آل نبی ہے خادم دوست عیال نبی ہے حق سے کچھ دعا یہی بار ہے ہو مجھے عشق
حیدر کرار ہے ہو حیدر سے میں ہوں جمع رہے ہر دو کونین میں بفرح و سرور ہے فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ کچھ معاملہ کریگا اولاد
عبد المطلب سے یعنی اہل بیت سے پس میں اوسپر مہربانی جزا دونگا اوسکی جبکہ مجھسے ملاقات کریگا یعنی قیامت کو اور فرمایا جو کہ رنج دیگا میرے اہل کو
پس تحقیق اذیت دیگا مجھکو اور جو کہ مجھکو اذیت دیگا پس تحقیق خدا کو اذیت دیگا اور فرمایا تحقیق مثل اہل بیت میرے کی تم میں مثل نوح کی کشتی
کی ہے جو اوسمیں سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جو سوار نہوا وہ ہلاک ہوا یعنی ڈوبا یعنی محب و پیرو آل نبی کی نجات پانیوالے ہیں گویا کشتی نوح میں
سوار ہیں اور دشمن اہل بیت کی طوفان غضب الہی میں غرق ہونیوالے ہیں وہ دو جہان میں ذلیل اور خوار ہیں فرد چہ غم ز امواج امت را کہ باشد چو تو کشتیبان
چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان ہ قطعہ ہندی اپنی امت کو نہیں خطرہ ہے کہ نبی و علی ہیں کشتیبان ہ موج طوفان سے ڈر نہیں کیونکہ ہم
نوح خود ہیں جسکے ہیں کشتیبان ہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ثابت ہے قدم والا تم میں سے اوپر صراط کے وہ شخص ہوگا کہ جسکو تم میں سے شدت سے
اور افراط سے محبت ہوگی میرے اہل بیت کے ساتھ اور میرے اصحاب کے ساتھ اور فرمایا حضرت حسنین کے حق میں کہ یہ دونوں فرزند ہیں میرے اور میری بیٹی
یعنی فاطمہ کے بیٹے ہیں یا الہی تحقیق میں دوست رکھتا ہوں انکو تو بھی دوست رکھ انکو اور دوست رکھ اوس شخص کو کہ ان دونوں کو دوست رکھے اور ذکر آل عبا کا
اولاد مصطفی کا صلی اللہ علیہ وسلم اور بیان کرنا مناقب و فضائل اونکے اور محامد و فضل انکی کا افضل عبادت ہے اور موجب سعادت ہے اوسی آخر

کہ ایک تو اسمین بجالانا فرمان برداری حضرت باری کا ہی کہ حق تعالی نے کلام اپنے مین فرمایا ہی وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یعنی
اس نعمت پروردگار اپنے کا پس ذکر کر تو حاصل یہ ہی کہ نعمت کا ذکر کرنا اور اسکی خوبی کا بیان کرنا یہ بھی شکر کرنا ہی اور وجود جناب مصطفی کا صلی اللہ
علیہ وسلم اور ظہور اونکا سید الابرار کا رحمت شامل اور نعمت کامل ہے پس اس نعمت عظمی کی اور اس عطیہ کبری کی مناقب و فضایل کا بیان کرنا گویا شکر
بجالانا ہی اور دوسرے شان بزرگون کی لینا اونکا اور دریافت کرنا جناب اونکے آثار کا تاثیر عظیم رکھتا ہی بیچ زایل کرنے زنگ عصیان کے آئینہ دل
و جان سے اور بیچ حاصل کرنے نور ایمان و عرفان کی اور ان مقربان درگاہ ذی الجلال کی عبادت اور ریاضت اور استقامت اور ہمت اور صبر اور شکر کا معلوم
کرنا موجب توفیق و ہدایت کا اور سبب رغبت و ہمت کا ہوتا ہے واسطے طالب کے پس گویا خیرات ذوات عالی صفات کا بمنزلہ صحبت بابرکت
کی ہی اور تیسرے ذکر کرنا محبوبان الہ کا اور مقبولان درگاہ کا باعث نزول رحمت کا اور سبب حصول قربت کا ہی تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ ذِکْرِ الْاَخْیَارِ
یعنی نازل ہوتی ہی رحمت نزدیک ذکر احوال نیک بختون نیکوکارون کے فرمایا آنحضرت نے صلی اللہ علیہ وسلم سے ذِکْرُ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ ذکر کرنا علی کا
عبادت ہی پس ذکر کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی اولاد کا کہ وہ جز ہین آپکی بطریق اولی عبادت ہی اور چوتھے یہ ذکر خیر خالی قرآت
درود اور آیات کلام اللہ سے نہین کیونکہ جابجا اس بیان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا ہی اور درود پڑھی جاتی ہین اور اکثر جا
آیتین کلام اللہ کی مذکور ہوتی ہین اور یہ ظاہر ہے کہ پڑھنا آیات کلام اللہ کا اور درود کا بڑی عبادت ہی الغرض اس ذکر مین فوائد
دینی و دنیوی بھری ہوتی ہین بادنی تامل کے معلوم ہوتی ہین اور رونا اور غمگین ہونا اوپر وفات سید الکائنات اشرف المخلوقات
کے صلی اللہ علیہ وسلم اور اوپر شہادت اہل بیت والا صفات کی موجب ثواب کا اور ترقی درجات کا اور باعث کفارہ سیئات کا ہی اور
علامت رحمت کی اور دلیل شفقت کی ہے روایت ہی حضرت بلال سے جو آنکھ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روویگی اون آنکھ
دوزخ کی آگ نہ دیکھیگی اور صحاح احادیث سے ثابت ہی کہ مسلمان کے گناہ بسبب اندوہ و غم کے کہ اوسکو لاحق ہوتا ہی جھڑ جاتی ہین اور اونکی
بخشش ہوتی ہی پس غم اہل بیت کا کہ انسان کو ہووے سب غمون سے زیادہ تر ہی بیچ سبب ہونے کے واسطے کفارہ سیئات کی اور واسطے
حصول ثواب و نجات کی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْبُکَاءُ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالصُّرَاخُ مِنَ الشَّیْطَانِ رونا اثر رحمت
کا ہی اور نوحہ اور چلانا شیطان کیطرف سے ہی اور فرمایا آنسو آنکھ کی اثر رحمت کا ہی اور جو کہ رحم نکرے اور رحم دل مین رکھتا ہو اوس شخص پر رحم
نہین کیا جاتا یعنی خدای تعالی اوسپر رحم نہین کرتا اور فرمایا وہ چیز کہ ہو دل سے اور آنکھ سے پس وہ خدا سے ہی یعنی غم کرنے سے اور رونے سے
حق تعالی راضی ہوتا ہی اور وہ کہ ہو زبان سے اور ہاتھ سے پس وہ شیطان سے ہی یعنی چلانے سے اور بیان کرنے سے اور ماتم کرنے سے اور پیٹنے سے
شیطان خوش ہوتا ہی کہ انسان گنہگار ہوتا ہے اور یہ بات خرد و کلان اور دانا و نادان کو معلوم ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غم حسین سے

دنیا مین اپنی زندگی مین روتے مین جبکہ حق تعالی نے آنکو شہادت حضرت امام حسین کی خبر دی ہے اور بعد آپکی وفات کے جبکہ
حضرت امام حسین کی شہادت ہوئی ہے تو حضرت ام سلمہ نے اور حضرت عبد اللہ بن عباس نے آنکو خواب مین دیکھا کہ آپکا حال پریشان ہو اور
چشم گریان ہی پس رونا غم اہل بیت مین پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور نشانی محبت جناب مصطفوی کی ہے کیونکہ عین ایمان ہے
شہادت حضرت امام حسین کی وہ امر ہے کہ آسمان اور زمین اور جن اور انسان سب اوسپر روتے ہین الغرض رونا غم حسین مین ثواب عظیم رکھتا ہے
ہر گریہ آخر خندہ ایست ۔ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ۔ شعر ہندی نکتہ تو مجھکو اتنی صحیح کہ رونا تجھکو رحمت ہے ۔ یہ گریہ حق مین انکے گویا باران
رحمت ہے ۔ پس ان امور کو ملحوظ خاطر فاتر کر کر دل مین خیال بامی محبان آل عبا کے اور خطرہ دریا اہل صفا نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ایک کتاب بتصریح ذکر مناقب
اہل بیت نبوی کے اور بیان شہادت اولاد مرتضوی کے اس ترتیب سے تالیف کیجاوے کہ احوال سب مسلسل ہووے اور بیان مین اعتبار تقدیم و تاخیر کا ملحوظ
ہووے اور احوال آل عبا کی اصل و فرع کا اوسمین تھوڑا تھوڑا سب ہو تو قصہ پر غصہ شہادت عظمی کا ساتھ انتظام کے مرتب ہو اور فائدہ اور تحصیل کتاب سے
یہ ہی کہ مسلمان اوسکو پڑھکر اور سنکر نتیجہ حاصل کرین کمال محبت اہل بیت کے مشغول ہوویں تا کہ خدا تعالی کے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول ہوویں اور
باوجود حب آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرشار رہین اور انکے غم اور درد مین غمگین رہین اور غم حسین مین زار زار روویں اور نامہ اعمال اپنا اشک چشم سے
دھوویں تا کہ گناہ نفس پاک ہوویں اور پسندیدہ صاحب لولاک ہوویں اور اس گنہگار کو بھی اجر عظیم ہو اور موجب رضائے حضرت کریم ہو ۔ پس
اس بندہ خاکسار ذی الجلال نے یعنی نصر اللہ متخلص تو جمال نے کتابین معتبرہ جمع کر کر اور انمین سے احوال تھوڑا تھوڑا سا چنکر اس ہیچمدانی سے کتاب
کو مرتب کیا اور وہ کتابین کہ جنسے یہ احوال لکھا ہے یہ ہین مشکوۃ شریف ترجمہ مشکوۃ کہ شیخ عبد الحق محدث نے لکھا ہے رحمۃ اللہ علیہ
مفتاح النجا نزل الابرار تحفۃ المحبین صواعق محرقہ تہذیب التہذیب ریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ معارج العلی فی مناقب المرتضی
شواہد النبوت مدارج النبوت معارج النبوت روضۃ الاحباب روضۃ الصفا فصل الخطاب اور تواریخ کی کتابون مین کہ
روایات ضعیفہ ہین بندہ درگاہ نے غالب یہ ہے کہ اونکو تحریر کیا اور اکثر روایات صحیح اور قوی کو ہی لکھا اور روضۃ الاحباب
کی جلد ثانی مین اور روضۃ الصفا مین کہ روایتین صحیح اور غیر صحیح اور ضعیف اور قوی ہین اور رطب و یابس بہت کچھ لکھا ہے
اس ذرہ بیمقدار تربیت یافتہ علمائے نامدار نے ان دو کتابون مذکورہ مین سے حتی المقدور اکثر اور اغلب صحیح اور قوی روایتون کو استخراج اور
انتخاب کیا ہے اور وہ روایتین کہ مخالف مذہب اہل حق کے ہین انمین سے ایک بھی نہین تحریر کی الغرض اس مختصر کو صحیح اور معتبر
ہو نہین سے پایا قصور نے ہنیتی تقصیر کی اور اس کتاب کو اوپر دس باب کے کہ ہر ایک کا نام مخزن رکھا ہے مشتمل کیا اور ہر مخزن کو اوپر فصول
اور فوائد کے متضمن کیا اور نام اسکا دہ مخزن رکھا امید قوی جناب ایزدی سے ہے کہ یہ کتاب مقبول جناب رسول کی ہووے صلی اللہ علیہ وسلم

اور بسپند خاطر اولاد بتول کی ہو وی علیہم التحیۃ والرضوان علی المولف الرحمۃ والغفران **مخزن پہلا** بیچ ذکر خیر جناب رسالت
شفیع المذنبین سید المرسلین احمد مجتبی حضرت محمد مصطفی کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارباب سیر اور اصحاب با ہنر روایات معتبرہ صحیحہ قویہ لکھتے ہین
کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بعد اللہ تعالی کی بزرگی اونپر ختم ہی عرب کے قوم مین سی ہین اور اولاد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی صلوۃ اللہ
علی نبینا وعلیہ اور قریشی ہاشمی ہین سو واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دادادون کی سلسلہ مین ایک شخص ہی کہ نام اوسکا نضر ہی
ساتھ نون اور ضاد نقطہ دار کی اور لقب اوسکا قریش ہی یہین تک کہ اوسکی اولاد مین اونکو قریش کہتے ہین اور لغت مین قریش ایک جانور کا نام ہے
کہ وہ سمندر مین رہتا ہی سمندر کے سب جانورون مین سی بڑا ہے پس جو کہ نضر بیچ قوم اپنی کی سبب اعتبار رکھتا تھا بیچ بزرگی کی اور بڑے ہونی مرتبہ اور
قدر کی اور منزلت کی اسلئے لقب کہا گیا ساتھ قریش کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دادا کے باپ کا نام ہاشم ہے پس اس واسطے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد عربی قریشی ہاشمی کہتے ہین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب اسطرح ہی اسمین
کچھ خلاف نہین کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد مین سی ایک شخص ہی کہ نام اوسکا ہی عدنان اوسکا بیٹا معد اوسکا بیٹا نزار اور اوسکا بیٹا
مضر اوسکا بیٹا الیاس اوسکا بیٹا مدرکہ اوسکا بیٹا خزیمہ اوسکا بیٹا کنانہ اوسکا بیٹا نضر اوسکا بیٹا مالک اوسکا بیٹا فہر
اوسکا بیٹا غالب اوسکا بیٹا لوی اوسکا بیٹا کعب اوسکا بیٹا مرہ اوسکا بیٹا کلاب اوسکا بیٹا قصی اوسکا بیٹا عبد مناف
اور عبد مناف کو گھر ایک وقت اور ایک ساعت دو لڑکی جوڑوان پیدا ہوئی اور پیشانی ایک کی دوسری کی پیشانی سی جڑی ہوئی تھی اور
چمٹی ہوئی تھی ہر چند جدا کرتے تھے اور چھڑاتی تھے جدا نہوتی تھی اور نہ چھوٹتی تھی آخر کو ان پیشانیونکو تلوار سی جدا کیا اور ایک کا نام
ہاشم اور دوسری کا نام عبد شمس رکھا ایک عقلمند نی عرب مین سی یہ خبر سنکر کہا کہ لائق یون تھا کہ پیشانیونکو اور چیز سی جدا کرتے
تلوار سی جدا نکرتی اب جو تلوار سی جدا کیا ہی چاہیئی کہ ہمیشہ انمین اور انکی اولاد مین تلوار چلتی رہی اور آپسمین لڑائی اور جھگڑا ہوتا رہے
اور جیسا کہ اوس عقلمند نی کہا تھا خدا تعالی کی قدرت سی ویسا ہی پیش آیا چنانچہ وہ معاملہ کہ درمیان حضرت امام حسین علی نبینا
وعلیہ السلام کی اور یزید مردود کی ہوا گویا اثر اون پیشانیون جدا کرنیکا تھا کہ حضرت امام برحق ہاشم کی اولاد مین ہین اور یزید بنی امیہ
سی ہی کہ امیہ عبد شمس کی اولاد سی ہے اور عبد مناف کا بیٹا ہاشم اور اوسکا بیٹا عبد المطلب اور اوسکا بیٹا عبد اللہ پدر بزرگوار
حضرت محمد رسول اللہ کا صلے اللہ علیہ وسلم اور عبد اللہ ساتھ کمال حسب اور جمال نسب کے اور لطف گفتار کی اور حسن کردار کی قریشی
جوانون سی امتیاز رکھتا تھا اور بسبب نور محمدی کی کہ اوسکی پیشانی مین جھلکتا تھا نہایت خوبصورت اور زیبا طلعت تھا کہ اپنی عہد
مین یوسف ثانی بلکہ خوش منظر اوس سی بھی زیادہ تر تھا اور عورتین پریچہرہ اور حور پیکر اور زہرہ وش اور خورشید منظر عرب کی

شگفتہ جمال اور طالب وصال اوسکی کی ہوتی تھیں اور انکو عشق اور محبت کے دریا میں بے اختیار اپنی تئیں ڈبوتی تھیں اور عبد اللہ ساتھ توفیق
ربانی اور تائید سبحانی کی اون شوخ چشموں سے احتراز کرتا تھا اور دامن پارسائی کو حرام کی پلیدی سے نہ بھرتا تھا القصہ عبد المطلب بیاہ ساتھ آمنہ کے
کہ نجابت خوبصورت اور پاکیزہ طینت تھی موافق درخواست وہب بن عبد مناف کہ باپ آمنہ کا ہے اور نسب آمنہ کا یہ ہے کہ وہ بیٹی وہب
کی اور وہ بیٹا عبد مناف ثانی کا اور بیٹا زہرہ کا اور وہ بیٹا کلاب کا پس نسب اوسکا ساتھ نسب عبد اللہ کی بیچ کلاب کے جا کر ملتا ہے اور یہ دو
اور دامادی بیچ مکہ شریف کے سبب بہت ماتمونکا ہوگئی کہ قریب دو سو عورتونکی افسوس اور حسرت کھا کر مر گئیں اور بہت سی بیبیان شیرین لب اور
شکر گفتار سوز عشق اور محبت عبد اللہ کی سے لوٹ پوٹ ہو جانے سے بیمار اور زار و نزار ہو گئیں اور عبد اللہ کے ۹ بھائی اور چھ بہنین تھین الغرض
عبد المطلب کی دس بیٹے ہیں پانچ مشہور ہیں ایک عبد اللہ باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے حمزہ تیسرے عباس چوتھے ابو طالب پانچوان ابو لہب
بڑا کافر ہوا اور بالاتفاق اوپر کفر کے مرا **فصل** جاننا چاہئے کہ جس رات بی بی آمنہ کو حمل ہوا اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عبد اللہ کی پیشانی سے جدا ہوکر آمنہ کے شکم میں جلوہ گر ہوا اوس رات سب آسمانوں کی فرشتوں کو فرحت تازہ اور خوشنودی بے اندازہ حاصل
ہوئی اور جبرئیل علیہ السلام اوپر کعبہ کی کوٹھے کے نازل ہوئے اور تخت پر بیٹھے اور تمام زمین کے طرفونمین بشارت اور خوشخبری پہنچائی کہ نور محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیچ آمنہ کے آیا تو بہترین خلق اوس سے پیدا ہوگا اور اوسکی امت سب امتوں سے بہتر ہوگی اور اوس رات تخت
شیطان کا اوندھا ہوگیا اور چالیس رات دن وہ ملعون دریا اور جنگلونمین لوٹتا پیٹتا پھرا یہانتک کہ سیاہ اور سوختہ ہوگیا پھر وہ
ملعون کوہ قبیس پر چڑھا اور چلایا اور بہت اوسنے فریاد کی اور شور مچایا یہانتک کہ تمام اولاد اور ذریت اوسکی جمع ہوئی اور سب نے
اوس سے پوچھا کہ سبب اس فریاد و زاری کا کیا ہے اوس مردود نے کہا اے فرزندو یقینی یہ بات ہی جانو کہ ہلاکت ہماری ثابت ہوئی اور
سب باطلین ذلیل و خوار ہوئے کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ شکم آمنہ کے قرار پکڑا کہ اشرف المرسلین ہے آخر کار وہ بتوں کو توڑیگا
بدعتوں کو باطل کریگا شراب کو اور جوئے کو حرام کریگا خبریں آسمانی ہم پر آنی موقوف ہو جاوینگی اور وہ عدل و انصاف کریگا ظلم کی بنیاد ڈھاویگا
زمین کو ساتھ مسجدوں کی زینت دیگا ساری دنیا میں توحید کا ظاہر کریگا امت اوسکی سب امتوں سے بہتر ہوگی شرک کم کریگی اور
علی ہذا القیاس کہ اوس ملعون نے کہا اور بہت افسوس کیا ابن عباس سے روایت ہے اوس رات کہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
ساتھ ذات آمنہ کے متصل اور ملنے والی ہوئی تمام عرب کے کاہنوں نے کہ غیب سے خبریں لکھتے تھے اوپر اس حال کے مطلع ہوکر آپس میں ایک ساتھ کے
پیغام بھیجے اور اطلاعیں کیں اور بیچ شرق و غرب کے سب جانوروں پرندوں چرندوں اور دریائی اور صحرائی نے اپنے ہمجنسوں کو بشارتیں دیں
اور خبریں کیں کہ اب وقت آیا کہ دنیا ساتھ نور محمد ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی و روشن ہوگی اور جانور قریش کے گویا ہوئے اور یہ بولے

کہ نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاملہ ہوئین کہ وہ امانت دار زمین چراغ اور روشنی بخشنے والا زمانہ کا ہوگا اور ایک
روایت ہے کہ اوس رات کی صبحکو تمام بت ساری جہان کے سرنگون اوندھے ہو گئے تھے اور تخت ابلیس کا اوندھا پڑا تھا اور تخت سب بادشاہونکے
اوندھے ہو گئی تھی اور زبان بادشاہونکی اور حکم کرنیوالونکی اوس دن گونگی ہو گئی تھی کہ کلام نکر سکتے تھے القصہ بی بی آمنہ حاملہ تھین عبد المطلب
نے عبد اللہ کو وراثنا حمل کیواسطے تجارت کی ملک شام کیطرف بھیجا عبد اللہ شام سے پھیر کر آتے تھے کہ مدینہ مین داخل ہوکر بیمار ہوئے
اپنے باپکے قریبونمین چند روز رہکر وفات پائی اور وہین دفن کئے گئے اور وہین اونکی قبر ہوئی یہ خبر آمنہ کو عبد المطلب کو اور سب کنبے قبیلہ
کو پہونچی ملال بسیار اور غم بیشمار بیچ خاطر اونکے راہ پانیوالا ہوا اور عمر عبد اللہ کی پچیس برس کی ہوئی تھی کہ موت نے اوسکی وجود
کے محل کو ڈھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنوز شکم مادر مین تشریف فرما تھے خلوتخانہ شکم سے بیچ صحن صحرای دنیا
کی خرامیدہ نہوئے تھے **مثنوی ہندی** ملک دنیا سراے فانی ہے ٭ وہم باطل یہ زندگانی ہے ٭ کوئی دنیا مین خوبصورت ہو
گرچہ حور و پری کی مورت ہو ٭ موت اوسکا گلا توڑی ہی ٭ جب تو توڑی تو کون جوڑی ہے ٭ گل گلزار یہ ہے گرچہ بہار ٭ اوسکے
در پے ہے یہ خزان کا خار ٭ نہ رہا آہ یوسف کنعان ٭ مر گئے اور لاکھا خوبان ٭ نہ کسیکی بہار ہے باقی ٭ نہ محافل نہ مطرب وساقی
اوٹھ گئے یار یادگار ہی ٭ جان اس غم مین بیقرار رہی ٭ غم جدائی کا سخت تر ہے وصال ٭ کس سے ہووے بیان اسکا حال ٭

فصل چاہیے جاننا کہ بعد وفات عبد اللہ کے اندک مدت مین نشانیان جنتی کی آمنہ کو دکھلائی دین اور بیس روز
کے صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اوس رات مین عجائب اور غرائب آمنہ نے دیکھے اگر وہ سب بیان
کیے جاوین تو کتاب بہت بڑی ہو جاوے اسواسطے بعضی بعضی بات بطریق اختصار کی لکھی جاتی ہے چنانچہ آمنہ نے ذکر مین اپنے گھر کو روشن دیکھا
اور بوقت تشنگی کے پردہ غیب سے دودہ ظاہر ہوا اور وہ اوسنے پیا کہ شہد سے زیادہ میٹھا تھا اور فرشتون کو دیکھا کہ ہوا مین اپنا
اور کٹہڑے مین چھاگلین چاندی کی ہاتھون مین لئے ہوئے اور حورونکو دیکھا اپنے پاس بیٹھی ہوئی اوسکو حیرت تھی کہ یہ مرد اور عورتین کون
ہین اور کہانسے آئی ہین اور دیکھا کہ حجاب سب اوٹھ گئے ہین اور مشرق سے مغرب تک سب معلوم ہوتا ہے اور دیکھا جسوقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پیدا ہوئے تو پہلے سجدہ کیا اور ہاتھ آسمانکی طرف اوٹھائے واسطے دعا کی اور ہاتف غیبی کی ندا آئی کہ اے آمنہ اسکا نام محمد رکھہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم **فائدہ** چاہیے جاننا کہ بعضی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جسکا نام احمد یا محمود یا محمد ہوتا ہے دوزخ مین وہ نہین پڑتا اور جسکا نام ان
تینون نامون سے ہووے یا عبد اللہ ہووے اوسکے گھر مین فقر و فاقہ نہین آتا اور جو کہ اپنے فرزند کا نام محمد یا احمد رکھے محبت دوستی محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کر وہ شخص بھی اور اوسکا فرزند ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ بہشت کے داخل ہوتا ہے اور جو مومن کہ فرزند

اپنے کا نام محمد رکھتا ہے اور اوسکو پکارتا ہے یا محمد کہکر تمام فرشتے حامل عرش کے کہتے لبیک یا ولی اللہ اور اوس سے کہتی ہین بشارت ہو تجکو یا
ولی اللہ کہ تو ہمارا شریک ہے بیچ طاعات اور عبادات کے یعنی حق تعالے اوسکو دن قیامت کے ثواب حاملان عرش کا دیویگا اور جو کہ اپنے فرزند کا نام
محمد رکھتا ہے اوس فرزند کی عمر دراز ہوتی ہے اور اوسکی نسل مین برکت ہوتی ہے اور اوس رات مین عبد المطلب نے اور وقت ولادت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی لاکھون عجائبات اور غرائب مشاہدہ کئے اور دیکھے کہ قلم رقم اونکی سے عاجز ہے القصہ بیالیس برس نوشیرواں کی حکومت کو ہوئے تھے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے الغرض نوشیرواں کے عہد حکومت مین آپ متولد ہوئے ہین اور بیچ پیغمبری عیسی علی نبینا وعلیہ السلام کے
اور پیدا ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھہ سو برس ہوئے ہین الغرض جسدن کہ اصحاب فیل کعبہ ڈھانے کو فوجین لیکر آئے تھے اور حق تعالے نے اونکو
ابابیل کے ہاتھ سے ہلاک کیا اوس سے پچاس اور پانچ دن کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اور جس وقت کہ پیدا ہوئے تمام عالم مین عجب
نشانیان ظاہر ہوئین چنانچہ ایک یہ ہے کہ نوشیروان کے محل کو شدت سے لرزہ ہوا کنگرہ اوسکے محل کے گر گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ربیع الاول کی گیارہوین تاریخ دوشنبہ کی یعنی پیر کی رات کو یا شنبہ کی صبح کو پیدا ہوئے اور وہ گھر کہ جسمین پیدا ہوئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بیچ مکہ کے بیچ سرای محمد ابن یوسف کے مشہور ہے زقاق المولد کے کوچہ مین بیچ بنی ہاشم کے اور لوگ اوس گھر کی زیارت کرتے ہین
اور اوس سے برکت لیتے ہین القصہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آمنہ نے شیر اپنا پلایا پھر ثوبیہ نے پلایا پھر حلیمہ پلاتی رہی
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو دایہ ہین ثوبیہ اور حلیمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بزیر عاطفت عبد المطلب کے کہ دادا
آپکے ہین اور آمنہ کے کہ والدہ آپکی ہین پرورش پائی یہانتک کہ چھہ برس کی عمر کو پہونچے اور ان چھہ برس مین بیشمار کرامتین اور عجائب باتین
وجود مبارک سے ظاہر ہوتی رہین کہ اکثر تاریخ کی کتابون مین لکھی ہین الغرض چھٹا برس تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر کا کہ آمنہ
اوس خلاصہ آسمان و زمین کو اور نقاوہ مکان و مکین کو یعنی سید المرسلین شفیع المجرمین کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ اپنے لیکر واسطے
ملنے خویش و قبیلہ کے بیچ مدینہ کو آئین بعد چند مدت کے مدینہ سے مکہ کو چلین اثناء راہ مین جبکہ منزل ابوا مین پہونچین بیمار ہوئین اور جان اپنی خالق کریم کے
حوالہ کی اور وہین دفن کی گئین اور اوسی جگہ اونکی قبر ہوئی پس بی بی ام ایمن اوس در یتیم کو یعنی رسول کریم کو مکہ مین لائی اور عبد المطلب کے سپرد
کیا عبد المطلب بیچ تربیت و تعظیم و تبجیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جان و دل سے رات دن مشغول رہتے تھے جبکہ عمر حضرت
خیر البشر سرور بحر و بر کی آٹھہ برس کی ہوئی آٹھوین برس عبد المطلب پر مرض موت غالب آیا عبد المطلب نے حضرت محمد کو صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ابوطالب کے سپرد کیا اور بہت وصیتین ونصیحتین اونکے حق مین کردین اور حضرت کو اپنے سینہ سے لگایا اور بہت پیار کیا
اور رخت زندگانی کا سرای جاودانی کیطرف کھینچا اور رحلت کے عمر عبد المطلب کی ایک سو بیس برس کی ہوئی تھی فصل چاہیے جاننا

کہ حضرت نے آٹھوین برس کی عمر مین عبد المطلب سے جدائی پائی تا قریب زمانہ ہجرت کے بیچ دامن رعایت ابوطالب کے پرورش پائی اور تربیت
اوٹھائی اور لگتارہ اپنا کیا اور اوسی برس یعنی آٹھوان برس تھا حضرت کی عمر کا کہ بادشاہ نوشیروان کی وفات ہوئی اور اوسکا
بیٹا ہرمز بادشاہ ہوا اور حاتم طائی بھی اوسی برس موا اور جبکہ حضرت پچیس برس کے ہوئے ابوطالب نے عقد نکاح حضرت کا ساتھ
خدیجہ بنت خویلد کے کیا کہ ساتھ کثرت مال کے اور حسن جمال کے اور عقل اور کمال کی قریش کی عورتون پر فضیلت رکھتی تھین اور اکثر قریش کے
سرداروں کو پیغام دیکر رد کر دیتی تھین اور اوس بزرگ یعنی حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر خود مائل ہوئی تھین **فائدہ** جاننا چاہیے
کہ جب حضرت تیس برس کے ہوئے حضرت شاہ مردان شیر یزدان اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ ابوطالب کے گھر پیدا ہوئے
تیرہوین ۱۳ تاریخ رجب کی جمعہ کے دن و حقیقت آپکے پیدا ہونیکی یہ ہے کہ فاطمہ بنت اسد کو کہ والدہ شریفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہین
تو حمل ٹھہرا ہوا تھا کہ واسطے طواف کعبہ شریف کے کعبہ مین آئین طواف کر رہین تھین کہ دروازہ کا اوٹھا اور وہ خانہ کعبہ کے اندر پوشیدہ
ہو گئین اور بیچ خانہ کعبہ مین حضرت شاہ پیدا ہوئے سوای حضرت شاہ کے کسی کو یہ شرف نہین ہوا کہ سوا اونکے اونسے پہلے اور اونسے پیچھے
کوئی خانہ کعبہ مین پیدا نہین ہوا ایسا ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد اوس گوہر صدف ایزدی کو لیکر اپنے گھر آئین اور ابوطالب کو بشارت دی
ابوطالب نے حیدر نام رکھا اور فاطمہ نے اسد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تشریف لا کر علی نام رکھا اور ہنوز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
شیر پستان مادر نہ پیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ابوطالب کے گھر رونق افزا ہوئے تھے اور نزدیک علی کی پنگوڑی کے گئے کہ فاطمہ
نے کہا ای فرزند دلبند اس طفل پاس مت جا کہ اس شیر خصلت نے منہ باپ کا اور چہرہ ماکا اپنے پنجے سے چھیل ڈالا ہے مبادا کہ تجھسے
گستاخی کرے آپنے فرمایا کہ مجھسے ایسا کام نکریگا جسوقت آپ پنگوڑی کے نزدیک ہوئے مرتضی علی سوتے تھے کہ جو ہین بوی گیسوے
عنبرین سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دماغ مین و مشام مین پہونچی وہین آنکھین کھول دین اور نظر اوپر جمال جہان آرائی
سید کائنات افضل المخلوقات کے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ڈالی اور ہنستے ہنستے حضرت نے پنگوڑی مین سے اوٹھا کر اپنی گود مین لیا اور
منہ اپنا اونکے منہ پر رکھا اور زبان اپنی اونکے دہن مین داخل کی کہ حضرت علی نے دیر تک وہ زبان مبارک چوسی بعد اوسکے
دودھ ماکا پیا اور حضرت علی کے دو بھائی اور تھے ایک حضرت عقیل اور دوسرے حضرت جعفر لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
حضرت علی کی تربیت بہت فرماتے تھے اور اپنی بغل اور کنار مبارک مین پرورش کرتے تھے جبکہ حضرت علی پانچ برس کی عمر کو پہونچے
قحط اور خشک سالی مکہ مین وارد ہوئی اور قریش مین تنگی اور بے برگی نمودار ہوئی ابوطالب کہ عیال دار تھے بہت حیران
پریشان ہوئے حضرت عباس نے کہ چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور بھائی ابوطالب کے تھے جعفر کو اپنے پاس رکھا اور عمر

اور پرداخت اونکی کی ۔ ابوطالب بیکبا ہوئے اور عقیل ابوطالب ہی کے پاس رہے اور حضرت علی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کفالت
مین پرورش فرمائی اور حضرت علی ہمیشہ آپکی خدمت مین رہے اور جبکہ عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پینتیس ۳۵ برس کو پہونچی حضرت فاطمہ سلام اللہ علی
محمد وعلیہا حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئین طاہر مطہر یعنی پاک و پاکیزہ اور جس وقت کہ پیدا ہوئین ایک نور اونمین سے چمکا کہ اس نور نے مکہ کے سب گھرونکو گھیر لیا
بلکہ وہ نور مشرق سے مغرب تک پہونچا اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آٹھہ تیس برس کی عمر کو پہونچے آوازین غیب سے سننے لگے اور روشنائیان
اور نور دیکھنے لگے لکھا ہے کہ قریب زمانہ رسالت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درختوں اور پتھرون سے آواز آتی تھی کہ السلام علیک یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور راہ مین آواز کسی شخص کی سنتے کہ کہتا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر جو نگاہ کرتے کوئی معلوم نہوتا اور نور الٰہی اسقدر آپکے
دل روشن پر چھایا تھا کہ آثار ماسوی اللہ کے خاطر مبارک سے محو ہو گئی تھی اور محبت حق تعالیٰ کی یہانتک اوپر طبیعت ہمایون کی غالب
آئی تھی کہ اثنا اغیار سے کوئی نشان نہ رہا تھا اور اختلاط اور ملنا جلنا خلق سے موقوف ہو گیا تھا چنانچہ عقلمند عرب کی کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کہین عاشق ہو گیا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حرا مین کہ ایک پہاڑ ہے کئی کئی دن جا کر تشریف شریف رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ
کی یاد و عبادت کرتے تھے کبھی کبھی حضرت خدیجہ کے گھر مین آکر توشہ کچھ غذا کا لیو اسطے لیجاتے تھے بالجملہ وہ سرور کون و مکان فخر زمین و زمان مدتک
اس روش سے گلشن عبودیت کو ساتھ آب اخلاص کے سرسبز و شاداب کرتے تھے اور گوہر شب چراغ عرفان کو بیچ شب ظلمانی اور روز نورانی
کے بیچ مخزن باطن کے روشن رکھتے تھے یہانتک قلب روشن اونکا مورد آیات الٰہی کا ہوا اور خاطر مبارک اونکی محل وحی و بعث رسالت پادشاہی کی ہوئی روح الامین
نے گوش ہوش ہمایون کو ساتھ گوہر الفاظ اور کلمات قرآنی کے زینت دی اور سینہ بے کینہ مبارک کو ساتھ علوم لدنی کے اور رموز آسمانی کے معمور لوح کا کیا آفتاب
نبوت کا مطلع بطحا سے طالع ہوا اور کوکب رسالت کا ذروہ کوہ حرا سے شارق ہوا **فصل** جاننا چاہئے کہ جب عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس برس کی
ہوئی اور اکتالیسواں برس شروع ہوا روز دوشنبہ کو یعنی پیر کا دن تھا اور تاریخ سترہوین کی تھی کہ جبرئیل امین کوہ حرا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
دکھلائی دئے اور سورۃ اقرا کی سکھائی اور اپنا پاشنہ زمین پر ملا کہ چشمہ پانی کا اوس سے پیدا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرنا اور نماز پڑھنی
سکھائی اور بتائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حرا سے کہ محل مبارک مین تشریف فرما ہوئے حضرت خدیجہ ایمان لائین اور دوسرے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کہ دس برس کے تھے ایمان لائے اور آنحضرت صلی اللہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے القصہ تین برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگونکو پوشیدہ دعوت اسلام کرتے رہے
اور ہدایت فرماتے رہے بعد اوسکے موافق حکم الٰہی کے آشکارا و ظاہر دعوت اسلام کی اور قبول کرنے احکام شریعت کی کرنے لگے قریش متفق ہوئے کوئی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کہتا تھا اور کوئی جادوگر اور شاعر بتاتا تھا اور ابولہب اور قوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج اور اذیت گوناگون
پہونچاتے تھے اور جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے نہایت عاجز اور مغلوب ہو رہے تھے اور غلبہ کافرون کا حد سے زیادہ تھا اور کافر مسلمانونکو

ستاتے تھے مارنے سے اور گالیان دیتے سے اور ارادہ قتل کرنے مسلمانون کا مصمم کرتے تھے لیکن حفاظت حق تعالی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور
سے اپنے قوم کی شامل حال تھی اور جبکہ پچاس برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کو گذرے اور دسوان برس ہوا رسالت اور پیغمبری کو ابو طالب نے
اس جہان فانی سے طرف دار جاودانی کی رحلت کی اور تین دن بعد ابو طالب کی وفات سے حضرت خدیجہ قید خانہ دنیا کو چھوڑکر روضہ رضوان مین رونق افزا
ہوئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غم والم سخت لاحق ہوا کہ محل شریف سے بھی باہر بھی کم تشریف لاتے تھے اور بارھوان برس تھا پیغمبری کو اور
باون برس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تھی کہ اوس شب کو معراج ہوئی اور جبکہ تیرپن برس کی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی اور تیرھوان
برس تھا پیغمبری کو ساتھ حکم الٰہی کے حضرت مکہ کو چھوڑکر مدینہ مین تشریف لائے اور یہین اقامت اور رہنا مقرر کیا اور اصحاب حضرت کی بھی مدینہ مین آئے
کہ انکو مہاجرین کہتے ہین اسواسطے کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی یعنی اپنے وطن کو کہ مکہ تھا چھوڑا اور مدینہ والے اصحاب کو انصار
کہتے ہین کہ انھون نے نصرت یعنی مدد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے ترقی اسلام کی بہت
ہوئی اور ملکون مین نبی ہونی صلی اللہ علیہ وسلم شہرت پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کافرون کے درمیان جنگ اور لڑائیان بہت درپیش آئین اور نشان
حضرت مرتضی علی کے پاس رہا اور اکثر فتح حضرت شاہ اسد اللہ کی ہاتھ ہوتی رہی اور جس برس کہ حضرت مدینہ مین تشریف لائے اوسی سال ہجرت کہتے ہین
اور یہ سن کا حساب اوسی سال سے لیتے ہین چنانچہ اب یہ کتاب لکھی جاتی ہے سال ہجرت کی بارہ سو اور پچاس ہین الحاصل پہلے سال اول کی ہجرت سے
مدینہ مین حضرت نے مسجد بنوائی اور درمیان مہاجرین و انصار کے عقد مواخات کیا یعنی ایک شخص کو ایک کا بھائی کیا اور آپسمین بھائی چارا ٹھہرایا
لیکن حضرت علی کو کسی کا بھائی نکیا حضرت علی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپنے یارون کے درمیان عقد برادری کا باندھا لیکن میرے واسطے کوئی بھائی
مقرر نکیا یہ بھائی کونسا ہے آپ فرمایئے تب حضرت نے فرمایا انت اخی فی الدنیا والآخرۃ یعنی تو بھائی میرا ہے دنیا مین اور آخرت مین **مخزن دوسرا**
بیچ نکاح حضرت علی کے ساتھ حضرت فاطمہ کے علیہم التحیۃ والرضوان و بیچ ذکر پیدایش حضرت امام حسن و حضرت امام حسین کے علی جدہما و
علیہما السلام ارباب سیر نے لکھا ہے کہ بیچ سال دوسرے کی ہجرت سے رجب کے مہینے مین نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ساتھ حضرت فاطمہ کے ہوا
اور عمر حضرت فاطمہ کی اٹھارہ برس کی اور حضرت علی اکیس برس اور پانچ مہینے کے تھے کہ نکاح ہوا روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ چاہا مینے کہ خواستگاری
کرون مین یعنی طلب اوسکے نکاح کی ساتھ کرون پھر اندیشہ کیا مین نے کہ مال کچھ نہین میرے پاس کیونکر اس امر کو درپیش لاؤن پھر قرابت پر اور صلہ رحم پر
نظر کرکر نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیا مین اور سلام کیا مینے اور زبان سے کچھ نکہا مینے کہ حضرت نے جواب سلام دیکر فرمایا اے
علی حاجت تیری کیا ہے مین نے فاطمہ کی خواستگاری کی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرحبا و اہلا اور نہ کچھ
فرمایا مین درمقدس سے باہر آیا تو مسلم انصار نے مجھسے پوچھا کہ تیری خواستگاری حضرت نے قبول کی مین نے اونکو جواب دیا

کہا کہ مین نہین جانتا مگر حضرت نے اسقدر فرمایا مَرْحَبًا وَاَهْلًا انصار نے کہا کفایت کرتی ہی یہ بات مرحبا کے
یہ معنی ہین کہ رحمت دی تجھے اور اہلًا سے یہ مراد ہی کہ اہل دی یعنی بی بی دی تجھے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے کہا کہ مہر
کیواسطے تیرے پاس کیا ہی حضرت علی نے عرض کی کہ میرے پاس ایسی چیز نہین کہ جو لائق مہر فاطمہ کے ہووے ایک روایت یہ ہی کہ حضرت علی نے کہا ایک زرہ
میرے پاس ہی اور ایک گھوڑا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑا تجھکو ضرور ہی لیکن زرہ کو بیچ ڈال اور اوسکی قیمت کو مہر فاطمہ کا کر
حضرت علی اوس زرہ کو چارسو اور اسی درم کو بیچکر وہ درم اپنی چادر کے کونے مین باندھکر حضرت کے روبرو لائے اور بیچ نظر حضرت کے نہایت ادب سے
رکھی حضرت نے فرمایا کہ کتنی درم ہین حضرت علی نے کچھہ جواب نہ دیا گویا اوس مال قلیل کو حقیر سمجھکر کچھہ نہ کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی
اون درہمون سے لیکر بلال کو دئی واسطے فاطمہ کے بیچ تیاری بوئے خوش کے صرف کرے پھر ام سلمہ سے فرمایا کہ باقی مین جہیز فاطمہ کا تیار کرے جہیز
جو کہ تیار ہوا تھا سو وہ یہ ہی دو جامہ برد ایک لوئی ایک قدح ایک چکی ایک چھلنی دو تکیہ ایک مشک پانی کی ایک آبخورہ دو نہالی کتان
کی سوتی چار تو شک دو مین پشم کھجور کے درخت کی بھری ہوئی اور دو مین اون بھری تھی اور ایک تکیہ بعضون نے لکھا ہی کہ دو بازوبند چاندی کے
واللہ اعلم بالصواب روایت انس ابن مالک سے ہی رضی اللہ تعالی عنہ کہ کہا اونھون نے کہ مین بیٹھا تھا پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آثار وحی
کے بیچ بشرہ مبارک حضرت کے ظاہر ہوئے جب وحی آچکی حضرت نے فرمایا ای انس جانتا ہی تو کہ جبرئیل امین آئے پاس سے کیا پیغام میرے پاس لائے تھے
کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ اور ماں میرے فدا تجھپر ہوئے کیا پیغام لایا فرمایا حضرت نے فرمایا یہ پیغام لایا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ ای محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ کا نکاح علی کے ساتھ کر دے پس ای انس تو جا اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ اور زبیر کو اور جماعت انصار کو کہہ کہ تمکو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم بلاتے ہین موجب فرمانے حضرت کے سبکو بلا لایا جب سب جمع ہوئے اور علی بھی حاضر ہوا حضرت نے خطبہ بلیغہ پڑھا کہ اوسمین حمد و ثنای خدای
عزوجل کی تھی اور رغبت دلانی امر نکاح کی پھر فرمایا کہ حق تعالی کا حکم میرے پاس پہونچا ہی کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کر دے پس مینے موجب فرمودہ حق تعالی کے
کی علی کو دی ساتھ زنی کی یعنی بی بی ہونیکی اوپر مہر چارسو مثقال چاندی کی ای علی تو اسپر راضی ہوا علی نے کہا راضی ہوا مین پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعاء خیر کی بیچ حق علی اور فاطمہ کے اور فرمایا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَكُمَا جمع کرے خدا پراگندگی کو وَاَسْعَدَ جَدَّكُمَا اور نیک کرے
بخت تمھارے کو وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا اور برکت نازل کرے اوپر تمھارے وَاَخْرَجَ مِنْكُمَا كَثِيرًا طَيِّبًا اور پیدا کرے تم دونوں سے اولاد بیشمار اور ذریت
بسیار کہ وہ پاک اور پاکیزہ ہووے پھر لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طباق کھجورونکا اور پراگندہ کیا درمیان قوم کے کہ ہر ایک نے اونمین سے لیا
اسی واسطے بعضے فقہونکے نزدیک مستحب ہی پراگندہ کرنا شکر اور بادام کا بیچ ضیافت نکاح کے **فصل** جاننا چاہیے کہ معارج النبوۃ مین
ام سلمہ کی روایت سے لکھا ہی کہ پہلے اس نکاح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای علی تیرے کرنے سے پہلے حق تعالی نے ایک فرشتہ کو

میرے پاس بھیجا تھا کہ اوس فرشتہ کے بہت سے منھ اور بہت بازو اور بہت پر تھے اوسنے آکر مجکو سلام کیا اور مبارکباد دی اور کہا
ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشارت ہو تجکو ساتھ جمع ہونے پراگندگی کی اور پاک ہونے نسل کی مینے اوس فرشتہ سے پوچھا کہ یہ مبارکباد کیسی جمع
اور پاک ہونا نسل کا کیا معنی رکھتا ہی کہا اوس فرشتہ نے کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین ہو کہ موکل ہون ایک پایہ عرش کی پایون مین سے
اور نام میرا اسطائیل ہی حق تعالی نے میری تئین واسطی مبارکباد دینے کے تیری خدمت مین بھیجا ہی اور اب میرے پیچھے جبرئیل علیہ السلام
آتا ہی حقیقت مفصل وہ بیان کریگا اسطائیل یہ بات ابھی کہہ رہا تھا کہ جبرئیل آیا اور سلام کیا اور رومال حریر کا سفید جنت کی حریر سے
ہمراہ اپنے لایا کہ اوسمین دو سطرین نور سے لکھی ہوئی تھین پوچھا مین نے کہ ای بھائی جبرئیل امین بالچھڑ اور لونگین بہشت کی بھی لایا اور حضرت
کو دین اور سنگھایین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ سبب اسکا کیا ہی جبرئیل نے کہا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالی نے تیری تئین
سب خلق سے برگزیدہ اور پسندیدہ کیا ہے اور تیرے واسطی ایک تیرا بھائی اور یار ضعیا او مقرر کیا ہی تو فاطمہ اوسکو دی کہا مینے یا اخی جبرئیل کون ہے
وہ شخص کہ خلعت میری برادری کا اوسکی قد پر درست آیا ہی جبرئیل نے کہا بھائی تیرا دین مین اور بیٹا چچا تیرے کا ساتھ یقین کی امیر المومنین علی ابن ابیطالب ہے
کرم اللہ وجہہ اور حق تعالی نے عقد نکاح اوسکا ساتھ فاطمہ رض کی آسمان پر منعقد کیا ساتھ اوس وضع کی کہ اول بہشتیونکو حکم ہوا کہ سب آراستہ ہوویں
اور حور عین کو وحی بھیجی کہ ساتھ زیور اور گہنی کی اپنی زینت کرین اور طوبی کی درخت کو پیغام بھیجا کہ ساتھ حلون بسیار کی اور زیورون بیشمار کے
باردار ہووے یعنی بجای پھلونکی چاہیے کہ تجھمین سے حلی اور زیور نکلین اور جھڑین مرصع ساتھ موتیون کی اور یاقوت اور جواہر کی تا حور عین اپنی تئین آراستہ
کرین پھر حق تعالی نے امر فرمایا ملائکہ کرام کو یعنی بزرگ فرشتونکو کہ بیچ چوتھی آسمان کی نزدیک بیت المعمور کی جمع ہوویں اور اوس نور کی منبر کو
کہ جسکا نام منبر کرامت ہی اور آدم صفی نے اوسپر خطبہ پڑھا ہی ایستادہ کرین فرشتے فرمودہ حق تعالی کا بجا لائے پھر حق تعالے نے وحی بھیجی راحیل فرشتہ کو کہ سب
فرشتونمین فصیح اور بلیغ اور شیرین کلام اور خوش گفتار ہی اور خوبصورت اور نیک سیرت ہی تا اس منبر پر چڑھی اور حمد و ثنا حق تعالی کی ادا کرے
اور پیرایے وہ فرشتہ حکم بجا لایا تمام فرشتے اوسکی آواز سے لذت مین آگئے اور آسمان شوق و ذوق سے جنبش مین آیا اوسکی خدا تعالی نے مجکو کہ مین جبرئیل
ہون وحی بھیجی کہ ای جبرئیل مین نے اپنی لونڈی کا نکاح کہ نام اوسکا فاطمہ بنت محمد ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ غلام اپنے کی کہ نام اوسکا علی رض
بن ابیطالب ہے عقد کیا اور باندھا تو بھی فرشتون مین اس نکاح کو عقد کر اور استوار کر مین نے بھی کہ جبرئیل ہون بموجب فرمانے خدا تعالی کی عقد نکاح
ان دونونکا بیچ جماعت فرشتونکی باندھا اور فرشتون کو گواہ کیا اور صورت اس عقد نکاح کی اوپر اس حریر کی لکھی ہی اور گواہیان فرشتون کی
اسپر کروا مین اور آپکی دکھانیکے واسطی لایا ہون مین اور اب اس حریر کو لیجا دونگا مین اور بموجب حکم الہی مشک کی مہر اسپر کر کر رضوان کو کہ
داروغہ بہشت کا ہی سونپونگا مین اور جبکہ عقد نکاح ہو چکا حق تعالی نے طوبی کو امر فرمایا تو حلی اور زیور تیار کرے فرشتون اور حورون کی

غلمان نے وہ اوٹھائی اور لیگئی اور آپسمین لینا اپنا فخر کرتے تھی اور اونمین سی تحفہ تحائف آپسمین بھیجینگی قیامت تک ایک روایت
ہی کہ یہہ بھی جبرئیل نے کہا جب عقد نکاح فرشتون مین ہولیا بہشت کے درختون نے پھل جھڑے اور لونگین نثار کین مین قدرے آپکی واسطی تحفہ
لایا ہون ایک روایت یہہ ہی کہ درخت طوبی نے رقعہ نثار کیے موافق شمار اہل بیت کی دوستون کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت
سی قیامت تک ہوتی ہین اور ہونگی ہر رقعہ مین نام ایک دوست کا لکھا ہوا ہی خواہ وہ اہل بیت کا دوست مرد ہی یا عورت ہی اور ان فرشتونمین
کہ حاضر تھی ایک ایک نے ایک ایک رقعہ اوٹھا لیا ہی اور اسکو وہ قیامت تک اپنی پاس رکھیگا یہان تک قیامت کی دن جسکا نام کا ہوگا اوسکو دیگا
اور مضمون اوس رقعہ کا یہہ ہی کہ فلان مرد یا فلان عورت کہ محب اہل بیت ہی دوزخ کی آگ سی آزاد ہی ایسا ہی لکھا ہے صواعق محرقہ مین جبرئیل کہتی ہین کہ بعد
اسکی حق تعالی نے مجکو فرمایا کہ ای جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تہنیت او مبارکباد جاکر دیو اور حکم میرا پہونچادی کہ وہ دنیا مین بھی ان
دونونکا عقد نکاح کریں اور فاطمہؓ اور علیؓ کو ساتھ دو فرزند ارجمند کی کہ فاضل ترین ہونگی بیچ دنیا اور آخرت کی بشارت دیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
علیؓ سی یہہ بیان فرماکر جماعت مہاجرین و انصار کو بلوا کر عقد نکاح باندھا جسطرح سی کہ مذکور ہوا القصہ بعد نکاح کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ام سلیمؓ سی فرمایا کہ بیٹی میری کو علیؓ کی گھر مین لیجا اور مین بھی عنقریب آتا ہون تا دونونکو باہم دیکھون ام سلیم حکم عالی بجا لائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بعد ادائی نماز عشاکی ایک کوزہ پانی کا لیکر نزدیک دولہ اور دولہن کی تشریف لائی اور لعاب دہن مبارک کا اوس کوزہ مین ڈالا اور قل اعوذ برب الفلق
اور قل اعوذ برب الناس اور دعائین اور بھی پڑھکر اوس پانی کو دم کرکر کہا ای علیؓ اس پانی مین سی پی اور وضو کر اور ایک روایت یہہ ہی کہ حضرت نے
وہ پانی اوپر فاطمہ کی اور سینہ کے چھڑکا اور یہہ پڑھا اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اُعِیۡذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ یا الٰہ پناہ دیتا
ہون اوسکو ساتھ تیری اور اوسکی اولاد کو شیطان رانده گئی سی پھر تھوڑا سا پانی اوس کوزہ مین سی علیؓ کی سر پر اور درمیان دونون شانون اوسکی کے چھڑکا اور کہا
اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اُعِیۡذُهُ بِكَ وَذُرِّیَّتَهُ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ اور ایک روایت یہہ ہی کہ حضرت نے کہا خداوندا یہہ دونون مجھسے ہین اور مین اونسے
ہون یعنی مین اور یہہ دونون ایک ہین کچھ جدائی نہین جیسی کہ دور کیا تو نی مجھسے پلیدی کو اور پاک کیا تو نی مجکو ویسی پاک کر تو ان دونونکو پھر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؓ اور فاطمہؓ کو کہ اوٹھو اور جاو اپنی سونیکی جگہ حق تعالی پیوند دیوی اور الفت دیوی درمیان تمھاری اور بیچ اولاد تمھاری کی اور
جمع کرے پراگندگی تمھاریکو اور پیدا کری تمسی اولاد بہت پاک حضرت یہہ فرماکر اوٹھی اور چاہا گھر سی باہر تشریف لاوین کہ حضرت خاتون قیامت فاطمہ خلاصہ
دو جہان رسالت اشک ریز ہوئین اور رونی لگین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ای بیٹی چھوٹی میری کس لیئی کسی چیز پر تو ہی زاری کرتی ہی تحقیق ایسی
شخص کو تجھی دیا ہی اور ایسی شخص سی تیرا نکاح کیا ہی کہ اسلام اوسکا سب سی پہلے ہی اور علم اور حلم اوسکا سب سی زیادہ ہی اور خلق اوسکا سب سی بہتر ہی
اور عرفان اوسکا ساتھ خدا تعالی کی سب سی زیادہ ہی ایک روایت یہہ ہی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فاطمہؓ کے رونی سے یہ گمان ہوا کہ فاطمہؓ اسواسطی
گریہ و زاری کرتی ہے کہ علیؓ مفلس ہی مال و اسباب کچھ نہین رکھتا پس یہہ سمجھکر آپنی فاطمہؓ سے فرمایا کہ ای جان پدر کی مین نے

تیری حق مین قصور نہین رکھا ایسی شخص کو تیرا شوہر اور خاوند کیا کہ بہترین اہل بیت میری کا ہے قسم ہے اوس شخص کی کہ جان میری بیچ
دست قدرت اوسکی کے ہی کہ شوہر کیا مین نی تیرا وہ شخص کہ سید اور سردار ہی دنیا مین اور تحقیق وہ آخرت مین البتہ صالح بندون سی ہی اور ایک
روایت مین ہی کہ فرمایا حضرت نی علی سردار ہی دنیا کا اور آخرت کا اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت نی فرمایا راضی نہین ہوتی تو ای فاطمہ کہ خدا تعالی
نی پسند کیا اور برگزیدہ کیا سب زمین کے رہنے والون مین سی دو مرد کو ایک اون دو مردون مین سی باپ تیرا ہے اور دوسرا خاوند تیرا ہے
فائدہ چاہئی جاننا کہ لکھا ہے ولیمہ کیا علی نی اوپر فاطمہ کے یعنی کھانا شادی کا لوگونکو کھلایا حضرت فاطمہ سی نکاح کر کر اس سے پہلی رسم ولیمہ کی تھی
اونس مانہ مین لکھا ہی کہ جو اور کھجور سی ولیمہ اور حیس سے کہ ایک طعام ہی کھجور اور روغن وغیرہ سی بناتی ہین روایت ہی کہ ایکدن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی فاطمہ سے پوچھا کہ شوہر تیرا کیسا آدمی ہی حضرت فاطمہ نی عرض کی کہ بہت خوب ہے اور سب خوبیون سی ساتھ کمال کی ہی لیکن بعضی عورتین
قریش کی مجھی کہتی ہین کہ خاوند تیرا فقیر ہے حضرت نی فرمایا ای فرزند عزیز باپ تیرا محتاج اور فقیر نہین اور شوہر تیرا محتاج اور فقیر نہین تمام خزانی زمین کے
سونی اور چاندی سی ہمپر عرض کئی گئے اور دکھائی گئی لیکن قبول نہین کئے اور جو کہ ہماری واسطی خدا تعالی کی پاس ہی وہ ہمنی قبول کیا ای فرزند حبیب
اگر جانتی تو جو کہ مین جانتا ہون دنیا تمام تیری نظر مین حقیر ہوتی سوگند خدا تعالی کی کہ شوہر تیرا اقدم سب اصحاب مین ہی اسلام مین اور بڑا ہی
علم مین اور افضل سب سے ہی حلم مین حق تعالی نی دو شخص کو سب آدمیون سے اختیار کیا ایک تیرا باپ ہی اور ایک تیرا شوہر ہے زنہار نافرمانی اوسکی نکیجیو اور فرمانبرداری
اوسکی بجا لائیو بعد اوسکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی علی کی بہتین سنہالا یا اور اوسکو بھی فاطمہ کے حق مین بہت سی نصیحتین کین کہ ای علی فاطمہ کے ساتھ نرمی کیجیو اور جو کہ یہ پارہ میری جی کا ہے
اوسکی خوشی میری خوشی ہی اور جو کوئی اوسکو ناخوش کریگا مین ناخوش ہونگا **فصل** چاہئی جاننا کہ معارج النبوت مین لکھا ہی کہ جب فاطمہ کو وقت
ہوا مین اپنی مہر کی چار سو مثقال چاندی کی دیکہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کی کہ سب لوگونکی بیٹیون کا مہر درہم دینار مثقال کی قسم سی ہوتا ہے
اگر آپکی بیٹی کا بھی مہر اسی قسم سی ہو تو آپ مین اور اونمین کیا فرق ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالی سی درخواست کیجیی اور یہ مانگیے کہ مہر میرا
شفاعت تمہاری امت کی ہو وے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی درخواست اس امر کی کی حق تعالی نی قبول فرمائی اور جبرئیل امین قطعہ حریر کا لکھا ہوا
لائی کہ مضمون اوسکا یہ ہی کہ خدا بزرگ نی مہر فاطمہ زہرا کا شفاعت امت گنہگار پدر بزرگوار اوسکی کے کیا لکھی ہین کہ وہ رقعہ فاطمہ زہرا اپنی پاس رکھتین اور
ہمیشہ اسکو دیکھتی رہتی تھین بیان تک کہ وقت وفات اپنی کے وصیت فرمائی کہ اس رقعہ کو میری ساتھ دفن کریو اور قبر مین رکھیو کہ جب روز قیامت
کو قبر سی اوٹھونگی اس نامہ کو ہاتھ اپنی لیکر پدر بزرگوار کی امت گنہگار کو بخشواؤنگی ایک روایت مین آیا ہی کہ ایک منافق نی حضرت علی کو ملامت
اور سرزنش کی کہ تو نی فاطمہ سے نکاح کیا کہ جہیز اور اسباب کچھ نہ لائی اگر میری بیٹی کے ساتھ نکاح کرتا تو میری گھر سے لیکر تیری گھر تک دونون طرف
[illegible] اسباب جہیز سے [illegible] حضرت علی نی فرمایا یہ کام ساتھ تقدیر کی ہی نہ ساتھ تدبیر کی اور نظر میری اوپر مال متاع دنیا [illegible]

نہین اور مقصود میرا سوای رضای حضرت آفریدگار کی نہین حضرت علی یہ کلام اوس منافق سی جدی ہوتی تھی کہ اونکو ایک نیند آئی کہ علی اپنا سر اوٹھا کر دیکھہ قدرت خدا
کی اور حقیقت جہیز حضرت محمد کی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ زہرا کی حضرت علی نے سر اوٹھا کر دیکھا کہ حجاب سب اوٹھہ گئی ہین اور نیچی عرش کی میدان وسیع ہی بچھا ہوا
بہشت کی ناقون ہی یعنی اونٹنیون سے کہ بھری ہوئی ہین اور لدی ہوئے ہین موتیون اور مشک اور عنبر سی اور ہر اونٹنی پر ایک کنیزک بیٹھی ہوئی ہی مانند آفتاب کی اون کی
اور مہار ہر اونٹنی کی ایک غلام کی ہاتھ مین ہی مثل سرو خرامان کی اور حضرت علی کو ندا ہوئی کہ یہ ہی جہیز فاطمہ بنت محمد کا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شاہ مشاہد
قدرت الہ سی خوشوقت ہو کر دولتخانہ مین تشریف لائی اور چاہا کہ حضرت خاتون سی یہ حقیقت کہین کہ حضرت خاتون نی پہلی ہی فرمایا کہ ای علی اگرچہ تونی
سرزنش منافق کی سنی لیکن تیاری میری جہیز کی بھی دیکھی ۔ **مثنوی ہندی** ۔ حضرت فاطمہ کی تھی شان ؛ کہ محمد کی جسم کی ہی جان ؛ اونکی خاطر خدا کو
ہی منظور ؛ واسطے اونکی ہی یہ حور و قصور ؛ عرش و کرسی کو نور ہی اونسے ؛ دو جہان کا ظہور ہی اونسے ؛ بضعۃ مصطفی ہین وہ لاریب ؛ ذات اونکی
خدا کی ہی بی عیب ؛ ساری امت کی ہین وہ پشت و پناہ ؛ ہی شفاعت سی اونکی اپنی نباہ ؛ گرچہ عاصی کمال ہی یہ صال ؛ اس وسیلہ سی ہی
مگر خوشحال ؛ معارج مین لکھا ہی کہ ایکدن خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان پیغمبر نے علی نبینا وعلیہ السلام اپنی بیٹی
کیواسطی جہیز تیار کیا تھا بہت عمدہ اور بسیار خوب اور اپنی داماد کیواسطے ایک تاج بنایا تھا کہ اوسمین سات سو موتی بیش قیمت اور گران
لگی تھے علی نے حضرت سی سنکر فاطمہ کی روبرو یہ نقل کی فاطمہ رض کو یہ گمان ہوا کہ علی کے دل مین شاید یہ ہی کہ سلیمان کی بیٹی اور داماد کا اسقدر جہیز
اور پیرایہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلیمان سی اور سب نبیون سی افضل اور بہتر ہین اونکی بیٹی اور داماد بیسروسامان ہین لیکن فاطمہ زہرا نی یہ گمان اپنا
کسی سی بیان نکیا یہانتک کہ سرای دنیا کو چھوڑ کر روضہ علیا مین رونق افزا ہوئین پس ایک رات علی مرتضی نے بیچ خواب کی دیکھا کہ فاطمہ زہرا
بیچ صدر بہشت کی اوپر تخت مکلل بجواہر کے بیٹھی ہین اور حورین گرد تخت کی کمر خدمت کی باندھی ہوئی استادہ ہین اور ایک لڑکی نہایت خوبصورت
ساتھ زیور اور پوشاک شایستہ کی آگی تخت کی کھڑی ہوئی ہے طباق موتیون اور جواہرات کا ہاتھ مین لئی ہوتے واسطے نثار کرنیکی اور منتظر
ہی اس امر کی کہ فاطمہ زہرا اوسکیطرف نظر کریں اور دیکھیں علی مرتضے نے پوچھا ای فاطمہ یہ لڑکی کون ہی فاطمہ نے کہا سلیمان پیغمبر کی بیٹی ہے کہ
جسکا ذکر تمنے میرے پدر بزرگوار کی زبان سی سنکر کہا تھا اوسدن کچھہ بات میری خاطر مین گذری تھی سو آج کے روز حق تعالی نے اس لڑکی کو
بیچ پایہ خدمت میری کی واسطے عزت اور حرمت میری کے تعین کیا ہے اور عوض اوس تاج کی کہ سلیمان نی اپنی داماد کیواسطی تیار کیا تھا
لواء الحمد تمہاری لیے مقرر ہوا ہی **فایدہ** جاننا چاہئے کہ لواء الحمد ایک جھنڈا ہے کہ بلندی اوسکی ہزار برس کی راہ کی ہی قبضہ
اوسکا چاندی کا اور پھال اوسکی یاقوت سرخ کی اور بیچ مین مرد سبزہ اور شقہ اوسمین تین تین ایک مشرق مین اور ایک مغرب مین
اور ایک مکہ پر اور ہر شقہ پر ایک سطر لکھی ہوئی ہے ایک پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور دوسری پر الحمد للہ رب العالمین

اور تیسرا پر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اور یہ لوا حمد عرصات کے میدان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھہ مین ہوگا اور تمام
نبی آدم صفی اللہ سے لیکر آخر تک اور سب شہید اور عاشق خدا اور صالح اور عارف اور مومن اوس جھنڈے کے نیچے ہونگے پھر ایک تاج نور کا
اوپر سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھین گے اور لباس سبز حریر کا بیچ بدن مبارک کے پہناوینگے اور براق حاضر کرینگے
شہسوار میدان اصطفا کا اوسپر سوار ہوکر بہشت کیطرف روانہ ہوگا اور وہ علم مرتضی علی کے ہاتھہ مین دیا جاویگا کہ آگے
آگے براق کے لیکر چلینگے اور سب نبی اوس علم کے سایہ مین ہونگے بوقت روانگی کے طرف بہشت کی اور وہ جھنڈا مانند تاج
ہوگا علی کے سر پر اور اوسوقت منادی ندا کریگا کہ ای علی یہ تاج بہتر ہے یا تاج سلیمان کے داؤد کا جابر انصاری نقل کرتے ہین
کہ مین بیچ عروسی علی اور فاطمہ کے حاضر تھا کوئی عروسی بہتر اوس سے نہین دیکھی مین نے اور بعضی روایت سے ثابت ہوا ہے کہ جس رات
ماہتاب فلک ولایت آفتاب سپہر شجاعت محبوب سید الابرار یعنی حضرت حیدر کرار کرم اللہ وجہہ ساتھہ دردانہ صدف عصمت غرہ
چہرہ علم و حکمت بتول پارسا یعنی فاطمہ زہرا کے سلام اللہ علی محمد و علیہا ہمخواب ہوتی تھین نے حضرت شاہ دل آگاہ سے باتین کہین صبح کو
حضرت فاطمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے اس شخص سے خوف آتا ہے کہ رات کو زمین اس سے بولتی رہی حضرت
نے سجدہ شکر کا کیا اور کہا ای فاطمہ تیرا شوہر بہترین اہل زمین کا ہے بعد میرے اور جو کہ زمین پر اس رات سے قیامت تک
ہوگا زمین نے سب خبر کہدی تیرے شوہر کو روایت کی گئی ہے کہ بعد نکاح حضرت مرتضی علی اور فاطمہ زہرا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مقرر فرمایا کہ سب کام گھر کے اندر کے جیسے کہ روٹی پکانی اور چکی پیسنی اور جھاڑو دینی فاطمہ زہرا بجا لاوے اور باہر کے سب کام
چنانچہ سودا سلف خریدنا اور اونٹ کو پانی پلانا علی مرتضے کرے صحیح روایتون سے ثابت ہوا ہے کہ ایک دن علی ابن ابیطالب نے
فاطمہ زہرا سے کہا کہ مین کنوین سے پانی کھینچتے کھینچتے بہ تنگ آیا ہون فاطمہ زہرا نے کہا کہ مین بھی پکاتے پکاتے اور پیستے پیستے اور جھاڑو
دیتے ملول ہوگئی ہون اور ہاتھہ میرے سخت ہو گئے ہین اور ہاتھون مین گھٹے آ پڑگئے ہین اور ایک روایت یون ہے کہ علی ابن ابیطالب
نقل کرتے ہین کہ مینے اپنے دل مین کہا کہ فرزند رسول خدا کے صلی اللہ علیہ وسلم بیچ گھر میرے کے از بسکہ آگ کے پھونکنے سے اور پکانے سے
رنگ و اوسکا متغیر ہوگیا ہے اور ہاتھہ اوسکے سخت اور درشت ہوگئے ہین اور کپڑے غبار آلودہ رہتے ہین پھر تقدیر مرتضی علے
کرم اللہ وجہہ نقل کرتے ہین کہ مینے فاطمہ سے کہا کہ کئی بردی بندی ہین آئی ہین اگر تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جاوے اور
ایک خادم یعنی لونڈی یا غلام لونسی مانگے یہ کچھہ بعید نہین یعنی اسکا مضایقہ نہین فاطمہ زہرا موجب فرمودہ علی مرتضی کے
حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئین حضرت اوسوقت گھر مین تشریف نرکھتے تھے فاطمہ زہرا نے یہ حقیقت اور موجب

اوسوقت کو انہا عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور اپنے گھر کو پھر گئین جب رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محل
مبارک مین رونق افزا ہوے عایشہ صدیقہ رضی نے عرض کی کہ حضرت فاطمہ رضی آپکے پاس آئین تھین اور ایک خادم مانگتی تھین حضرت صلعم
اوسی وقت بیچ گھر علی اور فاطمہ کے تشریف لائے یہ دونون باہم لیٹ رہے تھے اپنے جامہ خواب مین آنحضرت کو دیکھکر
چاہا کہ اوٹھین اور جدا ہووین کہ آپ نے فرمایا کہ اپنی جاگھہ سے مت ہلیو اور جس حال پر ہو اوسی حال پر رہیو یعنی باہم
دونون لیٹے رہو دونون حکم حضرت صلعم کا بجا لائے اور لیٹی رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آکر سرہانے بیٹھے اور پاؤن مبارک
اپنے دونونکی بیچ مین پھیلا دیئے علی مرتضی نقل کرتے ہین کہ اثر راحت اور فرحت اون دونون قدمون مبارک کا اپنے سینہ
اور پشت مین پاتا تھا مین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روے مبارک اپنا فاطمہ زہرا رضی کیطرف کیا اور فرمایا تو آئی تھی میرے
گھر واسطے طلب لونڈی یا غلام کے علی رضی نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے انکو بھیجا تھا کہ انکو گھر کے کام سے
بہت محنت رہتی ہے سرور عالم علیہ السلام نے فرمایا کہ مین تمکو ایسی چیز سکھا دیتا ہون کہ بہتر خادم اور غلام
اور لونڈی سے ہووے وہ یہ ہے کہ تم جسوقت لیٹا کرو اور اپنے بستر مین آیا کرو تین تیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور تین تیس مرتبہ
الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو علی مرتضی نقل کرتے ہین کہ فی الحال ساتھ اوسکی پڑھنے کی مشغول ہو گیا مین
اور بعد اوسکے کبھی اس ورد کو نہین چھوڑا مین نے لوگون نے پوچھا شب صفین مین بھی کیا نہین چھوڑا یعنی اوس رات
ساری رات قتال و جنگ رہی تھی یاد اس ورد کی کیونکر رہی علی نے فرمایا کہ اوس رات بھی یہ ورد مین نے نہین چھوڑا
ایک روایت یہ ہے کہ اول شب اوس رات مین فراموش کیا تھا مین نے پھر آخر شب تدارک اوسکا کیا اور پڑھا فائدہ
جاننا چاہیے کہ حضرت سرور دوجہان بادشاہ زمین و زمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کو اور اہل بیت کیو اسطے دنیا کا
آرام اور راحت اور زیب و زینت اختیار نہین فرمائی اور آل پاک اپنی کو طریق ریاضت کی اور نفس کشی کی تعلیم کری ہے چنانچہ
یہ حال ذکر کیا گیا اوس جملہ سے ہے اور یہ تین کلمہ کہ تلقین کئے گئے گویا یہ غذا ہے عارفونکی کہ اس سے تقویت اور برکت ہوتی ہے
اور یہ ورد دین و دنیا کیواسطے اکسیر اعظم ہے مثنوی ہندی لوگ ہین جو کہ طالب مولے ؎ اونکو نزدیک ترک ہے اولے
کب وہ دنیا سے دل لگاتے ہین ؎ نہین اس دام مین وہ آتے ہین ؎ زیب دنیا سے عار رکھتے ہین ؎ حسن عقبی سے کار رکھتے ہین ؎
نت ریاضت سے کام ہے اونکا ؎ نفس امارہ رام ہے اونکا ؎ کوئی جانان کی ہوس رکھتا ہے پاک ؎ دل کا آئینہ کرتے ہین وہ پاک ؎
محنت و رنج و غم اوٹھاتے ہین ؎ سب کی جور و ستم اوٹھاتے ہین ؎ یہان کی تکلیف کا خیال نہین ؎ خاکساری سے کچھ ملال نہین ؎

اونکو اکسیر خاکساری ہے ٭ زر نقد اوسکا فضل باری ہے ٭ سب او کھون نے کیا ہے دل سے دور ٭ دار دنیا کا حسن فرح سرور
یاد حق ہے یہی غذا اونکی ٭ پردہ پوشی ہے پیس قبا اونکی ٭ بادۂ عشق سے ہین وہ سرست ٭ یعنی ہین سدا ہین مست الست ٭
بندۂ خاص حق وہی ہین وصال ٭ خوب اونکا ہی ابتدا و مآل ٭ روایت ہی کہ بیچ دوسرے برس کی ہجرت سی فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم
ابن عبد مناف والدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اس جہان پر از نقصان سی طرف روضۂ رضوان کی خرامندہ ہوئین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اونکی وفات سی بہت غم کھایا اور اپنے پیراہن مبارک کو کفن کی چادر سے نیچے کہ بدن سی متصل ہی پہنوایا اور قبر کے
کھودنے مین صحابہ کی شریک ہی اور قبر مین اوتر کر دراز بھی ہوئے اور اونکے واسطے دعائین بہت کین اور کہا کہ الٰہی بخش تو میری ماکو کہ فاطمہ
بنت اسد ہی اور فراخ کر اوسکی قبر کو بحق اپنے نبی اور بحق اون نبیون کے کہ مجھسے پہلے ہین بدرستی کہ تو ارحم الراحمین ہے اور حضرت نے فرمایا
کوئی ضغطۂ قبر سی امن مین نہین ہا سوا فاطمہ بنت اسد کی صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہین امن مین ہا قاسم بھی فرزند
عزیز تھا حضرت کا اور چھوٹا دس سال تھا آپنے فرمایا اور نہ امن مین ہا ابراہیم بھی یعنی قاسم سے کیا پوچھتی ہو ابراہیم کہ میرا فرزند تھا اور قاسم سے
بھی چھوٹا تھا وہ بھی قبر کی بھینچے سی کہ جسکو ضغطہ کہتی ہین امن مین نہین ہا ٭ **فصل** چاہیے جاننا کہ بیچ تیسرے برس کی ہجرت سی سبط رسول
خلاصۂ بتول ریحان مشموم امام مسموم والی و ولی حسن ابن علی علی محمد النبی وعلیہما السلام بیچ نصف ماہ رمضان کی مدینہ مین پیدا ہوئے
نقل ہی اسما بنت عمیس سے وہ بی بی کہتی ہی کہ مین دائی فاطمہ کی تھی جس وقت کہ اختر تابندۂ وجود حسن نے برج ولادت سی طلوع کیا اور
گوہر درخشندۂ آب صافی صفات اوسکی نے درج عصمت و طہارت کی سی ظہور فرمایا خبر حضرت سید الکونین جد الحسن والحسین صلی اللہ علیہ وسلم
کو پہنچی فی الحال آپ تشریف لائی اور فرمایا ای اسما لا فرزند دلبند میرا کہ مین شاہزادۂ دو جہان ہے بخش زمین و زمان کی تئین زرد کپڑے
لپیٹ کر کے لیگئی اور بیچ گودی حضرت کی رکھا حضرت نے زرد کپڑا دور کیا اور فرمایا مین نے تمسے کیا نہین کہہ رکھا ہی کہ میرے فرزند کو
زرد کپڑے مین نہ رکھا کرو اسما کہتی ہے کہ مینے سفید کپڑا لا کر اور حسن کو اوسمین لپیٹ کر حضرت کی گودی مین دیا پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنی کان مین حسن کی اذان کہی اور بائین کان مین تکبیر کہی اور علی مرتضی سے پوچھا کہ اس فرزند کا
کیا نام رکھا علی مرتضی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پیشی نہین کی آپ پر نام رکھنے مین لیکن میری خاطر مین یہ ہے
کہ اگر اجازت دیجیے تو اسکا نام حرب رکھون اور ایک روایت یہ ہی کہ اسکا نام حمزہ رکھون اپنے چچا کے نام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا مین پیشی نہین کر سکتا ہون حکم خدا سے بیچ نام رکھنے کی اس حال مین جبرئیل امین نازل ہوئی اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
علی اعلی یعنی خدای تعالیٰ تجکو سلام کہتا ہی اور فرماتا ہی کہ علی تجسے بمنزلہ ہارون کی ہے موسی سی یعنی جیسے کہ ہارون نبی

موسی نبی کا علی نبینا و علیہما السلام بھائی تھا اور پیچھے اوسکی خلق کو ہدایت و ارشاد کرتا تھا ویسا ہی علی ہے مگر یہ
کہ بعد تیرے کوئی پیغمبر نہین ہونے کا پس اس فرزند کا نام وہ رکھہ کہ جو نام ہارون کے بیٹے کا تھا حضرت
نے جبرئیل سے پوچھا کیا نام تھا جبرئیلؑ نے کہا کہ شبیر تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ زبان ہماری عربی ہے
اور وہ لغت عبرانی ہے جبرئیلؑ نے کہا کہ معنی شبیر کے زبان عربی مین حسن ہین پس اسکا نام حسن رکھہ حضرت
نے حسن نام رکھا اور معنی حسن کے نیک اور اچھا ہین اور ایک روایت یہ ہے کہ جبرئیل امین اس نام کو اوپر قطعہ حریر
بہشت کے لکھا ہوا لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق تحفہ کے گذرانا اور ساتوین دن پیدایش کے
عقیقہ کیا دو دنبے ابلق ذبح کیے اور ران ذبح کی دائی کو عطا فرمائی اور سر کے بال ترشوائے اور ہموزن بالون
کے چاندی تصدق کی اور حضرت امام حسن شبیہ پیغمبر کے تھے صلی اللہ علیہ وسلم سینہ سے لیکر سر تک اور
کنیت اونکی ابو محمد اور لقب اونکے تقی اور سید اور سبط ہین **فصل** جاننا چاہیے کہ ارباب سیر اور اصحاب
با خبر لکھتے ہین کہ بیچ چوتھے برس کے ہجرت سے بیچ شہر مدینہ کے حضرت خاتون زہرا بتول پارسا کی
ہان نہال حدیقہ ولایت غنچہ چمن ہدایت سعید کونین حضرت امام حسین سلام اللہ علی النبی و علیہ ساتھ
ارادت سبحانی کی اور مشیت یزدانی کے پیدا ہوئے روایت ہے کہ بعد ایک برس کے پیدا ہونے امام حسن کے
امام حسین پیدا ہوئے بعد نو مہینے حمل کے اور ایک روایت ہے کہ چھ مہینے کا حمل تھا حضرت خاتون قیامت
کو کہ امام حسین پیدا ہوئے اور کوئی فرزند چھ مہینے کے حمل کا نہین جیا سوای حضرت امام حسینؓ کے اور یحیی پیغمبر کے
علی نبینا و علیہما السلام اور درمیان پیدا ہونے امام حسن کے اور حاملہ ہونے فاطمہ زہرا کی ساتھ حمل امام حسین
کی پچاس دن تھے پس شاہزادہ حسین اپنے بھائی امام حسن سے سات مہینے اور بائیس دن چھوٹے تھے اور
جس دن کہ شاہزادہ دو جہان پیدا ہوئے منگل کا دن اور چوتھی تاریخ شعبان کی تھی روایت ہے ام الحارث سے کہ ایک دن
وہ بیچ خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جا کر عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے ایک خواب
ہولناک دیکھا ہے اور مین اوسکی ہیبت سے بہت ڈرتی ہون آپنے فرمایا کیا دیکھا ہے تو نے عرض کی تھی کہ یہ دیکھا ہے مین کہ ایک پارہ
گوشت کا آپکے بدن مبارک سے کاٹ کر کسی نے میری گودی مین رکھدیا ہے آپ نے فرمایا کہ نہایت خوب اچھا خواب ہے
یہ جو دیکھا تو نے فاطمہؓ کے ہان لڑکا ہوگا اور وہ تیری گودی مین پایا جاویگا بعد اوسکے حسینؑ پیدا ہوا اور میری گود مین

دیاگیا معارج النبوت مین ابن عباسؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ معمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ بعد ادا کرنے نماز صبح
کے چہرہ مبارک اپنا اصحاب کیطرف کرتے تھے اور ساتھ تجلیونکے انوار جبین مبین سے ظلمات غم و اندوہ یارون کے دلونکے
میدان سے زائل اور دفع کرتے تھے ایک دن صبح کی نماز ادا کر کے پیشانی نورانی اپنی یارون کیطرف نکی اور علیؑ
ابن ابی طالب کو ارشاد فرما کر مسجد سے باہر تشریف لائے اصحاب کیفیت حال سے واقف نتھے حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
علی مرتضی کو لیکر فاطمہ زہراؓ کے حجرے تک آئے اوسوقت علی مرتضے کو فرمایا کہ تو حجرے کے دروازہ پر توقف کر اور
ٹھہرا رہ کہ کوئی گھر کے اندر آنے نپاوے اتنے مین صدیق اکبر آگئے اور علی مرتضی کو اوپر حجرے کے دروازہ کی توقف
کرتے ہوا دیکھا احوال پوچھا علیؑ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مین ہین اور مجھے یہان ٹھہرایا ہے کہ اندر جانے سے
لوگونکو منع کرون صدیق اکبر نے کہا آیا مجکو اجازت ہے کہ مین داخل ہون علی مرتضی نے کہا کہ آنحضرت کو کچھ شغل اور کام
درپیش ہے پوچھا کہ کیا شغل ہے کہا کہ فاطمہؓ کے ہان فرزند ارجمند ہوا ہے اور فرشتے اوسکی زیارت کیواسطے آئے ہین اور آتے ہین اور
تعداد جماعتونکی بھی بتاتے ہے کہ اتنی جماعتین فرشتونکی آئین ہین صدیق اکبر نے تعجب کیا پھر عمر فاروق اور عثمان غنی اور اصحاب
بھی آئے اور دروازہ پر ٹھہرے کہ انتظار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برآمد ہونے کا رکھتے تھے یہان تک حضرت رسالت مآب
حجرے سے باہر تشریف لائے یارونکو حجرے پر دیکھا کہ منتظر تھے ابوبکر صدیق نے حال علی مرتضی کی گفتگو کا عرض
کیا آپ نے فرمایا کہ اے علی تجکو فرشتون کا آنا اور تعداد شمار کیونکر معلوم ہوئی علی مرتضیٰ نے عرض کی کہ مین فرشتون کی
فوج سے واقف ہوا اور ہر گروہ کہ کلام جدا کرتے تھے اور تہنیت اور مبارکبادی جدی جدی بولی مین دیتے تھے مین نے
اون بولیون کو شمار کر کر اوتنی جماعتین قیاس کین آپنے سنکر فرمایا کہ اللہ تعالی زیادہ کرے تیری عقل اور بھی یا علی
روایت ہے کہ سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ جبکہ فاطمہ زہراؓ کے گھر تشریف لائے اسما بنت عمیس نے اوس فرزند جگر بند
کو سفید کپڑے مین لپیٹ کر بیچ گود کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکھا حضرتؐ نے بانگ نماز کی داہنے کان مین
اور تکبیر بائین کان مین کہکر علی مرتضی سے بیچ مقدمہ نام رکھنے کے پوچھا علی مرتضے نے پہلا سا جواب دیا پھر
حضرتؐ نے ساتھ حکم الہی کے جبرئیل کے اشارہ سے حسینؑ نام رکھا کہ شبیر کے معنی ہین اور شبیر ہارون کے دوسرے
بیٹے کا نام تھا اور لفظ حسین کا تصغیر حسن کی ہے یعنی چھوٹا حسن اور بطریق سابق کے ساتوین دن عقیقہ
کیا ساتھ دو گوسفند کے اور سر کے بال ترشوائے اور چاندی برابر بالون کے صدقہ کی اسما بنت

اسما بنت عمیس روایت کرتی ہے کہ جب حسن کی پیدا ہونے سے ایک برس گذر گیا حسین پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر فرمایا اے اسما میرے بیٹے کو مین سفید کپڑے مین لپیٹ کر لے گئی اور آپ کی گود مین رکھا آپ نے اوسکے داہنے کان مین اذان اور بائین کان مین تکبیر کہی پھر کیا دیکھتی ہون مین ناگہان کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چشم پر آب ہین اور روتے ہین عرض کی مین نے کہ باپ اور ماں میری آپ پر فدا ہوجے سبب رونے کا کیا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا کہ اوپر حال اس فرزند کے روتا ہون مین نے کہا یہ فرزند ابھی پیدا ہوا ہے اور ابھی کوئی امر عارض نہین ہوا کہ سبب رونے کا ہووے آپنے فرمایا اے اسما قتل کرے گا اسکو ایک گروہ باغی کہ نہ پہنچے گی اوسکو شفاعت میری اور بعد اسکے آپ نے فرمایا کہ اے اسما فاطمہ سے یہ بات نہ کہنا اور داغ اس غم کا اوسکے دل پر نرکھنا کہ وہ ابھی جنی ہوئی ہے یعنی قریب العہد ہے ساتھ ولادت کے مراد یہ کہ ضعیف و ناتوان ہو رہی ہے اس غم کی تاب نہ لا سکے گی شواہد النبوت مین اور بہت کتابون مین لکھا ہے کہ امام حسین کا ایسا جمال باکمال تھا کہ شب تاریک مین اوسکی روشنی سے لوگ راہ چلتے تھے اور وہ شبیہ تھے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے لیکر پاؤن تک اور کنیت اونکی ابو عبداللہ ہے اور لقب اونکا ذکی اور شہید اور سبط ہین

مخزن تیسرا بیچ ذکر مناقب اہل بیت کی

محبان اہل عبا کو اور مخلصان عیال مرتضی کو معلوم اور مفہوم ہووے کہ مناقب و فضائل اہل بیت کی بسیار از بسیار اور بیحد اور بیشمار ہین چند اس کتاب مین لکھی جاتی ہین بطریق اختصار کہ تا مشتی نمونہ از خروارے سے فرمایا خدا نے کریم نے بیچ قران شریف کی اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا یہی ارادہ کرتا ہے اللہ کہ لیجاوے اور دفع کرے اور دور کرے تمسے پلیدی اور برائی کو اے اہل بیت نبی کی اور پاک کرے تمکو پاک کرنا روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ نازل ہوئی یہ آیت بیچ شان پانچ شخص کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کی صحیح مسلم کی روایت ہے کہ داخل کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار شخص کو اپنی کملی مین کہ اوسکو اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے اور پڑھا اس آیت مذکورہ کو اور کملی کو عربی مین عبا کہتے ہین اور صحیح روایت سے ثابت ہے کہ لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چارون پاک سرشت کو اپنی کملی مین اور کہا الہی یہ میرے اہل بیت ہین اور خاص ہین لیجا اور دور کر ان سے پلیدی کو اور برائی کو اور پاک کر ان کو پاک کرنا تب کہا ام سلمہ نے کہ بی بی ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم کی بیبیون مین ہوا اور یہ بھی ساتھ ان چارون کے ہوئے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق تو اوپر خیر کے آخر
یعنی تو بھی اوپر خیر و برکت کے ہے اور میری اہل ہے لیکن جو خصوصیت کہ ان چار شخص کو ہے وہ کسیکو نہیں ہے **فصل**
جاہیے جاننا کہ آیت ذکر کی گئی منبع ہے فضائل اہل بیت نبوی کا اور کان ہے مناقب اولاد مصطفوی کی اسواسطے کہ معنے
اس آیت کے مفصل یہ ہین کہ ارادہ حق تعالی کا منحصر اور منحصر ہوا اسی امر پر ہے کہ دور کرے پلیدی شرک کی او گناہ کی سے
کہ آل اور اولاد نبی کی ہین صلی اللہ علیہ وسلم اور پاک کرے اونکو سب اخلاق بد سے اور احوال نامناسب سے
اور فائدہ اس پاکی کا یہ ہے کہ توفیق توبہ کی دیتا ہے اونکو خدا تعالی اور توفیق اچھی عملون کی دیتا ہے کہ وہ ہمیشگی کرتے
ہین اوپر اچھے کامون کے اور حرام کی ہے دوزخ کی آگ اونپر خدای کریم نے اور عوض خلافت ظاہر کے خدا تعالی نے اونکو
خلافت باطنی عنایت فرمائی ہے کہ وہ ولایت اور معرفت ہے چنانچہ کہی ہے قوم عالمون کی اہل تحقیق سے اسبات
کیطرف کہ قطب الاولیا ہر زمانے مین سید ہی ہوتا ہے اور کسی قوم مین سے نہین ہوتا اور حرام کیا حق تعالی نے اونپر صدقہ
زکوۃ اور نذر اور کفارہ کا کہ وہ میل آدمیون کا ہوتا ہے مناسب اور لائق اوس قوم کے نہین کہ جسے خدا تعالی نے طاہر اور پاک
کیا ہے اور طاہر فرمایا ہے ایسا ہی لکھا ہے صواعق محرقہ مین فرمایا خدای کریم نے بیچ کلام مجید کے اِنَّ اللّٰہ
وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا تحقیق ہے یہ بات
کہ خدا تعالی اور فرشتے اوسکے درود بھیجتے ہین اوپر نبی کے ای مومنو درود بھیجو تم اوپر اوسکے اور سلام بھیجو سلام بھیجنا
ثابت ہے حدیث صحیح سے کہ جس گاہ نازل ہوئی یہ آیت اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تحقیق جانتے ہین ہم طرح سلام بھیجنے کی آپ پر یعنی یہ ہم کہتے ہین السلام علیک یا ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تحیات
کے ساتھ پس کیونکر اور کن لفظون سے درود بھیجین تجپر آپ نے فرمایا پس کہا کرو تم اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد الہی
درود بھیج تو اوپر محمد کے اور اوپر آل محمد کے اور بہت روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نے فرمایا درود مجپر بھیجنا وہ ہے کہ
جسمین آل کا بھی لفظ ہوا اور جو آل کا لفظ نہو تو وہ درود ناقص ہے بیچ بعضی روایت کی ہے کہ آپ نے اصحاب کو فرمایا
جسوقت کہ تم درود بھیجا کرو تو یون بھیجا کرو اللہم صل علی محمد النبی الامی وعلی آل محمد یا اللہ درود یعنی رحمت بھیج تو اوپر
محمد پیغمبر کے کہ امی ہے اور اوپر آل محمد کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے کہ ظاہر مین پڑھے لکھے نہین تھے اور مکتب مین
نہین بیٹھے تھے اگرچہ سب علم لدنی جناب کرامت مآب پر منکشف اور کھل رہا تھا روایت ہے دیلمی سے کہ کہا رسول اللہ نے

صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگنے والی کے پردہ مین رہتی ہے یعنی محل قبول مین نہین پہونچتی ہے تا کہ درود بھیجی جاوے اوپر محمد کے اور اہل بیت اوسکی کی اللھم صلی علی محمد وآلہ کہا ہے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے بیچ مدح اہل بیت کے یا اہل بیت رسول اللہ حبکم فرض من اللہ فی القرآن انزلہ * کفاکم من عظیم القدر انکم * من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہ * یعنی اے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی تمہاری فرض ہے خدا تعالے کے حکم سے کہ بیچ قرآن شریف کے نازل کیا ہے اوسکے تئین کفایت کرتا ہے تمہاری شان بڑی ہونے قدر تمہاری مین یہ امر کہ جو شخص نماز مین درود نہ بھیجے تمپر نہین نماز ہوتی اوسکی اور امام شافعی کے نزدیک درود اہل بیت پر واجب ہے نماز مین بعد التحیات کی بیچ قعدہ اخیر کے **فصل** چاہیے جاننا کہ صلواۃ یعنی درود خدا تعالے کی طرف سے رحمت ہے اور اوروں کی طرف سے رحمت کا طلب کرنا اور مانگنا مثلاً یہ کہا جاوے کہ خدا درود بھیجتا ہے معنے یہ ہووینگے کہ رحمت نازل کرتا ہے اور جو یہ کہا جاوے کہ مسلمان درود بھیجتے ہین مراد یہ ہوتی ہے کہ رحمت کو طلب کرتے ہین اور مانگتے ہین اور صلواۃ کی یعنی درود کی معنی تعظیم کے بعضے مقام مین آتے ہین چنانچہ ایک عالمون کی جماعت نے کہا ہے معنی اللھم صل علے محمد کے یہ ہین کہ بار خدایا تعظیم کر اور بزرگی دے تو محمد کو بیچ دنیا کے ساتھ بلند کرنے دین اوسکی کے اور ظاہر کرنے دعوت اوسکی کے اور برا کرنے ذکر اوسکی کے اور باقی رکھنے شریعت اوسکی کے اور بیچ آخرت کے ساتھ قبول کرنے شفاعت اوسکی کے اور ظاہر کرنے فضل اوسکی کے اوپر اولین اور آخرین کے اور پیش اور پہلی کرنے اوسکی کے اوپر سب نبیون اور رسولون کے بیچ شفاعت کے اور داخل ہونے جنت کے اور بلند کرنے درجہ اوسکی کے بیچ جنت کے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل نزدیک میرے آیا اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص کہ تیرا نام سنے اور درود نہ بھیجے حق تعالے اوسے دور کرے رحمت سے یعنی جبرئیل علیہ السلام نے یہ دعا بد دی اور پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو خود کہہ آمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آمین روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درود بھیجنا مجپر سبب نور اور روشنی کا ہے قیامت کے دن اوپر پل صراط کے اور جو کہ اسی بار درود پڑھا کرے جمعہ کے دن اسی برس کے گناہ اوسکے بخشے جاتے ہین روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے صلی اللہ علیہ وسلم کہ درود بہت پڑھا کرو جمعہ رات کو رات کے وقت کہ رات جمعہ کی ہوتی ہے تحقیق کہ درود تمہاری عرض کیجاتی ہے میرے روبرو پس مین تمہارے واسطے دعا اور

واسطے دعا اور طلب مغفرت کی کرتا ہون خدا تعالے سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب زیادہ تر
مجھسے اور احق اور لایق زیادہ ساتھ شفاعت میری کے وہ شخص ہے کہ بہت بھیجے درود مجھپر حق تعالی اوسپر دس رحمت
نازل کرتا ہے اور دس گناہ اوسکی بخشتا ہے اور دس درجے اوسکے بہشت مین بلند کرتا ہے روایت ہے ابی ابن کعب سے کہ
عرض کی مین نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بہت بھیجتا ہون درود اوپر تیرے فرما دے مجھکو کہ اپنی دعاؤن
کے وقتون مین سے کسقدر وقت درود کیواسطے مقرر کرون آپ نے فرمایا جسقدر تو چاہے عرض کی مین نے چوتھا حصہ
فرمایا جتنا چاہے تو اگر زیادہ کرے گا تو اوپر چوتھے حصہ کے بہتر ہوگا تیرے واسطے عرض کی مین نے کہ نصف یعنی آدھا
فرمایا جتنا چاہے تو اور اگر زیادہ کرے گا تو بہتر ہوگا تجھکو عرض کی مین نے کہ دو حصے وقتون کے درود کیواسطے
مقرر کرون اور ایک حصہ دعا کے واسطے فرمایا جتنا چاہے تو اور اگر زیادہ کرے گا تجھہی کو بہتر ہوگا عرض کی
مین نے سب اپنی دعا کا وقت بیچ درود بھیجنے کے اوپر تیرے صرف کرون گا مین آپ نے فرمایا کہ اسوقت
یعنی اگر یون کریگا تو تیرے سب کام اور مہمین سرانجام پاوینگے اور گناہ تیرے سب بخشے جاوینگے **فصل** چاہیے
جاننا کہ درودین طرح طرح سے پڑہی جاتی ہین چھوٹی چھوٹی تو یہ ہین مثلاً یون کہے کہ اللہم صلے علی محمد یا
خدا درود بھیج تو اوپر محمد کے یا یون کہے صلی علی محمد درود بھیجے اللہ اوپر محمد کے یا یون کہے صلی اللہ علی النبی درود
بھیجے خدا اوپر نبی کے ایسا ہی لکہا ہے روضۃ الاحباب مین پر لائق یہ ہے کہ جمع کرے درمیان صلوٰۃ اور سلام کے
بلکہ لفظ آل کا بھی اور لفظ برکت کا بھی شامل کرے پس یون کہے اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم یا خدا
رحمت نازل کر تو اوپر محمد کے اور اوپر آل محمد کے اور برکت دے اور سلامتی عطا کر ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ کہا اونہون نے
پوچھا ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیونکر درود اوپر تیرے بھیجا کرین ہم فرمایا کہا کرو اللہم صلی علی محمد
عبدک و رسولک خدایا رحمت نازل کر تو اوپر محمد کے کہ بندہ تیرا ہے اور پیغمبر تیرا ہے کما صلیت علی ابراہیم جیسے کہ رحمت
نازل کی تو نے اوپر ابراہیم کے وبارک علی محمد اور برکت بھیج تو اوپر محمد کے کما بارکت جیسی برکت بھیجے تو نے علی ابراہیم
اوپر ابراہیم کے روایت ہے ابوحمید ساعدی سے کہ کہا اصحاب نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر
درود بھیجا کرین ہم اوپر تیرے فرمایا کہا کرو اللہم صلی علی محمد و علی ازواجہ و ذریتہ خدایا رحمت نازل کر تو اوپر
محمد کے اور اوپر بیبیون اوسکی کے اور اولاد اوسکی کے وبارک علی محمد و علی ازواجہ اور

برکت بھیج تو اوپر محمدؐ کے اور بیبیون اونکی کے اور اولاد اونکی کے کما بارکت علی ابراہیم جیسی کہ برکت بھیجی تو نے
اوپر ابراہیمؑ کے انک حمید مجید تحقیق تو حمد اور تعریف کیا گیا ہے اور بزرگ ہے اور بیچ بعضی روایت کے کما بارکت علی ابراہیم
کے آگے لفظ فی العالمین کا بھی ہے یعنی بیچ سب عالم اور خلق کے بعضے اس حدیث کی محققون نے کہا ہے افضل اور بہتر یہی
کہ اس طرح سے درود پڑھین کہ جتنے سب طریقے نقل کیے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آجائین اور وہ درود جامع ہوئے
ایسا چاہیے کہ اس طرح پڑھین اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ وَ
ذُرِّيَّاتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ نقل ہے کہ ایک شخص نے
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بیچ خواب کے دیکھا بعد وفات اونکی کے اور پوچھا کہ کیا کیا تیرے ساتھ خدا نے ای سید میرے امام شافعی
نے کہا گناہ میرے بخش دیئے اور بڑی تعظیم اور احترام سے یعنی شان و شوکت سے مجھکو بہشت مین لیگئے جیسے کہ نوشہ کو دولہن
کے گھر لیجاتی ہین اور مجھپر بہت سے چیزین یعنی جواہر اور یاقوت اور موتی نثار کیے بسبب برکت ایک درود کے کہ مین پڑھا
کرتا تھا وہ شخص کہتا ہے پوچھا مین نے کہ وہ درود کون سی ہے فرمایا اللّٰھم صل علی محمد وعلی ال محمد
کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون خدایا رحمت نازل کر تو اوپر محمدؐ کے
اور اوپر آل محمدؐ کے اوس قدر کہ ذاکر جسقدر ذکر کرتے ہین اور جسقدر کہ غفلت کرتے ہین اوسکے ذکر سے غافل
ایک شخص سے سا... بیچ نقل کیا گیا ہے کہ کہا اوس نے کہ تھا مین دریا کے ایک کشتی مین کہ ناگاہ ہوا طوفان
کی اوٹھی کہ اسکو ... کہتے ہین اور ملاحون مین یہ بات مشہور تھی کہ اوس ہوا سے کم نجات ہوتی ہے قلق اور
اضطراب کشتی کے بیٹھنے والون مین پڑا اور ڈوبنے کے خوف سے سب خروش و شور مین آئے اور ایک دوسرے کو
وداع کرنے لگا کہ ناگاہ میری آنکھ لگ گئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدار پر انوار اپنا مجھکو
دکھایا اور عنایات بیغایات سے فرمایا کہ اس کشتی کے لوگون سے کہدے کہ ہزار مرتبہ یہ درود پڑھین اللھم صل علی سیدنا
محمد وعلی ال سیدنا محمد خدایا درود بھیج تو اوپر سردار ہمارے کے محمدؐ ہے اور اوپر آل سردار کے کہ محمدؐ ہے صلوۃ تنجینا بھا
وہ درود کہ نجات دے تو ہمکو بسبب اوسکے من جمیع الاھوال والآفات سب ہولون اور آفتون سے وتقضی لنا بھا
جمیع الحاجات اور روا کرے تو بسبب اوسکے سب حاجتین ہماری وتطھرنا بھا من جمیع السیئات اور پاک کرے تو ہمکو بسبب

اوسکے سب گناہون سے و ترفعنا بہا عندک اعلی الدرجات اور بلند کر تو ہمکو سبب اوسکی اپنے نزدیک
بلند درجہ مین درجون مین سے و تبلغنا بہا اقصی الغایات اور پہنچا تو ہمکو سبب اوسکی انتہا اور تمام غرضون اور مقصودونکو
من جمیع الخیرات سب نیکیون سے فی الحیات و بعد الممات بیچ زندگی کے اور بعد مرنیکے وہ شخص کہتا ہے کہ پھر بیدار ہوا اور
جاگا مین اور کشتی کے لوگون کو ہمین خواب سے خبردار کیا مین نے لوگ ساتھ پڑھنے اس درود کے مشغول ہوگئے ابھی تین مرتبہ
بھی نہ پڑھی گئی تھی کہ ہوا طوفانی نے تسکین پائی اور ہم سب خلاص ہوئے چاہیے جاننا کہ اس درود کو اکثر صاحب اوقات
لوگ پڑھتے ہین اور بہت فائدہ حاصل کرتے ہین اور اس درود کو درود ہزاری بھی کہتے ہین **فائدہ** جاننا چاہیے کہ لکھا ہے
درود پڑھنیکی فائدون مین سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ درود پڑھنے والی کو دولت زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاتھ لگتی ہے
اور جس شخص نے حضرت کو خواب مین دیکھا گویا بیداری مین یعنی جاگتی مین دیکھا کہ آپ نے فرمایا ہے جس شخص نے دیکھا مجکو خواب مین
پس تحقیق دیکھا اوسنے مجکو حق یعنی راست اور بیچ اس بات کے کہ شیطان شبیہ میری نہین ہو سکتا اور جس شخص نے سرور کائنات
علیہ الصلوٰۃ کو دیکھا دوزخ کی آگ نہ دیکھیگا ساتھ دلیل حدیث جابر ابن عبد اللہ انصاری کی رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لگیگی آگ اوس مسلمان کو کہ جس نے دیکھا مجکو یا دیکھا اوسکو کہ جسنے دیکھا مجھے **فائدہ** جاننا چاہیے
کہ لکھتے ہین معمول یہ تھا کہ درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابوبکر صدیق کی رضی اللہ تعالے عنہ کوئی نہ بیٹھتا تھا
ایکدن ایک شخص آیا آپ نے اوسکو اپنے اور صدیق اکبر کے بیچ مین بٹھایا اصحاب نے تعجب کیا جب وہ شخص مجلس سے اوٹھکر باہر گیا
آپ نے فرمایا یہ شخص درود مجپر بھیجتا ہے اللہم صل علی محمد کما امرتنا ان نصلے علیہ خدایا درود بھیج تو اوپر محمد کے جیسے کہ
حکم کیا ہے تو نے ہمکو اسکا کہ ہم درود بھیجتے ہین اوپر اوسکے اللہم صل علی محمد کما ھو اھلہ خدایا درود بھیج تو اوپر محمد کے جیسے کہ وہ لائق
اوسکے ہے اللہم صل علی محمد کما تحب و ترضی لہ خدایا درود بھیج تو اوپر محمد کے جیسے کہ دوست رکھے تو اور چاہے تو اور
راضی ہووے تو واسطے اوسکے **فائدہ** جاننا چاہیے کہ نقل کیا گیا ہے جو شخص اوس درود کو ساتھ اس درود کے
اللہم صل علی روح محمد فی الارواح خدا درود بھیج تو اوپر روح محمد کے بیچ ارواح کے و علی جسد محمد فی
الاجساد اور اوپر بدن محمد کے بیچ بدنون کے و علی قبر محمد فی القبور اور اوپر قبر محمد کی بیچ قبرونکی متعلق ہے
ساتھ قول اوسکی کے ساتھ اس درود کے ملاکر ستر مرتبہ پڑھکر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے **فرد** نقاب چہرۂ تابان سے ٹک اوٹھا دیجے

کبھی تو اپنی جھلک ہمکو بھی دکھا دیجے + فرد و مہر وسہ کا تو جاوے دم مین بھول + خواب مین جو دیکھ لیے
روے رسول **فائدہ** جاننا چاہیے کہ آیت ذکر کی گئی ہے بموجب قاعدہ عربی کے دلالت کرتی ہے
کہ حق تعالے اور فرشتے ہمیشہ اور بدوام اور پیوستہ اور علی الدوام صلواۃ اور درود اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بھیجتے ہین پس سزاوار اور لایق ساتھ حال مسلمان کے یہ ہے کہ علی الدوام اور ہر صبح وشام ساتھ ذکر صلواۃ
اور اداے تسلیمات کی اوپر سید کائنات علیہ افضل التحیات اور اکمل الصلواۃ کے گویا اور رطب اللسان ہووے
اور بیچ جمیع مقصود اور کام کے اور کل مہم اور مرام کی طرف اس طرح بشوق اوسکی کے متوجہ ہو اور اوس جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع اور وسیلہ اپنا کرے تو سب مرادین اوسکی حاصل ہووین اور مہمات
دینی اور دنیوی آسان ہووین **غزل** یا محمد تم ہو محبوب الہ + اور خلق اللہ کی پشت و پناہ + کیجیو میری مدد یا شاہ
دین + آپکی امت سے ہون مین روسیاہ + کیجیو فضل اب مجہپر کرم + مین تمہارا ہون گدا اے بادشاہ + حق تعالے سے
ہو تم میرے شفیع + تا نہووے حال عاصی کا تباہ + ہے وصال شفیعان ہر آپکا + کیجیے مجہپر کرم کی اک نگاہ +
فائدہ جاننا چاہیے کہ جو آدمی چھوٹی چھوٹی درود پڑھے اور اوسکو شمار رکھے درمیان وچہار مرتبہ لفظ آل کا اور سلام کا اور برکت کا
بھی کہہ لیا کرے مثلا ایک شخص ہزار مرتبہ پڑہے صلی اللہ علی محمد بیچ ہر صدی کے یعنی بیچ ہر سو کے آخر کو یہہ بھی کہہ لیا کرے دو تین مرتبہ
آلہ وبارک وسلم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خداے عزوجل کے واسطے تین حرمتین ہین جس شخص نے کہ محافظت رکھی اون تین حرمتونکی
اور نگاہ اور پاس رکھا اونکا حفظ و امان مین رکھیگا اللہ تعالے دین و دنیا اوسکی کو اور جو کہ نہ محافظت کریگا اونکی خدا نہ حفظ
و امان مین رکھیگا اوسکی دنیا کو نہ اوسکی آخرت کو ابن عمر کہتے ہین کہ پوچھا مین نے کیا ہین وہ حرمتین یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا حرمت اسلام کی اور حرمت میری اور حرمت اولاد میری کی بیچ روایت صحیح بخاری کے ہے ابو بکر صدیق سے
رضی اللہ تعالی عنہ قول اونکی سے نگاہ اور پاس محمد کا کرو صلی اللہ علیہ وسلم بیچ اہل بیت اوسکی کے یعنی اذیت دو اونکو روایت ہے
کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل اہل بیت میرے ایک درخت ہے بہشت مین اور شاخین اوسکی ٹہنیان اوسکی دنیا مین ہین پس جو شخص چاہے
پروردگار اپنی کیطرف راہ پکڑے یعنی جو کہ اطاعت و محبت حضرت کی اور آل اوسکی کریگا خدا کیطرف اور بہشت کیطرف پہنچیگا روایت ہے فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیال میری اور محل امانت کا اور محل خزانہ میرا اہل بیت میری ہین انصار ہین پس قبول کرو اونسے اور راضی ہو
نیکیون انکی سے اور درگذر کرو برائیون انکی سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول اونکے بہتر ہین لوگون مین سے

کہ بہشت مین داخل ہونگے مین اور علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ مین حضرت علیؓ کہتے ہین کہ مین نے پوچھا پس محب اور
دوست ہمارے کب داخل ہونگے آپ نے فرمایا پیچھے پیچھے تمہارے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے تھے سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر سبب اور ہر نسب منقطع اور کٹ جاویگا دن قیامت کے سوائے سبب اور نسب میرے کی اور ایک روایت
یہ ہے کہ سوائے سمدھیانے میرے کے اور سبب اور نسب میرے کے اور ایک روایت یہ ہے کہ فرمایا آپ نے نسب میرا اور سمدھیانا میرا اوس دن کے
دن قیامت کے پس شفاعت کروائینگے اونکی کہ جن سے یہ تعلق رکھتے ہین روایت ہے فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
سوال کیا مین نے پروردگار اپنے سے کہ نہ داخل ہو کوئی اہل بیت میرے سے بیچ دوزخ کے پس قبول فرمایا
حق تعالی نے حاجت کو اور فرمایا اول سب سے داخل ہونگے حوض کوثر پر اہل بیت میرے اور دوست میرے اور فرمایا کہ ہم
اولاد عبد المطلب کی سردار بہشتیون کے ہین اور حمزہؓ اور علیؓ اور جعفرؓ ابن ابی طالب اور حسنؓ اور حسینؓ اور مہدیؓ اور فرمایا
لازم پکڑو اے آدمیون دوستی ہماری کہ اہل بیت ہین ہم یعنی دوستی میری اور آل میرے کی پس تحقیق حال یہ ہے کہ جو شخص کہ ملیگا
خدا کو روبرو اور وہ دوستی رکھتا ہوگا ہمسے داخل ہوگا بہشت مین ساتھ شفاعت ہماری کے قسم ہے اوس شخص کی کہ جان
میری بیچ ہاتھ اوسکے ہے یعنی خدا کی نہ نفع کریگا اور نہ کام آویگا بندہ کو کیا ہوا عمل نیک اوسکا بغیر دریافت کرنے
حق ہمارے کے یعنی جو کہ اہل بیت کا حق پہچانیگا اور اون سے دوستی رکھیگا اوسکا عمل نیک بھی کام کا ہے ورنہ کچھ
کام کا نہین کسی شاعر نے خوب کہا ہے **فرد** بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے ✻ زاہد تری نماز کو
میرا سلام ہے ✻ اور روایت ہے کہ نہین کوئی اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مگر واسطے اوسکے عہدہ شفاعت
کا ہے یعنی ہر شخص اہل بیت کا شفاعت گنہگارونکی کریگا اور بخشوائیگا روایت ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ جو شخص بغض رکھیگا اہل بیت سے پس وہ منافق ہے جامع ترمذی مین روایت ہے جابر سے کہ ہم منافقونکو ساتھ
بغض علیؓ ہی کے پہچانتے ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ ارادہ کرے کہ وسیلہ پکڑے مجکو اور یہ کہ ہووے واسطے اوسکے
میرے ہات کہ شفاعت کرون مین واسطے اوسکے ساتھ اوس بات کی پس چاہیئے جانتا اوسکو کہ ملاقات اور اخلاص کرے
میرے اہل بیت سے اور خوش کرے اونکے تئین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ سردار ہے بہشت کی بیبیون کی
اور حسینؓ اور حسنؓ سردار ہین بہشت کے جوانون کی اور فرمایا حسنؓ اور حسینؓ پھول میرے ہین بیچ دنیا مین اور فرمایا جس شخص نے
دوستی رکھی حسنؓ اور حسینؓ سے اوسنے دوستی رکھی مجھسے اور جسنے بغض رکھا اونسے بغض رکھا مجھسے

فصل واجب ہی جاننا کہ شمایل اور فضایل جناب ولایت مآب محبوب رسول مقبول زوج بتول شیر خدا علی مرتضیٰ کی بی انتہا
اور لا تعد اور تحصی ہین کہا امام احمد حنبل نے رحمۃ اللہ علیہ نہین پہونچیں ہمکو فضایل اور بزرگیان کسی کی اسقدر کہ پہونچی ہین علی مرتضیٰ
کرم اللہ وجہہ کی کہا قاضی اسماعیل بخاری اور نسائی اور ابو علی نیشاپوری نے نہین وارد ہوئی فضایل اور مناقب بیچ حق کسی
اصحاب کرام کے ساتھ سندون حسن اور قوی کے زیادہ اون فضایل اور مناقب سے کہ وارد ہوئی ہین بیچ حق علی کے پس جناب
کرامت انتساب امام مسلمانان کاہی ان عرفان برادر رسول زوج بتول عالم ربانی شجاع یزدانی زاہد و عابد خطیب معرب جامع و حافظ
قرآن ناصر و حامی اہل ایمان ہی رسالت کی ظاہر ہونے سے پہلے بھی اوس بندہ خدا نے بت کیطرف کبھی رخ نہین کیا اور نہ کبھی اوسکو پوجا
اسی واسطے کہا جاتا ہی اوس جناب کو کرم اللہ وجہہ یعنی بزرگ کیا اللہ تعالیٰ نے منہ اوسکا اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ وسلم نے کہ دیکھنا علی
کیطرف عبادت ہی اور فرمایا ذکر علی کا عبادت ہی اور جبکہ ہجرت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو امر کیا علی کو کہ اقامت کرو اور رہے
کئی دن تک بیچ مکہ کے تا کہ امانت اور وصیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کہ تھی اونکے پاس اوسکو ادا کرے اور لوگونکو ابلاغ اور ارشاد کرے
چنانچہ حضرت ولایت پناہ حقیقت آگاہ حکم جناب رسالت مآب کا بجا لائی اور نایب حضرت کی ہوکر چند روز مکہ مین رہے بعد چند روز کے
مدینہ مین آکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئی اور وہ شیر نیستان شجاعت شہسوار میدان جلالت سب لڑائیون مین ہمراہ رکاب رسالت مآب کے
رہے اور نشان انہین کے پاس رہا مگر تبوک کی لڑائی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس جناب کو اپنا خلیفہ کر کر مدینہ مین چھوڑا تھا اور فرمایا تھا
کہ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہی موسیٰ سے اور آثار اور اخبار حضرت اسد اللہ الغالب کی شجاعت اور جرات اور فتح اور نصرت کی مشہور اور معروف
ہین کہ کتابین انسے بھری ہوئی ہین سولہ زخم احد کی جنگ مین بدن مبارک کے اوپر آئی تھے اور جنگ خیبر مین
نشان آپکے ہات مین تھا اور فتح بھی آپ ہی کے ہات ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خبر دی تھی کہ فتح علی کے
ہات ہی چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے ثابت ہی اور یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کل کو نشان اوس شخص کو
دونگا کہ خدا اور رسول اوسکا محبوب ہی اور وہ خدا اور رسول کا محبوب ہی اور دروازہ قلعہ خیبر کا شیر خدا نے اوکھاڑ کر اپنی
سپر کی تھی اور اپنی پشت مبارک پر رکھکر اوسکا پل بنا دیا تھا خندق کے اوپر تو دلاور اور مجاہد اوس پر چڑھکر اور
عبور کر کر خیبر کے قلعہ پر جا چڑھے تھے اوس دروازہ کو جب کہ شیر خدا نے اپنے ہات سے زمین پر ڈالا تو آٹھ آدمیون نے زور کیا مگر نہ ہلا
اور کم چالیس آدمیون نے اوٹھایا روایت ہی کہ ایکدن علی مرتضیٰ مسجد مین سوتے تھے اور مٹی کندھے کو لگ گئی تھی کہ حضرت محمد مصطفیٰ نے آکر
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہات سے وہ مٹی دور کی اور فرمایا قم یا ابو تراب یعنی کھڑا ہو اے باپ مٹی کے نزدیک اہل تحقیق کے یہ بڑی منقبت اور

بزرگی ہے علی مرتضی کی اسواسطے کہ مراد خاک سے اہل اللہ اور اولیا اکرام ہین کہ فنا ہو گئے ہین اور خاک ہو گئے ہین محبت عشق اور
محبت الٰہی مین اور وصل ہو رہے ہین جناب کبریائی سے اور تواضع اور عاجزی اور انکسار خاک کا ان مین نہایت ہے اور باب سے مراد اصل بنیاد
ہیں اصل اور بنیاد سب عارفوں اور ولیوں کے حضرت شاہ ولایت پناہ ہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مجھسے ہے اور مین علی سے
ہون اور فرمایا مین شہر علم کا ہون اور علی اوس کا دروازہ ہے پس جو شخص چاہے کہ شہر مین داخل ہووے پس چاہیے کہ پہلے دروازہ مین آوے
اور فرمایا آدمی سب جدے جدے درختوں سے ہین اور مین اور علی ایک درخت سے ہون اور فرمایا بدبخت زیادہ تر اگلون سے وہ شخص ہے کہ
جسنے صالح پیغمبر کی اونٹنی کو قتل کیا تھا اور وہ ہے کہ یا علی تیرے سر اور ڈاڑھی کو خون سے رنگیگا یعنی قاتل علی کا ابن ملجم اور فرمایا
حضرت نے ایک بار کہ بند کرو دروازے اپنے مسجد سے مگر علی کا دروازہ کھلا رہے پس ہر حال مین حضرت علی کو مسجد مین آمد و رفت درست
تھی مانند پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا حضرت نے تحقیق ہے یہ بات کہ اللہ تعالے نے رکھی اولاد ہر نبی کی اوس کی پشت مین اور
رکھی میری اولاد بیچ پشت علی کے اور فرمایا سر نامہ اعمال مومنون کا دوستی علی ابن ابی طالب کی ہے اور فرمایا علی مجھسے بمنزلہ
سر کے ہے بدن سے اور فرمایا علی کی جگہ ہوگی بہشت مین جیسے کہ صبح کی جگہ ستارونکی ہوتی ہے اور فرمایا تحقیق بہشت
مشتاق ہے تین شخص کا علی اور عمار اور سلمان کا اور فرمایا کہ یا علی تو قسیم ہے یعنی بانٹنے والا بہشت کا اور دوزخ کا کہ روز قیامت
کہیگی دوزخ کہ یہ میرا ہے اور یہ تیرا ہے یا علی یعنی بہشتی بہشتی علی کے پیچھے آوینگے اور دوزخی دوزخی دوزخکی طرف جاوینگے
روایت ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہ گذر سکیگا کوئی پل صراط پر
مگر وہ شخص گذر جاویگا کہ جسکو علی چٹھی گذر کی لکھدیگا **فصل** جاننا چاہیے کہ مناقب حضرت خاتون قیامت مخزن امانت
جناب رسالت نور دیدہ رسول یعنی جناب پاک حضرت بتول کے سلام اللہ علی محمد و علیہا زیادہ حد سے اور خارج حد سے ہین
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن پکاریگا پکارنیوالا یعنی ایک آواز عرش کے نیچے سے آویگی کہ اے حشر کے لوگو کہ
جمع ہوئے ہو بند کرو اپنی آنکھونکو تاکہ گذرے فاطمہ بیٹی محمد کی صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط کے اوپر سے پس گذریگی فاطمہ کہ اوسکی ساتھ مین
ستر ہزار حور عین ہونگی بجلی کی طرح سے گذرنا اور فرمایا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے اذیت دے مجھکو جو اذیت دے اوسکو اور خوش کرے
وہ مجھکو جو کہ خوش کرے اور راحت دے اوسکو اور فرمایا محبوب تر زیادہ اہل بیت میرے سے میری طرف فاطمہ ہے اور روایات مین آیا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کو طاہرہ و مطہرہ فرمایا اسواسطے کہ شرک اور گناہ سے پاک ہین اور حیض اور نفاس سے یعنی جیسے کہ
عورتین حیض مین آتی ہین اور بعد ولادت کے یعنی بعد جننے کے نماز سے رہتی ہین آپکو یہ عارضہ نہوتا تھا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے مشکوۃ کی

ترجمہ مین لکھا ہی کہ روایات مین آیا ہی کہ جب فاطمہ زہرا سلام اللہ علی محمد و علیہا بیچ خدمت شریف سید الابرار پدر بزرگوار اپنے کے
حاضر ہوتی تھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے اور پیشانی کو خاتون قیامت کی چوم لیتے تھے اور اپنی جگہ بٹھاتے تھے اور جب کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک فاطمہ زہرا کے تشریف لاتے تھے فاطمہ زہرا بھی آنحضرت کے ساتھ اسیطرح پیش آتی تھین **ابیات**

منزلت زہرا کی جانی ہی خدا + بعد اوسکے اور احمد مجتبیٰ + مدح کیا اوسکی کرے کوئی رقم + ہاتھ مین تھرا کے رہ جاتا قلم + خوبیان اونکی ہین
بے حد و شمار + جانتا کوئی نہین جز کردگار + بی گمان طاہر مطہر ہی وہ ذات + خاص ذات کبریا و الا صفات + پارسائی ختم ہی اوس
ذات پر + یہ سخن بھی ہی تمام ابیات پر +

فصل چاہیے جاننا کہ فضایل اور فوضل ریحانہ رسول فردوانہ بتول حامل صدر و محسن
یعنی حضرت امام حسن سلام اللہ علی محمد و علیہ کے زیادہ حد و غایت سے اور بیرون تقریر اور کتابت سے ہین روایت ہی کہ صحیح بخاری اور مسلم مین
براء ابن عازب سے کہ کہا اونے دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس حال مین کہ حسن آپکے کندھے پر تھا اور کہتے تھے آپ خدایا دوست
رکھتا ہون مین اسکو پس دوست رکھ تو بھی اسکو روایت ہی ابن عباس سے کہ آتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سوار کیا تھا اپنی گردن مبارک پر
حسن کو پس اس حال مین ملے آپ سے ایک مرد اور اوس نے کہا اچھی سواری پر سوار ہوا تو اے لڑکے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اچھا سوار ہی وہ یعنی جیسے کہ سواری اچھی ہے سوار بھی اچھا ہی روایت ہی عبد اللہ ابن زبیر سے کہ شبیہ تر اولاد مین سے ساتھ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے حسن تھا اور دیکھا مین نے اوسکو کہ وہ آتا تھا اور حضرت سجدے مین ہوتے تھے اور وہ آپکی گردن پر یا پیٹھ پر سوار ہو بیٹھتا تھا
پس آپ اوسکو نہ اوتارتے تھے اور سجدے ہی مین رہتے تھے یہانتک کہ وہ آپ اوتر آتا اور البتہ تحقیق یہ ہی کہ مین نے دیکھا آپکو کہ رکوع مین ہوتے
اور پاؤن اپنے کشادہ کر دیتے تھے کہ حسن اونمین سے دوسری طرف نکل جاتے تھے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدایا مین حسن کو دوست
رکھتا ہون تو بھی اوسکو دوست رکھ اور دوست رکھ اوس شخص کو کہ جو حسن کو دوست رکھے روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ دیکھا اونھون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کھولتے منہ حسن ابن علی کا اور داخل کرتے تھے اپنا منہ حسن کے منہ مین کہتے تھے خدایا دوست رکھتا ہون مین
اسکو تو بھی دوست رکھ اور جو کہ اسے دوست رکھے اوسکو دوست رکھ

فصل چاہیے جاننا کہ مناقب مجاہد قرہ عین آل
نور چشم بتول راحت جان مرتضیٰ کان عرفان ذات کبریا شہید تیغ کرب و بلا قتیل شمشیر جور و جفا شریف و سعید کونین سید الشہدا امام
حضرت امام حسین سلام اللہ علی محمد و علیہ کے خارج حد بیان سے ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین مجھسے ہی اور مین حسین سے
ہون دوست رکھے حق تعالیٰ اوس شخص کو کہ دوستی رکھے حسین سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن و حسین دونون گوشوارے
عرش کے اور جس وقت کہ حق تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کیا ساتھ اوسکے خطاب کیا کہ تو جگہ ہے مسکینون اور غریبون کی ہوگی یعنی اکثر مسکین اور فقیر

قتل کیا گیا ام سلمہ کہتی ہین رکھا مین نے اوس مٹی کو ایک شیشے مین کہ میرے پاس تھا اور مین اوسے ہمیشہ دیکھتی ہی رہتی تھی کہ جسدن یہ لہو ہو جاوے گی وہ دن بڑا سخت ہوگا اور ایک روایت یون ہے کہ جبرئیل امین نے خبر دی آنحضرت صلعم کو قتل ہونے حضرت حسین کی اور کہا آیا کیا نہ دکھاؤن مین تجھے مٹی اوسکی یعنی قتل گاہ کی پس لائے جبرئیل امین لیکر لال مٹی کی ایک مٹھی پس رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مٹی کو شیشہ مین اور روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام دحیہ کلبی صحابی کی صورت بن کر حضرت کی خدمت مین آتے تھے اور میوہ بہشت کا دونون صاحبزادونکو گریبان اور آستین سے نکالکر دیتے تھے اور جھولا شاہزادونکا ہلاتے تھے تاکہ شاہزادہ آرام سے سوئین اور حضرت فاطمہ زہرا خدا کی بندگی خاطر جمع سے بجا لاوین اور چکی حضرت فاتون قیامت کو ساتھ پیستے تھے اور محنت اور شفقت سے بہت آتے تھے حضرت خاتون کو ظاہر نہین دکھلاتی نہ دیتے تھے **قطعہ** عجب درگاہ ہے آل نبی کی ✤ کہ جبرئیل امین ہے جسکا خادم ✤ کسی اونکے مراتب سے خبر ہے خدا اونکے مدارج کا ہے عالم ✤ **فایدہ** روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاہزادہ حسین کو اپنی داہنی ران پر اور فرزند اپنے کو کہ ابراہیم نام تھا بائین ران پر بٹھائی ہوئے خوش و خرم بیٹھے تھے کہ جبرئیل امین حاضر ہوئے اور کہا حق تعالی ان دونو کو تیرے واسطے جمع نکریگا ان دونین سے ایک کو خدا کو دے اور ایک کو تو اختیار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اگر حسین وفات پاویگا تو جان میری جلیگی اور بھی جان علی اور فاطمہ کی اور جو ابراہیم نے وفات پائی تو زیادہ درد و غم میری جان پر ہوگا پس فوت ابراہیم کی اختیار کی بعد تین دن کے اس قصہ سے ابراہیم نے وفات پائی بعد اسکے جب شاہزادہ حسین حضرت کی پاس آتے تھے آپ اونھین چومتے تھے اور فرماتے تھے اہلا و مرحبا کہ فدا کیا مین نے تجھ پر بیٹا اپنا ابراہیم **ابیات** حسین ابن علی جان نبی ہے ✤ وہ ریحان گلستان نبی ہے ✤ نبی کے جان و دل کا ہے وہ آرام ✤ سخن یہ جانتے ہین خاص اور عام ✤ کیا فرزند اپنا اوسپہ قربان ✤ شتہ ہر دو سرا فی ہوکے حیران ✤ محبت تھی جو اوسکی دلمین غالب ✤ ہوئے اوسکی ہی بس جینیکا طالب ✤ ہوئی فرزند کی مرنے سے راضی ✤ خدا کی دیکھ لے یہ کارسازی ✤ نبی جسپر کرے فرزند قربان ✤ سوا شبیر کے کسکی ہے یہ شان ✤

مخزن چوتھا

بیچ ذکر وفات حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیچ ذکر وفات حضرت خیر النسا البتول علیہا سلام اللہ علی محمد و علیہما اور بیچ آئینہ دل اہل صفا کی اور مرآت خاطر با نور و ضیا کی سبکی روشن ہے جو کہ بعد ولادت حضرت امام حسین اور امام حسن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بیچ تربیت اور پرورش شاہزادونکی مشغول رہتے تھے اور جدائی اونکی اور رنج اونکا مطلق گوارا نکرتے تھے چنانچہ ایسا ثابت ہوتا ہے روایات سے ایکدن شاہزادہ حسین کو اپنے سینہ پر بٹھایا تھا کہ اونھون نے پیشاب کر دیا دائی نے جلدی سے گھبرا کر اوٹھا لیا کہ شاہزادہ نے رو دیا آپکو اونکے رونے سے کمال رنج ہوا اور قیامت آگئی اور فرمایا کہ تو نہین جانتی کہ یہ میرے

جگر کا ٹکڑا ہی جو اسکو اذیت دیگا مجکو اذیت دیگا تدارک اسکی پیشاب کرنیکا ہو سکتا ہی کہ مین نے ہو ڈالونگا جامہ کو پاک ہو جاویگا لیکن
علاج اسکی رنج کا کہ یہ روپڑا اب کیا ہو سکتا ہی اور شاہزادونکی ناک بھی آپ پاک کیا کرتے تھے اور سیکو اسکام کیواسطے نفر مانی تھے ایسا ہی ثابت
ہوتا ہی بعضی روایتون سے الغرض وہ لوگ شاہزادی آپکے دامن عنایت مین پرورش پاتی تھے اور حضرت زہرا اور علی مرتضی بیچ خدمت بابرکت
برکت کی حاضر رہتے تھے اور سعادت عبادت کی اور نعمت معرفت کی رات دن حاصل کرتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز انہی ابنائے
مین خوش و خرم رہتے تھے اور شکر خدائے عزوجل کا بجا لاتے تھے اور عالم کو ہدایت اور ارشاد اور کافرونکو تنبیہ اور تعذیب کرتے تھے اور تمام اطراف
مین عالم کی آپ کیطرف سے امیر اور قاضی اور حاکم واسطے جاری کرنے دین اور ایمان کے پھیلے ہوئے تھے کہ اس اثنا مین یعنی جبکہ
دسوان برس ہوا ہجرت سے حضرت کا ارادہ ہوا خدا کی حکم سے حج کرنیکا خلق کثیر واسطے ساتھ ہونے رکاب رسالت مآب کے
مدینہ مین جمع ہوئی حضرت ہفتہ کے دن پچیسوین تاریخ ذیقعد کی احرام حج کا باندہ کر یعنی غسل کر کر اور کنگھی سر مین پھیر کر اور
تیل بالونمین لگا کر اور خوشبو بدن مبارک کو ملکر رشک افزاے صد مشک و عنبر ہو کر اور سیے ہوئے کپڑے اوتار کر اور لنگ باندہ کر اور
سفید چادر اوڑھکر آفتاب اور ماہتاب کو شرمندہ کرتے ہوئے دولتخانہ مبارک سے طالع اور برامد ہوئے اور نماز ظہر کی مدینے
کی مسجد مین ادا کر کر مکہ کیطرف مع اہل بیت اور اصحاب اور ملازمین احباب کی ساتھ حشمت و جاہ کے اور تائید اور امداد اللہ کے روانہ ہوئے
حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے کہ یمن مین تشریف رکھتے تھے حسب طلب حضرت رسالت مآب کے صلی اللہ علیہ وسلم وہانسے روانہ ہو کر بیچ اثناے راہ کے
شرف ملازمت سرور دو جہان کے صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کی اور ہمراہ رکاب سعادت مآب کے مکہ کو راہی ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد رسول ہونیکے یہی ایک حج کیا ہی کہ اسکو حجۃ الوداع کہتے ہین اور اس حج مین حضرت نے یارونکو بلا کر وداع کیا ہی اور
فرمایا ہی کہ سیکھ لو مجھ سے احکام حج کے پس تحقیق نہ حج کرونگا مین بعد اس برس کے اسواسطے کہ بعد اس حج کے آپکی وفات ہوئی ہی روایت ہی
کہ حضرت نے مکہ مین عرفہ کے دن عرفات کے میدان مین بطن وادی مین خطبہ پڑھا اور وصیتین آل و اصحاب اور اصدقا
اور احباب کو کین اور فرمایا ڈرو تم خدا سے بیچ حق بیبیون اپنی کے کہ اونکو اپنے تحت نکاح مین لائے ہو تم
اور اونکی شرمگاہون پر تصرف کیا ہے تم نے ساتھ کلمہ خدا تعالی کے اور ساتھ حکم اوسکی کے تمہارا حق اونپر یہ ہے
کہ وہ بیبیان تمہاری فراش پر نامحرم مرد کو قدم نرکھنے دین یعنی بیگانہ مرد کو اور نامحرم کو اگرچہ کیسی ہی قرابت رکھتا ہو اور
رشتہ داری رکھتا ہو اپنے پاس جگہ نہ دیوین اور اوس سے دور رہین اور احتراز کرین یعنی اوسکی شیطنت سے ڈرین اور پاس آنے کو
جانے نہ دیوین اور جو وہ بیبیان ایسا کچھ کرین کہ تم مکروہ اوسکو جانتے ہو اور برا جانتے ہو پس تم تنبیہ کرو اور مارو اونکو

مار ناتم کہ بہت دردمند ہوئی اور بدنمین نشان نہ پڑی اور حق بیبیون کا تم پر یہ ہے کہ تم روٹی کپڑا دو اونھین خوشی سے اور اچھی طرح سے
اور انصاف کرو یعنی اونکو ہر صورت راضی رکھو اور حق اونکو آزردہ نکرو پھر فرمایا حضرت نے کہ چھوڑتا ہون مین تم مین چیز کہ اگر اوسکو
مضبوط پکڑو گے اور اوسپر عمل کرو گے ہرگز گمراہ نہو گے وہ چیز کیا ہے کہ قران ہے پھر فرمایا کہ قیامت کے روز پوچھے جاوگے تم کہ محمد نے صلی اللہ
علیہ وسلم کیونکر تم مین زندگی کی اور کیسا معاملہ کیا پس کیا کہوگے تم سب نے کہا کہ ہم کہینگے کہ آپ نے احکام خدا کے ہم پاس پہونچائی اور امت کو
نصیحت بوجہی کی اور جو کہ امانت تمہارے پاس تھی اسکو بخوبی ادا کیا اور جو کہ حق رسالت کی اور دعوت کی تھی آپ بجا لائے اور خدا کی راہ مین
جہاد کی اور سعی اور کوشش فرمائی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت سبابہ یعنی انگوٹھے کے پاس کی اونگلی آسمان کیطرف تین مرتبہ اوٹھائی
اور زمین کیطرف نیچی کی اور کہا خدایا گواہ رہ خدایا گواہ رہ پھر فرمایا اے گروہ مسلمانون کے جانو تم تین چیزین سینون کو صاف اور پاک
کرتی ہین ایک اخلاص عمل یعنی عمل نیک دلسے اور خالص نیت سے کرنا کہ کسی کے دکھانے کیواسطے اور سنانے کیواسطے نہو اور دوسرے
لازم پکڑنا مسلمانون کی جماعت کو اور تیسری خیرخواہی اور نیک خواہی مسلمان بھائی کی یعنی ہر مسلمان کی کہ وہ دینی بھائی ہے
روایت کیگئی ہے کہ بیچ حجۃ الوداع کے دس دن حضرت مکہ مین رہے اور نماز قصری گذارتے رہے اور جبکہ مکہ سے مراجعت کی اور مدینے کو تشریف لیچلے
اثنای راہ مین غدیر خم کی منزل مین کہ نواحی جحفہ کے درمیان مکہ اور مدینہ کے ہے نماز ظہر کی اول وقت پڑھی غدیر کہتے ہین حوض کو اور
خم ساتھ خ کی پیش کے نام جگہ کا ہے کہ جہان لشکر ظفر پیکر کا مقام ہوا تھا پس بعد نماز کی حضرت نے منہ طرف اصحاب کے کیا اور فرمایا کہ نہین
جانتے ہو تم کہ مین اولی ہون ساتھ مومنون کے ذاتون اونکی سے کہا اصحاب نے بلے یعنی ہم جانتے ہین کہ تو اولی ہے ساتھ مسلمانون کے ذاتون انکی کے
لکھا ہے کہ معنی اس کلام کے یہ ہین کہ مین نزدیکتر اور دوست تر ہون ساتھ مسلمانون کے اونکی ذاتون سے یعنی مین امر کرتا ہون مومنون کو ساتھ
صلاح اور نجات کی باتونکی اور ساتھ خیر کے کامونکی کہ اوسمین دنیا اور آخرت کی خیر ہوتی ہے بخلاف نفسون اونکی ذاتون انکی کے کہ وہ کبھی اونسے
برے کام اور شر و فساد بھی کروادیتے ہین اور ایک روایت ہے کہ آپنے فرمایا کہ گویا مجھکو عالم بقا کو بلاتے ہین اور مینے اوس عالم کا ارادہ
مصمم کرلیا اور وہان کا جانا قبول کیا ہے جانو تم کہ مین تم مین ثقلین چھوڑتا ہون یعنی دو چیزین بھاری کہ متاع نفیس ہین ایک
دوسرے سے بزرگ زیادہ ہے وہ دو چیزین کونسی ہین ایک قرآن اور دوسری اہل بیت میرے دیکھو تم اور احتیاط کرو تم کہ بعد میرے
ساتھ ان دو چیزون کے کیسا سلوک کروگے اور بیچ رعایت کرنے حق انکی کے کیا معاملہ پیش لاوگے اور وہ دو چیزین آپس مین ایک دوسرے سے
ہرگز جدا نہین ہونگی یہانتک کہ وہ دونو وارد ہونگی اوپر حوض کوثر کے یعنی قیامت کو میرے پاس حوض کوثر پر آکر تمہارا شکریہ یا جو معاملہ
کہ تمنے اونکے ساتھ کیا ہوگا میرے حضور مین کہینگے پھر آپنے فرمایا کہ خدا مولا میرا ہے اور مین مولا سب مسلمانون کا ہون

بعد اسکے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہات پکڑا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ مَن کُنتُ مَولَاہُ فَعَلِیٌّ مَولَاہُ خدایا وہ شخص کہ مین اوسکا مولا ہون
پس علی مولا اوسکا ہے یعنی جسکا مین مولا ہون علی بھی اوسکا مولا ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَن وَالَاہُ وَعَادِ مَن عَادَاہُ خدایا دوست رکھ تو اوس شخص کو کہ
دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوس شخص کو جو دشمن رکھے علی کے تئین روایت ہے کہ قدوہ عمر ابن الخطاب نے ہاتھ علی مرتضی کا پکڑا اور کہا نیکی اور خوشی ہے
تجھے اے بیٹے ابی طالب کے کہ ہر دن کی صبح کہ تجکو ہوا کریگی حال یہ ہوگا کہ تو مولا ہر مرد مسلمان اور ہر عورت مسلمان کا ہوگا بعد اوسکے منزل منزل حضرت
مدینہ منورہ مین داخل ہوئے **فصل** جاننا چاہیے کہ اس حج مین حقیقت نزدیک انتقال کی بیچ جوار حضرت ذوالجلال کے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو معلوم ہوگئی تھی اور سورہ اذا جاء نصر اللہ اور آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم کہ اوسمین نازل ہوئی تھی سے جان لیا تھا کہ پیغام رب العالمین کا قریب
آیا چاہتا ہے پس حضرت کوشش اور سعی بیچ کار آخرت کی نہایت کرتے تھے عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
مہینے پہلے اپنی وفات سے ہمین اپنی رحلت سے خبردار کر دیا تھا اور عائشہ صدیقہ کے گھر مین اصحاب کو بلا کر نصیحتین اور وصیتین اور دعائین انکے حق مین
کین تئین ازراہ شفقت کے اور درد فراق اور جدائی اوس جماعت کی آپنے گریہ کیا اور روئے اور بیچ آخر ماہ صفر کے حضرت نے خدا کے حکم سے گورستان بقیع مین
جاکر استغفار کرتے تھے اور شہداء احد کے لیے استغفار کی روایت کی گئی ہے کہ اٹھائیسوین تاریخ ماہ صفر کی بدھ کے دن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض لاحق ہوا یعنی تپ اور درد سر عارض ہوا روایات سے ثابت ہے کہ حق تعالی نے حضرت کو جبرئیل کی معرفت پیغام بھیجا
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہین دنیا کو اور زندگی کو اور دنیا کی نعمت کو اختیار کرین مین سب انکو عطا کرونگا اور دونگا اگر چاہین کہ مجھسے
اور چاہین آخرت کو اور میری ملاقات اور ملازمت کو اختیار کرین حضرت نے آخرت کو اور وصال ذوالجلال کو اختیار کیا **فصل** جاننا چاہیے کہ ایام بیماری
کے اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتنے دن بیمار رہے اکثر کہتے ہین کہ تیرہ دن بیمار رہے اور بعض کہتے ہین چودہ دن اور نزدیک بعضو نکے
بارہ دن اور ایک قول یہ ہے کہ دس دن راتون دنون کے بیچ مین ایک آدھ دن تخفیف بھی کچھ ہوگئی تھی اور بیماری آپکو میمونہ رض کے گھر ہوئی تھی
پھر سب بی بیان آپکی اور اہل بیت آپکی متفق ہو کر آپکو عائشہ صدیقہ رض کے گھر لے آئی اور عائشہ صدیقہ رض حضرت صدیق اکبر کی بیٹی ہین اور
آنحضرت کی بی بی ہین چاہتی سب بیبیون سے بعد حضرت خدیجہ کبری رض کے روایت ہے عائشہ صدیقہ رض سے کہ تھین ہم سب بیبیان نزدیک
پیغمبر خدا کے صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اس مرض آخری کے دنون مین ایکوقت کہ پس آئی فاطمہ اور جیسی کہ تھی ہیبت اور روش اور رفتار
فاطمہ کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت اور روش اور رفتار سے اور روایت کی گئی ہے کہ جب وہ حاضر ہوتی تھین حضرت کی خدمت مین
حضرت کھڑے ہو جاتے تھے اور متوجہ اور مستقبل اونکی طرف ہو جاتے تھے اور اونکو چومتے تھے اور سونگھتے تھے اور اپنی جگہ پر اونکو
بٹھاتے تھے اور حضرت جبکہ خاتون قیامت کے گھر جاتے تھے وہ بھی اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ اوسیطرح پیش آتی تھین

تھیں کہ جسطرح آپ دریش آتی تھی الغرض عایشہ صدیقہ کہتی ہیں پس جسوقت کہ دیکھا حضرت نے فاطمہ کو کہا کہ فراخی اور خوشی ہو جیو بیٹی میری
کو پھر بیٹھایا فاطمہ کو اپنے پاس پھر کان میں فاطمہ کے چپکے سے کہا کچھ پس کہا فاطمہ نے اور روئی بہت پس جسوقت کہ دیکھا حضرت
نے فاطمہ کو غمگین اور اندوہگین کان میں چپکے سے پھر کچھ کہا پس ناگاہ فاطمہ ہنسنے لگیں عایشہ صدیقہ کہتی ہیں پس جسوقت کہ حضرت
اوس جگہ سے کھڑے ہو گئے اور اوس مجلس سے برخاست ہوئے پوچھا میں نے اے فاطمہ کیا سرگوشی کی حضرت نے تجھسے اور کیا پوشیدہ بات کی کہا فاطمہ نے نہیں
میں بھید حضرت کا یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ مستحب ہے اور بہتر ہے چھپانا بھید بزرگوں کا اور ایسے چاہیے مریدونکو بھید اپنے پیر کا کسیکے روبرو
ظاہر نکریں ایسا ہی لکھا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ میں الغرض عایشہ صدیقہ کہتی ہیں جسوقت وفات ہوئی حضرت کی ایک دن فاطمہ
سے میں نے کہا کہ قسم دلاتی ہوں میں تجھکو بسبب اسکی کہ میرا حق تجھپر ہے حق مادری اور حق صحبت کا اور محبت کا نہ چھوڑیگی میں تجھکو مگر جب
خبر دیگی تو مجھکو اوسکی سرگوشی کی حضرت نے کیا تجھسے پوشیدہ کہا تھا فاطمہ نے کہا ہاں اب کہ آنحضرت نے صلی اللہ علیہ وسلم اس
عالم سے رحلت فرمائی ہے کہونگی میں اسے پر اوسوقت کہ پوشیدہ کلام کیا تھا مجھسے بیچ اول مرتبہ کی پس وہ یہہ تھا کہ حضرت نے خبر دی
تھی مجھکو یہہ کہ جبرئیل دور کیا کرتا تھا مجھسے قرآن کا ہر برس میں ایک مرتبہ یعنی رمضان میں اور تحقیق اوسنے دور کیا ہے قرآن کا مجھسے امسال
برس میں دو مرتبہ تا کہ کامل ہوا دین کا اور گویا یہہ صحبت ہو حفظ قرآن کی اور حفظ احکام قرآن کی اور نہیں گمان لیجاتا میں مگر یہہ کہ تحقیق
اجل قریب آئی پس اے فاطمہ تو تقوی اور پرہیزگاری کیجیو اور جزع فزع نکریو اور صبر کریو پس تحقیق میں بہتر آگے جانیوالا ہوں واسطے تیرے پس جسوقت
کہ دیکھی حضرت نے ناصبری میری یعنی یہہ سنکر میں رونے لگی اور صبر و قرار میرا جاتا رہا اور حضرت نے میری ناصبری اور غم دیکھا پوشیدہ مجھسے کہا دوسری بار کہ اے فاطمہ
آیا نہیں راضی ہوتی تو یعنی چاہیئے کہ راضی ہو تو کہ ہوگی تو اور یہ ہوگی تو سردار اور بہتر ساری عالم کی بیبیوں سے یا یہہ کہا سردار اور بہتر بہشت
کی بیبیونکی حاصل یہہ ہے کہ تو دل تنگ مت ہو اور خدا سے راضی رہ اور شکر کر کہ خدا نے تجھکو یہہ مرتبہ دیا ہے اور ایک روایت یہہ ہے کہ
کہا فاطمہ نے عایشہ سے کہ پہلے سرگوشی میں حضرت نے مجھکو یہہ خبر دی تھی کہ میں وفات پاونگا اس مرض میں پس میں رونے
لگی پس خبر دی آپنے دوسری سرگوشی میں کہ سب اہل بیت میری سے تو ہی پہلے میرے پاس آویگی اور مجھسے ملیگی پس خوش ہوئی اور
ہنسی میں فائدہ جانا چاہیے کہ جیسی خبر دی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کو ویسی ہی ہوئی کہ حضرت
خاتون قیامت حضرت کی وفات سے چھہ مہینے بعد عالم فنا سے عالم بقا کو تشریف لے گئیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مختار اور
دین ہمارا یہہ ہے کہ سب بیبیوں سے افضل فاطمہ ہیں بعد اونکی خدیجہ والدہ اونکی بعد خدیجہ کی عایشہ روایت ہے کہ جب حضرت کو شدت
مرض کی ہوئی اور آپ نے دولت خانہ میں اکثر تشریف رکھی تو قوم انصار اور اصحاب اخیار گرد مسجد نبوی کے

وہ تحفہ ال

سراسیمہ اور حیران اور پریشان پھرتے تھے اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھا چاہیے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارا
حال کیا ہوگا حضرت یہ خبر سنکر اور اوٹھکر ایک ہات علی کے کندھے پر رکھکر اور ایک ہات فضل ابن عباس کے کندھے پر رکھکر
مسجد کے طرف تشریف لائے اور عباس آگے آگے چلتے تھے مسجد میں آکر منبر کی اول پایہ پر رونق افزا ہوکر اور بیٹھکر لوگوں کو بلایا اور
عصابہ حضرت کی سر پر بندھا ہوا تھا لوگ سب جمع ہوئے آپنے خدا کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ کوئی پیغمبر ہمیشہ دنیا میں نہیں رہا میں بھی نہ رہونگا
اور نصیحتیں اور وصیتیں بہت سی کیں فضل بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض میں ایکدن میرا ہات پکڑکر
باہر نکلے اور مسجد میں تشریف لاکر منبر پر بیٹھے اور عصابہ سر پر بندھا ہوا تھا بلال سے کہ خادم آپکا ہے اور اذان کہنے والا ہے فرمایا لوگوں
کو ندا کر تو سب جمع ہو دیں کہ میں انکو نصیحت اور وصیت کردوں اور یہ آخری وصیت ہے پس بلال حکم بجالایا اور لوگ سب جمع
گھر اور مکان اور دکان کھلی ہوئی چھوڑ چھاڑ کر آئے اور مسجد میں جمع ہوئے کہ مسجد میں گنجایش نہ رہی تھی اور آپنے ساتھ بلاغت اور
فصاحت کے خطبہ پڑھا اور خدا کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ میں تم سے جدا ہوا چاہتا ہوں جس کسیکو کہ میں نے کبھی مارا ہو یا گالی دی ہو یا کسیکا قصور کیا
یا کسی کا مجھپر قرض آتا ہو اسوقت مجھسے بدلا لے اور عوض لے یا معاف کرے یہ فرماکر پھر آپنے نماز ظہر کی با جماعت ادا فرمائی بعد نماز کے
پھر منبر پر رونق افزا ہوکر تاکید اور تشدید فرمایا کہ جسکا حق مجھپر ہو آج چاہیے کہ فیصلہ کر دے اسمیں ایک شخص اوٹھا اور کہا کہ تین درہم
آپ پر آتے ہیں کہ کسی درویش کو آپنے مجھسے دلوائے تھے آپنے فضل بن عباس سے کہا کہ تین درہم اسکو دیدو پھر آپنے فرمایا کہ جسکے اوپر
حق ہووے چاہیے کہ اپنی گردن سے ادا کرے کہ فضیحت دنیا کی آسان ہے آخرت کی فضیحت سے اسمیں ایکشخص اوٹھا اور اوسنے کہا
کہ میں نے ایکبار بسبب محتاجگی کے تین درہم غنیمت کی مال میں سے چرائی تھی آپنے فضل بن عباس سے فرمایا کہ تین درہم
اسکو دے بعد اسکے حضرت نے لوگوں کے واسطے دعای خیر کی **فائدہ** جاننا چاہیے کہ مدت مرض میں جبکہ وقت نماز کا
ہوتا تھا بلال جاکر آپکو خبر کرتے تھے اور آپ بر آمد ہوتے تھے اور نماز پڑھواتے تھے لیکن آخر مرض میں تین دن بسبب ضعف اور
کمال ناتوانی کے تشریف باہر نہ لا سکتے تھے عشا کی نماز کا وقت تھا کہ حضرت بلال دروازے پر آئے اور کہا الصلوٰۃ یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کو کمال ماندگی تھی باہر نہ آسکے بلال کو کہلا بھیجا کہ ابوبکر سے کہہ کہ امامت قوم کی بجا لائے حضرت
بلال سنکر روئے اور کہا آہ کون میری فریاد کو پہنچے آہ امید میری اور رشتہ میری ٹوٹی آہ کیا ہوتا کہ ماں مجھکو نہ جنتی ہاتھ سے اگر
سو سیلے میں ہوا ہوتا الغرض حضرت بلال روتے ہوئے حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا ابوبکر اوٹھو جونہیں نظر ابوبکر صدیق کی محراب پر پڑی
اور درو دیوار کو قبلہ سو جہان کعبہ دین و ایمان انہی سے خالی پایا بے اختیار رو پڑے اور بیہوش ہوکر گر گئے شور اور فغان بازار سے اوٹھا اور ایک قیامت برپا

ہوئی **ابیات** قبلۂ دو جہان کہاں جاؤں * کس سلیے سو آپکو پاؤں * مجکو تم بن اندھیری عالم * ہوگئی خلق زیر و زبر ہم * اب کہاں
دیکھو جہاں مجھے * شوق دیدار سے کہاں مجھے * حضرت نے فاطمہ زہرہ سے پوچھا کہ کیا شور و فغان ہے عرض کی حضرت فاطمہ نے کہ خادم
اور یار اور دوست غمخوار آپکی جدائی کے غم سے روتے ہیں اور نالہ و زاری کرتے ہیں پس آپ حضرت علی اور حضرت عباس پر اعتماد کرکے
مسجد میں تشریف لائے اور نماز گذاری ایک روایت یہہ ہے کہ دوسرے دن حضرت کو مرض میں کچھ تخفیف معلوم ہوئی دو مردوں کے سہارا
سے کہ ایک اونمیں سے عباس تھے مسجد میں تشریف لائے ابوبکر صدیق رضی ظہر کی نماز پڑھتے تھے آپنے فرمایا کہ مجکو ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دو پس بیٹھا دیا
گیا ابوبکر رضی نے چاہا کہ امامت کے مقام سے ہٹے آپنے اشارہ کیا کہ اپنے مقام ہی میں رہو پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز گذاری اور ابوبکر مقتدی
حضرت کی تھے اور سب لوگ مقتدی ابوبکر کی روایت ہے کہ دوشنبہ کے روز یعنی پیر کے دن ابوبکر صدیق صبح کی نماز پڑھاتے تھے کہ حضرت نے چاہا
دو شخص پر تکیہ کرکے چاہا کہ مسجد میں تشریف لاویں لیکن بسبب ضعف کی حجرہ کے دروازے تک آسکے پردہ حجرے کا اوٹھا کر دیکھا اور نمازیوں کی
صفوں کو دیکھکر خوش و خرم ہوئے اور مسکرائے پس ابوبکر صدیق نے چاہا کہ خود صف میں ملیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام ہوویں پھر آپنے
ساتھ دست مبارک اپنے کے اشارہ کیا کہ تم نماز اپنی تمام کرو اور پردہ حجرے کا چھوڑ دیا اور اوسی دن آپکی وفات ہوئی روایت ہے یاروں نے جب
مستعد ہوئے تجہیز اور تکفین کے پوچھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غسل دینا میرا اور کفن پہنانا میرا اور قبر میں رکھنا میرا چاہیے کہ اہل بیت میرے
بجا لاویں اور سفید کپڑوں سے کفن کریں اور چاہیے کہ کفن میں مجھے رکھکر جنازہ میرا قبر کے کنارہ پر رکھکے سب ہٹ جاویں اور دروازہ
اسمکان کا کہ یہاں قبر ہوگی بند کردیں کہ اول نماز مجھ پر حق تعالے پڑھیگا یعنی رحمت خاص نازل کریگا پھر جبرئیل پھر میکائیل پھر اسرافیل
پھر عزرائیل بعد اوسکے فوج فوج فرشتے آوینگے اور نماز گذارینگے اور چاہیے کہ میری روح کو اذیت نہ دیں ساتھ چلا کر رونے کی اور نوحہ وغیرہ
کی اور چاہیے کہ اول مرد اہل بیت کی مجھ پر نماز پڑھیں پھر بیبیاں اہل بیت میں سے پھر اصحاب و احباب پڑھیں اور میرا سلام اون لوگوں کو
اور یاروں کو کہ اسوقت یہاں حاضر نہیں میں پہنچانا اور اوپر ہر شخص کے کہ پیروی دین میری کی کرے اور متابعت سنت میری کی قیامت
سلام میرا پہنچے **ابیات** زہے نصیب ہمارے کہ ای نبی کریم * سلام آپکا پہنچے ہمیں لطف عمیم * سوا جناب کی ہے کونسا نبی ایسا
کہ ہووے امت عاصی پر اسقدر وہ رحیم * روایت ہے کہ حضرت فاطمہ نے ہر دو نوشاہزادہ دو جہان کو لیکر حضرت
کی خدمت میں آئیں اور عرض کی کہ اپنے نواسوں کو کچھ میراث بخشئے آپنے فرمایا حسن کو خصلت اور سیادت میری نصیب
ہوگی اور حسین کو سخاوت اور شجاعت میری روایت ہے عائشہ صدیقہ سے کہ فرمایا تھا حضرت نے اس مرض میں کہ ای عائشہ ہمیشہ پاتا تھا میں پیچ
میں اذیت اوس طعام کی کہ خیبر میں مجکو دیا تھا اور اسوقت اسقدر اذیت پاتا ہوں کہ میرے دل کی رگ جیسی کٹی جاتی ہے

روایت ہے ام سلمہ سے کہ حضرت اپنی شدت مرض مین یکبارگی اپنے لب ہلاتے تھے کہ مین نے کان لگا کر سنا کہتے تھے الٰہی امت میری کو دوزخ
کی آگ سے نجات دے اور حساب قیامت کا ان پر آسان کر روایت ہے کہ جب تین دن باقی رہے حضرت کی وفات مین جبرئیل حضرت کی
خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا کہ پروردگار تمہارے نے تمکو سلام کہا ہے اور مجھکو واسطے تعظیم اور اکرام اور افضال خاص تمہارے کے بھیجا ہے اور ایک چیز پوچھی ہے وہ
دانا ہے ساتھ اوس چیز کے تسو وہ یہہ ہے کہ پوچھا ہے کہ اپنے تئین کیسا پاتے ہو تم اس حال مین اور کیا ہے حال آپکا فرمایا کہ پاتا ہون مین اپنے تئین اے
جبرئیل غمگین ﷺ امت کیطرف سے اور پاتا ہون مین اپنے تئین اندوہگین پس چلے گئے جبرئیل پھر دوسرے دن آکر وہی کہا جو پہلے دن کہا تھا اور حضرت
سو وہی جواب سنا جو پہلے دن سنا تھا پھر تیسرے دن حضرت جبرئیل آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی سوال و جواب ہوا جو پہلے دو دن ہوا تھا
اور اوس دن جبرئیل کے ساتھ ایک فرشتہ بھی آیا کہ نام اوسکا اسماعیل ہے اور وہ سردار اور حاکم ہے لاکھہ فرشتون کا ایسے لاکھہ فرشتے کہ ہر ایک
اونمین سے سردار اور حاکم ہے لاکھہ فرشتون کا پس اجازت اور اذن چاہا اوس فرشتے نے اندر آنیکا حضرت نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہہ کون فرشتہ ہے
جبرئیل امین نے بیان کیا یہہ ایسا ہے اور ایسا ہے پھر کہا جبرئیل امین نے کہ عزرائیل ملک الموت بھی دروازے پر حاضر ہے اجازت اور اذن اندر آنیکا چاہتا ہے
اور نہین اذن چاہا کسی آدمی سے واسطے پہلے تمہارے اور نہ اذن چاہیگا کسی آدمی سے پیچھے یعنی معمول اسکا یہہ ہے کہ کسیکی اذن اور بغیر اذن سے
اسکو کام نہین ہے یہہ خدا کے حکم سے آتا ہے نبیونکی اور ولیونکی اور عام و خاص کی روح قبض کرتا ہے نہ کسی سے پوچھتا ہے نہ کچھہ تا ہے یہہ
بزرگی اور کرامت خاص آپ ہی کے واسطے ہے کہ آپ سے اذن مانگتا ہے اور بے اذن اندر نہین آتا پس فرمایا آپنے کہ اذن دو تم اوسکو
روایت ہے کہ ملک الموت ساتھہ ہزار فرشتونکے کہ ملازم اور مصاحب اوسکے تھے اور سب ابلق گھوڑون پر سوار تھے نہایت
کی ہیبت کے ساتھہ پوشاک تھی اور موتی اور یاقوت کے آیا تھا اور ملک الموت اعرابی کی شکل بنا ہوا تھا اور ہاتھہ مین ایک نامہ لیے
ہوئے تھا پروردگار عالم کیطرف سے الغرض ملک الموت نے باہر سے کہا السلام علیک یا اہل بیت نبوت اور اے کان رسالت
اذن دو ہمکو تو ہم اندر آوین تم پر رحمت خدا تعالیٰ کی ہو جبکہ فاطمہ زہرا حضرت کے سرہانے بیٹھی تھین اونھون نے فرمایا کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حال مین مشغول ہین ملاقات میسر نہین ہوسکتی پھر دوسرے مرتبہ وہی آواز آئی حضرت فاطمہ نے پہلا سا جواب دیا
پھر تیسری بار وہ آواز ایسی ہیبت سے آئی کہ سب لرز گئے حضرت نے کہ بیہوش ہو رہے تھے ہوش مین آکر آنکھین کھولدین اور پوچھا اہل بیت نے
صورت حال کی عرض کی آپنے پوچھا اے فاطمہ تو جانتی ہے کہ وہ کون ہے عرض کی کہ خدا اور رسول خدا کا اعلم ہے فرمایا کہ وہ کاٹنے والا آرزون کا اور
جدا کرنیوالا عزیزون اور یارونکا اور بیوہ کرنیوالا بی بیونکا اور یتیم کرنیوالا بیٹون اور بیٹیون کا ہے یعنی ملک الموت ہے روایت ہے کہ آنحضرت نے
بیبیون کو بلاکر وصیت کی کہ اپنے گھر کے کونہ مین بیٹھنا اور پردہ ستر مین رہنا اور نامحرم کیطرف نہ دیکھنا اور فاطمہ زہرہ سے کہا کہ اپنی بیٹیون

کو بلاتی حضرت فاطمہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو۔ دونوں شاہزادے وہاں تھے آپ حضرت نے انہوں سینہ کے سینہ سے لگایا اور شاہزادے
بہت روئے اور حضرت بھی انکو روتے دیکھکر روئے اور اپنے علی مرتضی کو بھی بلایا اور اپنی بغل میں لٹایا اور نصیحتیں دو جہان کی بخشیں اور نصیحت اور وصیت کی روایت
ہے کہ سکرات موت کی اور تلخی اور شدت اوسکی حضرت کو بہت تھی کہ کبھی سرخ ہو جاتے تھے اور کبھی زرد اور پاؤں کو کھینچتے تھے اور پسینا چہرہ
مبارک پر بہت تھا اور ایک قدح پانی کا اپنے روبرو رکھا تھا کہ اوسمیں ہاتھ ڈالتے تھے اور منہ کو ملتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ خدایا مدد
کر میری بیچ الجھنوں اور شدتوں موت کی روایت ہے کہ اوس وقت حضرت عائشہ صدیقہ کی سینہ سے لگی ہوئی بیٹھی تھی اور پشت مبارک آپکی عائشہ صدیقہ
کے سینہ سے چسپیدہ اور لگ رہی تھی کہ ناگہان عبد الرحمن بن ابی بکر بھائی عائشہ صدیقہ کا ایک مسواک سبز ہاتھ میں لیے ہوئے آئے
روبرو حضرت کے پس عائشہ نے رغبت حضرت کی طرف مسواک کی دیکھکر اور حضرت سے پوچھکر مسواک اپنے بھائی کے ہاتھ میں سے لیکر آپکو دی آپنے دہن
مبارک میں لی وہ سخت معلوم ہوئی حضرت نے عائشہ کو دی تا نرم کردے عائشہ نے اپنے دانتوں سے اوس مسواک کو نرم کر دیا پھر حضرت نے اوس
مسواک کو اپنے دہن میں اور دانتوں پر پھیرا حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ یہہ خدا کی نعمت اور دولت مجھ پر ہوئی کہ آخری وقت حبیب خدا کے
صلی اللہ علیہ وسلم میرا لعاب اور آپکا جمع ہوا اور روح آپکی نے درمیان سینہ اور گردن میری کے اونکی روح قبض کی آپ عائشہ صدیقہ کی سینہ سے
لگی ہوئی بیٹھی تھی روایت ہے کہ اوس وقت کہا فاطمہ نے ہائے وا کرب اباہ یعنی ہائے سختی اور قلق تیرا اے باپ میرے فرمایا حضرت نے فاطمہ سے نہیں
اذیت اور سختی آج کے دنکے بعد اوپر باپ تیرے کی یعنی یہہ اذیت چندی اسجہان میں ہے پھر بعد وفات کے وہان تمام خوشی و سرور اور حضور ہے
اور کہا الہی فاطمہ کو صبر عطا فرما روایت ہے کہ سینے چند دینار آپکی نیاز بھیجی تھی آپنے درویشوں کو بانٹ دیے تھے مگر چھ یا سات دینار
اونمیں سے عائشہ صدیقہ کے پاس بچے وقت وفات کی جب کہ آپکو ہوش آتا تھا عائشہ صدیقہ سے کہتے تھے کہ وہ دینار درویشوں کو بانٹ دو
اور عائشہ خدمت میں اور بیمار داری میں مشغول تھیں آخر کو حضرت نے وہ دینار منگا کر اور گنکر یہہ فرمایا کہ کیا گمان تھا محمد کو صلی اللہ علیہ
وسلم ساتھ خدا اپنے کے کہ خدا کے پاس جاتا اور یہہ دینار اوسکے پاس ہوتے پس وہ دینار علی مرتضی کو بھیج دیے تو فقیروں کو دیدیوین بالفعل ملک الموت
اذن لیکر آپکے روبرو حاضر ہوا اور آپکو سلام اور عرض کیا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق خدا نے میرے تئین بھیجا ہے تمہارے پاس
پس اگر فرماؤ تو میں قبض کروں تمہاری روح کو اور اگر فرماؤ تو ترک کروں اور نہ قبض کروں پس آپنے فرمایا تو میری روح کو
قبض کریگا عرض کی کہ ساتھ اسبات کے حکم کیا گیا ہوں اور یہہ بھی مجکو حکم ہے کہ آپکی بھی اطاعت اور فرمان برداری کروں پس منہ
مبارک ہوئے پس نظر کی حضرت نے جبرئیل امین کی طرف جبرئیل نے عرض کی کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بدرستیکہ اللہ تعالی مشتاق ہے تمہارا
[illegible] روایت ہے کہ جبرئیل نے [illegible] کہا کہ حکم خدا کا [illegible] بہشت کو [illegible]

کرین اور ملائک ملکوت کو اور ساکنان جبروت کو حکم خدا ہوا ہی کہ صف بصف استادہ ہوویں کہ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلی علیین کو
آتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہہ سب بشارتیں خوب ہیں لیکن مجھے ایسی بات کہو کہ جس سے میرا دل خوشحال ہووے جبرئیل امین نے کہا
تحقیق بہشت سب نبیوں اور سب امتوں پر حرام ہے جبتک کہ تم اور امت تمھاری بہشت میں داخل ہووے گی حضرت نے فرمایا اس سے بھی زیادہ تر
بشارت دو جبرئیل امین نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق خدا تعالی نے تمکو مقام محمود اور حوض کوثر عطا فرمایا ہے اور فردا قیامت کو آپکی
شفاعت سے آپ کی امت اسقدر بخشی جاوےگی کہ آپ راضی اور خوش ہونگے آپنے فرمایا کہ اب راضی اور خوش ہوا میں اور دل میرا خوش ہوا اور آنکھہ میری روشن
ہوئی ای ملک الموت آگے میرے آ اور جس کام کی واسطے تجھکو حکم ہے بجا لا ملک الموت ساتھ قبض کرنے روح پاک حضرت لولاک کو صلی اللہ علیہ وسلم مشغول
ہوا پس دیکھا حضرت نے ہاتھہ اپنا اور کہنے لگے الرفیق الاعلی یعنی اختیار کیا میں نے رفیق بلند اور برتر کو کہ حضرت رب العزت ہے یا کہ انتقال فرمایا سرای
دنیا سے عالم بقا کو جبرئیل امین نے کہا یا احمد علیک السلام یہہ پہر ہے آخری ایکر زمین پر کہ آؤنگا مقصود اور مطلوب میرا اہل دنیا سے آپکی ذات تہی
رباعی مرا لبان تو باید شکر چہ سود کند ❊ مرا میان تو باید کمر چہ سود کند ❊ چو روی خوب تو باشی قمر چہ سود کند ❊ چو ہمدم تو نباشی سفر چہ سود کند
ابیات ہندی مجھے نہ قند سے مطلب نہ کچھ شکر سے کام ❊ فقط ہے اوس لب شیریں شکر سے کام ❊ ہزار جان سے اوس مو میان تنگ
ہے دل مائل ❊ نہ زلف زلف بتان سے نہ کچھ کمر سے کام ❊ عزیز مصر میں اپنا اگر ہو یوسف ❊ تو مصر کی نہیں کچھہ خبر اور خبر سے کام ❊
رفیق و یار ہے اپنا اگر نہیں ہمراہ ❊ تو کیا ہے ہو بھلا سیر اور سفر سے کام ❊ وصال کیونکہ ہوون غافل ہیں یا دوہی اوسکے مجھکو
ہے آہ کچھ سبب اتصال الٰہی سے کام ❊ اور حضرت خاتون قیامت روتی تھیں اور گریہ و زاری بے اختیار کرتی تھیں اور کہتی تھیں
ای پدر بزرگوار میرے قبول کی دعوت پروردگار کی کہ بلایا اوسکو آہ باپ میرے جنت الفردوس ہے جگہ اوسکی آہ باپ میرے جبرئیل کو
پہنچاؤن خبر اوسکی اور نزدیک اوسکی تعزیت کرون اور کسی نے کبھی حضرت کی وفات کے بعد فاطمہ زہرا کو ہنستی نہ دیکھا اور عائشہ
صدیقہ زاری کرتی تھیں اور کہتی تھیں ہے آہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ فقر کو اختیار کیا اور دولت دنیا کیطرف التفات نکیا اور آہ
دین پرور کہ امت کی گناہوں کو غم سے کسی رات بستر راحت پر تمام شب آرام نہ کیا اور اسیطرح کی کلام کرتی تھیں اور زار زار بے اختیار
روتی تھیں اور ایسے ہی سب آل اور اصحاب سب دوست اور احباب و خورد و کلان و جن و انسان زاری میں اور بیقرار رہتے تھے اور
شہر مدینہ میں گویا حشر بپا ہو رہا تھا اور گھر کے کونے سے یہہ آواز آتی تھی السلام علیکم یا اہل البیت ورحمت اللہ وبرکاتہ کل نفس ذائقۃ
الموت وانما توفون اجورکم یوم القیامۃ یعنی سلامتی ہو جیو تم پر ای اہل بیت نبی کی اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اوسکی جو جان ہی
چکھنے والی ہے مزا موت کا اور سوا اسکی نہیں پوری دی جاؤگی تم اجر اور ثواب دن قیامت کی اور یہہ آواز آتی تھی کہ ہر مصیبت کے

تو خدا کی یاس تسلی ہے اور ہر فوت ہوئی کا خلیفہ ہے پس ساتھ خدا کی اعتقاد اور اعتماد وثوق رکھو اور اوسکی طرف رجوع کرو اور جزع فزع
مت کرو اور حقیقت مین مصیبت زدہ وہ ہی کہ جو ثواب سی محروم رہو یعنی جبکہ مصیبت مین صبر کرو اور ثواب حاصل کرو گویا اوسے مصیبت
نہین ہے کہ ثواب آخرت کا اوسکی ہاتھ لگتا ہے علی مرتضی نے فرمایا کہ یہ آواز خواجہ خضر کی ہے کہ تعزیت اور عذر خواہی کرتا ہے اور آسمان سے یہ
آواز آتی تھی واعجباہ اور اس واقعہ جانکاہ سے اصحاب کا یہ حال ہوا کہ گویا روحین اونکی بدنون سے پرواز کر گئین اور بعضونکی عقل سلب
ہوگئی اور بعضونکی گویائی جاتی رہی اور بعضون کو جنون ہوگیا اور بعضی شل ہوگئے اور جسوقت کہ روح مبارک بدن اطہر سے نکلی سب نے
ایک خوشبو سونگھی کہ کبھی ویسی لطافت کی بو نہ سونگھی تھی اور بعضی بی بیونکی ہاتھ مین ازواج مطہرات سے کہ بدن مبارک کو ہاتھ لگائی تھین اور
خدمت بجالائی تھین مدتون تک خوشبو رہی کہ بو مشک اور عنبر کی اوس سے منفعل اور شرمندہ ہوتی تھی روایت ہے کہ ابوبکر صدیق نے بعد
حضرت کی پیشانی چومی اور کمال زاری اور بیقراری کی عمر فاروق کو اس حادثہ عظیم سے ہوش و حواس نہ رہے تھے اور کہتی تھی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم نے وفات نہین پائی ہے اور جو کوئی یہ بات کہیگا مین اوسکو قتل کر ڈالونگا حضرت صدیق اکبر نے ہر چند فہمائش کی لیکن اوسوقت
اونکو اوسے نہ مانا کہ صدیق اکبر کو حق تعالے نے صبر اور استقلال عطا فرمایا اور منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا اور وہ آیتین کلام اللہ کی جن مین
حق تعالے نے خبر دی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی پڑھین سب لوگ حضرت عمر کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئی اور اونکی کلام
کو سچ جانا اور یقین جانا کہ حضرت نے وفات پائی اور صدیق اکبر نے اہل بیت کی تشفی اور تسلی اور تعزیت کی اور کہا غسل اور تجہیز اور تکفین
حضرت کی تم بجالاؤ حضرت مرتضی علی اور فضل ابن عباس نے غسل دیا اور فرشتون نے کہ وہ دیکھائی نہ دیتے تھے اور آپ کو برہنہ نہین کیا
اور پیراہن کے اوپر سے غسل دیا اور بعد غسل کے چند قطرہ حضرت کی گوشہ چشم مین اور ناف مین رہ گئے تھے کہ علی مرتضی نے پی لیے اور وہ سبب
زیادتی عرفان اور علم اور حفظ کا ہوا اور تین سفید کپڑون مین آپ کو کفن کیا اور رہ گیا کہ جبرئیل بہشت سے لا کر حضرت کو دے گئے
تھے کفن پر ملا اور سجدہ گاہون کو لگایا اور مرتضی علی نے اوسمین سے کچھ اپنی واسطے رکھا اور جسطرح آپنے وصیت کی تھی اوسی طرح
آپ کا جنازہ رکھا کہ لوگ فوج فوج آتی تھے اور نماز جنازہ کی پڑھتے تھے اور کسی نے ان نمازون مین امامت نہین کی
اور وفات آپ کی پیر کی دن ہوئی اور منگل کے دن قبر مین رکھے گئے اور درمیان مین اس اثنا کی آپکی قبر کی
جگہہ مقرر کرنے مین آپس مین اختلاف رہا پھر صدیق اکبر کے کہے سے وہ ہی جگہہ مقرر ہوئی کہ جسجگہ آپ نے انتقال
فرمایا تھا کہ معمول نبیون کا یون ہی ہوتا رہا ہے اور علی اور عباس اور عقیل وغیرہ اہل بیت کی مردون نے قبر مین رکھا اور
پھر سب سے پہلے فاطمہ زہرا کے گھر عذر خواہی کو آئی اور حضرت فاطمہ نے کہا کہ کیون کر تمہارے دل نے

پاری ہی کہ تمہی انبیہ بنی پر خاک کو ڈالا اور دفن کیا سب نے عرض کی کہ مقام ناچاری ہے اور اسی طرح حکم باری ہو روایت
سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب نے اور اہل بیت نے آپ کی درد جدائی مین مرثیے کہے ہین کہ جنکے سننے سے حضرت کی عاشقون کی اور
مہجورون اور مشتاقون کی بیتابی مثل سیماب کی ہوتی ہے ابن جوزی نے لکھا ہے کہ وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہوین
تاریخ ربیع الاول کی ہوئی اور اٹھائیسوین تاریخ صفر کی آپکو اشتداد ہوئی تھی اور روایت ہے سلمان سے کہ راوی ہی ثقہ ہے یون
سے بطریق یقین ہے کہ شروع مرض کا بائیسوین صفر کے بیچ تھا اور وفات دوسری تاریخ ربیع الاول کی ہوئی اور یہ
روایت غالب ہے کہ سب راوی متفق ہین اسبات پر کہ حضرت خاتون قیامت بعد وفات حضرت کی چھ مہینے زندہ رہین اور
تیسری تاریخ رمضان شریف کی آپ کی وفات ہوئی ہے پس تیسری ربیع الاول سی تیسری رمضان تک چھ مہینے پورے
ہوتے ہین اور روایت ہے کہ آپکی اس بیماری مین ابوبکر صدیق نے سترہ نمازین مسجد نبوی مین لوگون کو پڑھوائین اور ایک روایت
یہہ ہے کہ وفات پائی حضرت نے پیر کو اور قبر مین رکھے گئے مذکورات کی وقت اور بعضون نے کہا ہے منگل کو بوقت سحر کے لکھا ہے
کہ پہلی روایت بہت صحیح ہے واللہ اعلم روایت ہے کہ جو آنکھ کہ روئے گی اوپر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرگز دوزخ کی آگ
نہ دیکھے گی اور عمر حضرت کی تریسٹھ برس کی ہوئی تھی یعنی تین بیس اور تین برس کی چالیس برس کی بعد پیغمبر ہوئے تھے اور بعد پیغمبری
کی تیرہ برس مکہ مین تشریف رکھی اور دس برس مدینہ مین اور جبکہ حضرت کی وفات ہوئی حضرت امام حسن ساڑھے سات برس کے
تھے اور حضرت امام حسین موافق ایک روایت کی چھ برس اور دس مہینے اور دس دن کی تھے اور موافق ایک روایت کی ساڑھے
چھ برس یعنی چھ برس اور چھ مہینے کے فائدہ جانا چاہیے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ بیبیان نکاحی تھین
پہلی خدیجہ دوسری سودہ تیسری عائشہ صدیقہ بیٹی حضرت ابوبکر صدیق کی چوتھی حفصہ بیٹی حضرت عمر فاروق کی
پانچوین زینب بیٹی خزیمہ کی چھٹی ام سلمہ ساتوین زینب بیٹی جحش کی آٹھوین جویریہ نوین ام حبیبہ بیٹی ابی سفیان کی بہن امیر
معاویہ کی دسوین صفیہ گیارھوین میمونہ حضرت خدیجہ اور حفصہ نے وفات پائی تھی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو
آپکی زندگی مین اور نو بیبیان اوسوقت موجود تھین کہ جسوقت حضرت کی وفات ہوئی ہے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ مین نے جس عورت سے کہ نکاح کیا ہے بغیر حکم خدا کی اور بغیر پیغام پہونچانے جبرئیل کے خدا کی طرف سے نہین کیا ہے اور ایسی ہی
جس شخص کو اپنی بیٹی ساتھ نکاح کی دی ہے بغیر حکم خدا کے اور بغیر پیغام جبرئیل کے نہین دی ہے اور حرم مین حضرت کی چار تھین پہلی ماریہ
قبطیہ دوسری ریحانہ اور دونے حضرت کی زندگی مین آپکے سامنے وفات پائی تیسری کنیزک صاحب جمال کہ بندی مین آئی تھی چوتھی

لئیں کہ زینب بنت جحش نے گذرانی تھی **فائدہ** جاننا چاہیئے کہ سب اولاد حضرت کی بی بی خدیجہ سے ہوے مگر ابراہیم کہ ماریہ قبطیہ سے ہوئین
اور بہت صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں بیٹے قاسم اور عبد اللہ اور ابراہیم ہیں اور طاہر اور طیب لقب عبد اللہ
کا ہے کہ بعد پیغمبر ہونے کے پیدا ہوا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ طاہر اور طیب جدے دو بیٹے ہیں اس قول کے موافق بیٹے پانچ ہوتے ہیں قاسم
نے دو برس کی عمر پاکر وفات پائی مکہ میں اور عبد اللہ نے بھی مکہ میں وفات پائی اور عمر بہت چھوٹی تھی شاید کہ برس دن کی بھی نہوئی
تھی اور ابراہیم مدینہ میں آٹھوین برس ہجرت کی پیدا ہوا تھا اور عمر ایک برس اور قریب چھ مہینے کی پاکر وفات پائی اور حقیقت حضرت
کے بیٹیوں کی یہ ہے کہ پہلی بیٹی زینب ہے سب بیٹیوں میں بڑی نبوت سے پہلے پیدا ہوئی تھی اور نکاح اوسکا اوسکی خالہ کے بیٹے
سے کہ نام اوسکا ابو العاص ہے ہوا تھا اور وہ اسلام لایا تھا اور اصحاب سے تھا وفات زینب کی حضرت کی زندگی میں ہوئی
آٹھوین برس ہجرت کو دوسری رقیہ ہے اور نکاح اوسکا حضرت نے حضرت عثمان سے کیا وہ بھی حضرت کی زندگی میں اس جہان فانی
سے عالم جاودانی کو تشریف لیگئین روایت ہے کہ فاطمہ زہرا رقیہ کی قبر پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلو میں بیٹھی ہوئی روتی
تھین اور حضرت اپنی چادر کے کونہ سے آنسو انکے پوچھتے تھے اور تسلی کرتی تھی تیسری ام کلثوم ہے حضرت نے رقیہ کی وفات
کے بعد ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان کے ساتھ کیا وفات ام کلثوم کی بھی حضرت کی زندگی میں نوین برس ہجرت کے
ہوئی چوتھی بضعۂ مصطفے فاطمہ زہرا رض سلام اللہ علی سیدہ الورا علیہا ہیں سب سے عمر میں چھوٹی اور مرتبہ میں بڑی **فائدہ**
بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب اور احباب نے متفق ہوکر ابو بکر صدیق کو رضی اللہ تعالے عنہ خلیفہ اور
جانشین آپ کا کیا اور صدیق اکبر نے اون لوگون کو کہ کافر اور مرتد ہو گئے تھے اور آپ کی وفات کے بعد اسلام
سے پھر گئے تھے اور زکوۃ دینی موقوف کر دی تھی تنبیہ اور تعذیب کر کر اور فہمائش اور نصیحت فرما کہ پھر درست
کیا اور دین کی راہ پر لائے اور مسیلمہ کذاب نے کہ دعوے پیغمبری کا کیا تھا اور ہزارہا خلق اللہ کو گمراہ کر دیا تھا اوسپر
لشکر اہل اسلام کا بھیجا اور خالد ابن ولید کو امیر کیا جنگ عظیم ہوئی خلق اللہ کثیر کام آئی آخر کو فتح اہل اسلام کے ہاتھ ہوئی
اور مسیلمہ مارا گیا اور جہنم کو پہنچا حقیقت یہ ہے کہ بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی تختی کا تختہ اسلام کا یہ چلا تھا حق تعالے
نے اپنے حبیب کی برکت سے ابو بکر صدیق رض کو نوح اس کشتی کا بنایا کہ ایسی طوفان کو دفع کیا مناقب اور فضائل ابو بکر صدیق
کی بیحد وبیشمار ہیں کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
محبت ابی بکر رض کی اور عمر رض کی ایمان ہے اور بغض اونکا کفر ہے اور فرمایا محبت ابو بکر رض کی اور شکر اوسکا واجب ہے اوپر مسلمان کے

امت میری سے اور فرمایا کہ روح القدس جبرئیل نے خبر دی مجھکو کہ افضل اور بہتر تیری امت کا بعد تیرے ابوبکر ہے ۞ —

فصل جاننا چاہیے کہ روح روان نبی شمع شبستان علی زاہد زمان عارفہ دوران سیدہ رشیدہ بدایت حضرت خاتون قیامت علیہا التحیہ والرضوان بین الخلائق الانس والجان ساتھ کمال تقوے اور طہارت اور ریاضت اور عزت کی موصوف تھیں چنانچہ القاب آپکے مبارکہ اور طاہرہ اور زاکیہ اور راضیہ اور مرضیہ اور بتول ہیں اور آپ کو اپنے پدر بزرگوار کی ساتھ اسقدر محبت تھی کہ حالت عشق کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت خاتون کی ساتھ اس مرتبہ الفت تھی کہ اپنے اہل بیت میں سے اور اپنی اولاد میں کسیکے ساتھ نہیں تھی چنانچہ حضرت جبکہ سفر کو تشریف لے جاتے تو سب گھر کی لوگوں کو وداع کر کر آخر کو حضرت خاتون سے ملکر اور وداع کر کر سوار ہوتے تھے اور جبکہ سفر سے آتے تو پہلے سب سے حضرت فاطمہ سے ملتے تھے پھر اپنی بیبیوں کی حجرہ میں تشریف لیجاتے تھے اور ملاقات کرتے تھے شیخ نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ نے روایت لکھی ہے کہ ایکدن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر رونق افزا ہوئے اور دیکھا کہ خاتون قیامت ملول اور خفا بیٹھی ہیں اور روتی ہیں حضرت نے سبب رنج کا پوچھا حضرت خاتون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ بہ سبیل حکایت کی کہتی ہوں نہ بہ سبیل شکایت کے کہ تین روز ہوئے ہیں کہ ہمارے گھر میں کچھ کھانے کو نہیں حسن اور حسین کہ طفل صغیر ہیں تاب صبر کی نہیں رہی اور آج ان دونو لڑکوں نے یہ کہا کہ کوئی لڑکا جہان میں ایسا بھوکا ہوگا جیسے کہ ہم بھوکے ہیں یہ بات سنکر مجھپر جہان تاریک ہوگیا ہے اے باپ میرے اگر کوئی بندہ ساتھ خدا تعالے کی دعا میں اور مناجات میں گستاخی کرے کچھ عیب تو نہیں ہے حضرت نے فرمایا خدای تعالے اپنی خاص بندوں کی گستاخی کو دوست رکھتا ہے پس حضرت خاتون گھر کے ایک کونے میں گئیں اور نماز پڑھی اور دعا کی اور ہاتھ اوٹھائے اور روئیں اور کہا ای خدا جانتا ہے تو کہ عورتوں کو طاقت پیغمبری کی سے نہیں ہوتی اگر میرے تئین سات باپ میرے کی راز اور بھید یا دہ پیغمبر میرے تئین طاقت اون اسرار اور راز اور بھید کی نہیں یا تو مجھکو ویسی طاقت دے یا اس رنج و بلا سے مجھکو راحت اور مخلصی دے یہ حضرت خاتون نے کہا اور بیہوش ہوگئیں کہ امین جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھو حضرت نے فرمایا کیا ہے جبرئیل نے کہا فاطمہ نے فرشتوں کو رلا دیا ہے کہ سب خروش میں ہیں آپ اوٹھکر فاطمہ کی سدہ اور خبر لیجے حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون کے پاس گئے دیکھا بیہوش ہیں اونکی سر کو زمین سے اوٹھا کر اپنی گود میں کہا حضرت خاتون ہوش میں آئیں اور اوٹھیں شرمندگی سے سر نیچے ڈالی ہوئے حضرت نے فرمایا ای فاطمہ نحن قسمنا کی آیت پڑھ اور خدا کو قاسم یعنی بہت قسمت کرنیوالا اور بانٹنے والا جان تو مشقتیں تجھپر آسان ہو دیں اور حضرت نے ہاتھ مبارک اپنا حضرت فاطمہ کے سینہ سے

سینہ پر رکھا اور دعا کی خدایا اسکو بھوک کی رنج سے محفوظ کر دے حضرت خاتون فرماتی ہین کہ اوسدن سے اذیت
گرسنگی کی اور بھوک کی میرے دل سے جاتی رہی یعنی ہر چند کہ فاقے ہوتے تھے لیکن اوسکا رنج اور اذیت اور بیچینی کچھہ
معلوم ہوتی تھی اور یہ جاننا چاہیے کہ یہہ اختیار کرنا ریاضت اور نفس کشی کا اپنے واسطے اور اپنے اہل بیت کے واسطے تھا ورنہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسی دعا اونکی فراغت اور ترقی دنیا کی واسطے مانگتی قبول ہوتی کہ پیغمبر کی دعا رد نہین ہوتی ہے
القصہ حضرت خاتون قیامت کو سواے اور جدائی پدر بزرگوار کے اور غم فراق سید الابرار کے کچھہ بیماری اور رنج تھا فرد عاشقی بیداست
از زاری دل ٭ نیست بیماری چو بیماری دل ٭ رات دن بیقرار رہتی تھین اور زار زار روتی تھین روایت ہے پانچ شخصونکی
برابر جہان مین کوئی نہین رویا ایک حضرت آدم کہ جب بہشت سے نکالے گئے دوسرے حضرت یعقوب حضرت یوسف کے غم مین
تیسرے حضرت یوسف قیدخانہ مین چوتھے حضرت فاطمہ زہرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غم سے پانچوین حضرت زین العابدین
حضرت امام حسین کے غم مین الغرض تاب و توانائی حضرت فاطمہ زہرا کی بالکل جاتی رہی و طاقت نشست و برخاست کی مطلق نہ رہی
اور زمانہ رحلت فرمانے کا عنقریب آپہنچا حضرت خاتون نے حضرت مرتضی رضی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ یا حیدر کرار اور اے دوست غمخوار
چار وصیتین کہتی ہون اول یہہ کہ اگر کبھی میری طرف سے تیری خدمت گذاری مین اور اطاعت اور فرمانبرداری مین کچھہ قصور
ہوا ہو اور غبار ملال کا تیرے آئینۂ خاطر پر اگر بیٹھا ہوے تو مجکو معاف فرما اور بخشدے حضرت علی نے کہا مین شکر گذار ہون تیرا اور
دل میرا تیری طرف سے کہ تو صاحب صاف ہی اور تو میری پاس غمگسار ہے نہ دل آزار و جفا کار ہے اور تو گل بوستان ستایش ہے نہ خار مغیلان
ضلالت ہے جانتا کہ مین تجسے خفا ہون اب وصیت دوسری فرما حضرت فاطمہ نے کہا دوسری وصیت یہہ ہے کہ میرے حسن اور حسین کو اور اونکی
بہنونکو بہت عزیز رکھیو اور ایسا کوئی دقیقہ شفقت اور رحمت کا فرو گذاشت نکیجو تیسری وصیت یہہ ہے کہ مجکو رات کے
وقت دفن کیجیو اور قبر مین رکھیو کہ جیسے کسی بیگانے کی نظر زندگی مین مجھپر نہین پڑی ہے ایسی ہی چاہیے کہ بعد مرنے کے بھی کسی کی
نظر میرے جنازہ پر نہ پڑے اور چوتھی وصیت یہہ ہے کہ میرے قبر پر آیا کیجیو اور زیارت میری موقوف نفرمایو کہ میرا موجب راحت
اور آرام کا تو تھا اور مونس اوقات صبح و شام کا تو تھا حضرت شیر یزدان شاہ مردان سنکر خروش مین آگئے اور بے
اختیار زار زار رونے لگے اور ساتھہ زبان حال کے مضمون اس مقال کا کہتے تھے **قطعہ** دلدار یا کناره
مے طلبد ٭ در کوی فراق خانہ مے طلبد ٭ تیرے ز کمان ہجر مے انداز و ٭ در سینہ ما نشانہ مے طلبد ٭ **قطعہ ہندی**
وہ اپنے جانے کا مجھسے بہانہ کرتا ہے ٭ دیار ہجر مین ترتیب خانہ کرتا ہے ٭ کمان فرقت دوری سے تیر مارتا ہے

مار رہو ہے ٭ ہمارے سینہ کو اوسکا نشانہ کرتا ہو قطعہ سفر کا ارادہ ہے دلدار کا ٭ تو ان بخش جان و دل زار کا ٭
وہ گل جب ہوا اس گلستان سے دور ٭ تو پھر رو رہے ہجر کی خار کا ٭ بعد اسکے حضرت علی مرتضی کو کہا اے فاطمہ وصیتین تیری سب
قبول کین مینے اور یہ سب باتین ادا لقا سے بجا لاؤنگا اب تو کرم فرما کہ میری بھی وصیتین سنو حضرت فاطمہ نے کہا فرمائیے علی مرتضی نے
کہا اون میں یہ کہ جو مجھسے تیری خدمت میں کچھ تقصیر ہوئی ہووے تو معاف فرما اور بخش دے دوسرے یہ کہ جسوقت کہ فردوس برین میں اپنے
پدر بزرگوار کی خدمت میں پہنچیو تو میرا عارف ہو کہ ہجران زدہ اور غم خوردہ ہون تیسرے جناب رسالت مآب کو سلام پہنچائیو تیسری
یہ کہ میری کچھ شکایت جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کیجیو حضرت فاطمہ نے کہا تھا کہ اتنی مدت میں کہ مین ساتھ تیرے رہی کبھی خاطر کا
تیری سے ایسی چیز نہین دیکھی مین نے اور ایسی بات تیری ذات شریف سے بیان کرنین ہے ہوئی کہ موجب شکایت کا ہووے بلکہ ہمدم تجسے مردانگی
اور مروت اور جوانمردی اور فتوت اور حسن اقبال اور لطف اعمال دیکھا ہو تیرے ہیبت اوز سرتا پا جو چشم خوشی مین مردمک ہوں
تو اندر وجود مین لطف و رنگ آدمی قطعہ نہین کچھ خوبیان ہین مری جان یہ کہان ٭ جیسا ہے باکمال تو انسان
یہ کہان ٭ ہین خوب اور بہی ہون جہان بیچ تو مگر ٭ اوصاف بیشمار کی ہے کان یہ کہان ٭ روایات
سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہزادہ کونین حضرت امام حسن و امام حسین اپنے والدہ ماجدہ کا حال تنگ دیکھکر دم بدم
آتی تھی اور مگر بیقراری جدائی اور اوز شفقت [illegible] اور اپنی جان کھوتی تھی اور حضرت
خاتون [illegible] اور اونکی طرح سے کرتی تھین بیکسی و ملاقات اونکی بیچ کی دیکھنے کی سہنین رکتی تھین
اسواسطے حضرت علی [illegible] حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی روضہ مبارک پر بھیجا کرتی تھین روایات سے ثابت ہوا ہے
کہ حضرت خاتون قیامت فاطمہ [illegible] قرب رحلت کے کچھ فکر بہت تھی کہ ایسا نہو کہ کوئی میرے جنازہ کو دیکھے اور
کسیکی نظر میرے قد و قامت پر پڑے کہ اسمین [illegible] نے کہ حبشہ سے نقشہ گہوارہ کا دیکھکر آئی تھی حضرت فاطمہ کے واسطے کھجور
کی لکڑیون سے گہوارہ بنایا کہ اوسمین کچھ بدن نہین معلوم ہوتا تھا حضرت فاطمہ نے دیکھکے پسند کیا اور راضی ہوئین اور مسکرائین لکھا
ہے کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوا ایک مرتبہ یہ گہوارہ دیکھکر مسکرائین ہین ورنہ حضرت کی وفات کے بعد اپنی زندگی
مین ان چھ مہینے مین کبھی نہین ہنسین روایت ہے بعد اسکے فاطمہ نے [illegible] دنیا سے انتقال فرماوینگی حضرت علی گھر سے باہر تشریف لیگئے تھے
حضرت فاطمہ نے سلمی کو کہ کنیز آزاد کی ہوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی فرمایا کہ پانی میرے غسل کے واسطے تیار کر سلمی حکم بجا لائی حضرت
فاطمہ نے غسل کیا اور پوشاک پاکیزہ پہنی اور بستر اپنا حجرہ مین بچھایا اور بستر پر تشریف لیا کر رو بقبلہ لیٹین اور ہاتھ سر کے تلے رکھا او

اسما بنت عمیس کو بلا کر کہا کہ فلانی جگہہ کافور بہشت کہ میری باپ کی واسطی جبرئیل لایا تھا اور آپنی ایک حصہ اپنی واسطی لیا تھا اور
دو حصہ مجکو دیی تھی تو وہ لا کہ ایک حصہ اوس میں سے مین لگاؤنگی اور ایک حصہ علی کا ہو اسما بموجب فرمودہ کے حکم بجا لائی اور فرمایا مجھے اپنی
کپڑون مین دفن کیجیو اور قبر مین رکھیو اور مجکو برہنہ نہ کیجیو اور ارشاد کیا کہ اب تم میرے حجرے سے باہر جاؤ اور دروازہ بند کردو کہ مین اپنے اللہ سے
مناجات کرون اسما کہتی ہین کہ مین نے دروازہ بند کر کر کان اپنا دروازہ سے لگایا کہ سنون مین کہ حضرت خاتون کیا مناجات کرتی ہین کہ
حضرت فاطمہ نے گریہ وزاری اور مناجات بیچ درگاہ حضرت باری کی شروع کی کہ ای خدای تعالی بحرمت پدر بزرگوار میرے کی اور بحرمت
شوق دیدار میرے کی اور بحق درد دل مرتضی علی کی میری مفارقت سے اور بحق سوز حسن اور حسین کی میری مصیبت سے اوپر گنہگارون کے
میرے پدر بزرگوار کی امت سے رحمت کر اور سر گناہ سیہ کار بیچارہ لنسی درگذر پس مناجات کرتی ہوئی حجرہ عنا اور کلبہ فنا سے ساتھ
حجلہ بقا اور روضہ لقا کی انتقال فرمایا اور مضیق با وحشت دکلال سے طرف نزہت آباد قرب وصال کی تشریف لیگئین شاہزادون نے
یہ حال اپنی مادر شفیق کا دیکھکر کمال زاری اور بیقراری کی حضرت مرتضی علی گھر مین آئی اور یہہ ماجرا دیکھا اور کہا ای فرزند رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بعد جناب رسالت مآب کے صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ دل دردمند کو ساتھ تیری تسکین تہی تھا مین بعد تیرے
کسکے ساتھ تسکین دونگا اور حضرت علی بہت روئی اور نہایت غمگین اور پریشان ہوئی اور یہہ دو بیتین فاطمہ زہرا کی مرثیہ مین کہین

قطعہ لِکُلِّ اجْتِمَاعٍ مِنْ خَلِیْلَیْنِ فُرْقَۃٌ ۞ وَکُلُّ الَّذِیْ دُوْنَ الْفِرَاقِ قَلِیْلٌ یعنی ہر دو دوستون کی بیچ مین
جدائی ہونے والی ہے اور ہر بلا کہ ہے آسان ہے سوا جدائی کی بلا کے کہ بہت سخت ہے وَاِنَّ افْتِقَادِیْ فَاطِمًا بَعْدَ اَحْمَدَ
دَلِیْلٌ عَلٰی اَنْ لَا یَدُوْمَ خَلِیْلٌ ۞ اور تحقیق گم کرنا میرا فاطمہ کو بعد احمد کے جدائی سے صلی اللہ علیہ وسلم دلیل ظاہر ہے اسپر کہ
کوئی دوست کسی کا عالم مین ہمیشہ نہ رہے گا رباعی لذت وصل چشیدنی ہے ۞ اوسکی دیدنی غم جدائی ہے ۞ غرض
ہجر سخت ہے جز وصل ۞ نہین اس درد کی دوائی ہے ۞ القصہ حضرت علی نے بموجب وصیت فاطمہ زہرا کی اوسی
غسل سے کہ حضرت خاتون نے اپنی جیتے جی کیا تھا اور اونھین کپڑون مین دفن کیا اور قبر مین رکھا اور لکھتی ہین کہ یہہ
مخصوصات فاطمہ سے ہے یعنی یہہ بات اونہین کے لیے خاص تھی اور کسیکے لئے درست نہین ہے اور مشہور روایت یہہ ہے کہ
بموجب وصیت اور فرمودہ حضرت فاطمہ کے اسما بنت عمیس نے غسل دیا اور حسن اور حسین پانی لاتی تھی اور اپنی مادر غمگسار پر
ڈالتی تھی اور غم وفات مادر بزرگوار سے روتی تھی اور بموجب وصیت فاطمہ زہرا کی علی مرتضی نے گھوارہ یعنی جنازہ بنا کر رات ہی
کو دفن کیا اور قبر برابر کیا اور نماز جنازے کی حضرت علی نے یا عباس نے پڑھوائی صبح کو سب اصحاب اور اشراف حضرت علی کے

گلہ کیا کہ ہمین دفن کرنے کی خبر نہ کی حضرت علی نے عذر کیا کہ وصیت حضرت خاتون قیامت کی ایسی ہی تھی وفات زہرا کی بیر کے دن
منگل کی رات کو تیسری تاریخ رمضان شریف کی چہ مہینے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ہوئی عمر شریف آپکی انتیس
برس کی تھی اور قبر شریف آپکی موافق ایک روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے اور بسبب روایت دوسری کے بقیع میں اور
اب دونو مقام مین زیارت کرتے ہین اور دونو مقام مین قبر بنی ہوئی ہے یہہ بھی اثر آپکی عفت اور عصمت کا ہے کہ بعد موت کے دنیا مین ظاہر
کار ہا کہ کونسی ہے **فائدہ** حقیقت فاطمہ زہرا کی اولاد کی یہہ ہے کہ تین تو بیٹے ہین اور تین بیٹیان بیٹے حضرت امام حسن اور امام حسین
اور محسن اور بیٹیان زینب اور ام کلثوم اور رقیہ محسن اور رقیہ نے سن طفولیت مین وفات پائی یعنی بہت چہوٹے اور خمدہ سال تھے
کہ فوت ہوئے اور زینب کا نکاح علی مرتضی کے بھتیجے سے ہوا یعنی عبد اللہ بیٹا جعفر طیار کا اور ام کلثوم کا نکاح علی مرتضی نے
حضرت عمر ابن الخطاب کے ساتھہ کیا ہر چند کہ ام کلثوم بہت چھوٹی تھین اور عمر خطاب کے بہت بڑی عمر تھی لیکن حضرت عمر نے یہہ فائدہ
سمجھا تھا کہ میرا رشتہ اہل بیت سے ہوا اور یہہ شرف اور سعادت مجکو حاصل ہوا اور قیامت کو یہہ بات میرے کام آوے اور حضرت علی نے
یہہ فائدہ سمجہا تھا کہ عمر کے برابر کوئی شخص اس زمانہ مین مقرب اور مقبول خدا و رسول کا نہین ہے صلی اللہ علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مخزن پانچوان بیچ ذکر وفات اسد اللہ الغالب مظہر العجائب و الغرائب شیخ المشارق و المغارب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

اور بیچ ذکر وفات گل گلستان رسول سرور دل و جان جناب بتول مقبول بارگاہ ذی المنن حضرت امام حسن کے سلام اللہ علیہما
و علیہ ارباب سیر اور اصحاب خبر لکھتے ہین کہ بعد وفات حضرت سید کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰت و اکمل التحیات کی ابو بکر
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو برس اور تین مہینے خلافت کی اور ایک عالم کو ارشاد اور ہدایت کی بعد اسکے رنجور اور بیمار ہوئے بائیسوین
تاریخ جمادی الثانی کی منگل کے دن تیرھوان برس تہا ہجرت کا اس دنیا سے طرف دار بقا کی تشریف لے گئے اور عمر آپکی تریسٹھہ برس کی تھی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ بیچ دفن کئے گئے بعد انکے باتفاق سب اصحاب کے حضرت عمر فاروق رضی خلیفہ ہوئے اور حضرت عمر نے دین محمد کو
کمال رونق دی اور کوہ اور شہر اور بر اور بحر دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم معمور ہو گئے اور مناقب حضرت عمر کی احادیث افزون ہین
روایت ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ نے کیا ہے حق کو اوپر زبان عمر کے اور اوپر دل عمر کے اور عمر فرق کرنے
والا ہے کہ فرق کیا ہے اللہ نے ساتھہ اوسکے حق مین اور باطل مین روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے کہ اے
بہائی میرے نہ بہول نا ہمکو اپنی دعائے خیر مین اور فرمایا کہ عمر چراغ ہے بہشت کے لوگون کا اور حقیقت اونکی وفات پانے کی
یہہ ہے کہ ایک شخص تہا ابو لولو آتش پرست وہ مسجد مین آکر اندھیری مین مسجد کے کونے سے لگ کر کہڑا ہو رہا جب حضرت عمر مسجد مین

صبح کی نماز کے واسطے آئے اور لوگون کو نماز کے واسطے جگانے لگے ابو لولو نے خنجر مارا پہلو مین اور ران مین زخم آیا حضرت عمرؓ کی اور بدھ کے دن زخمی ہوئے تھے اور ہفتہ کو رحلت فرمائی چھبیسوین تاریخ ذی الحج کی اور تیئیسوین برس ہجرت کی اور مدت آپکی خلافت کے دس برس اور چھ مہینے اور چار دن ہین موافق ایک روایت کی۔ اور دفن کیے گئے حضرت عمرؓ بیچ روضہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سال حضرت عمرؓ کی عمر کی تریسٹھ تھے بعد اونکی وفات کی باتفاق سب اصحاب کے حضرت عثمانؓ ذو النورین خلیفہ ہوئے زیب و زینت رونق اسلام کو اونسے بھی بہت ہوئی اور مناقب حضرت عثمانؓ کے بھی بہت ہین کلام اللہ کو جمع کیا اس ترتیب سے کہ وہ مقبول خدا اور رسول مصطفے کا اور تمام اہل دنیا کا ہے روایت ہے عائشہ صدیقہ سے جس وقت کہ داخل ہوتا تھا عثمان اوپر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت اپنے بدن کی کپڑونکو جمع کر لیا کرتے تھے اور بدنکو خوب ڈھانک لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے آیا حیا نکرون مین اوس شخص سے کہ جس سے خدا کی فرشتے حیا کرتے ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن جاتا تھا ساتھ میرے عثمانؓ کہ نزدیک میرے اوس وقت ایک فرشتہ تھا کہا اوس فرشتے نے کہ عثمان شہید ہے قتل کریگی اسکو قوم اسکی اور ہم فرشتے حیا کرتے ہین اس سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ البتہ داخل ہونگے بہشت مین بغیر حساب کے ستر ہزار شخص بسبب شفاعت کرنے عثمانؓ کی اونکی واسطے اور حالانکہ وہ ستر ہزار آدمی ایسے گنہگار ہونگے کہ قابل اور لائق دوزخ اور نار کی ہونگے یعنی دوزخ مین جانا اونکی واسطے واجب اور مقرر ہو گیا ہوگا لیکن بسبب شفاعت عثمانؓ کے بہشت مین داخل ہونگے **فصل** جاننا چاہیے کہ قصہ حضرت عثمان کی وفات کا مختصر یہ ہے کہ ابن ابی شرح حضرت عثمانؓ کی طرف سے شہر مصر کا حاکم اور عامل تھا لیکن بے نہایت ظالم اور جاہل تھا مصر کے لوگون پر ظلم اور تعدی کمال درجے کی تھی بہانتک کہ سات سو آدمی مصر کے اور سردار وہانکے مدینہ مبارک مین بیچ خدمت حضرت عثمانؓ کے حاضر ہوئے اور اوسکا ظلم اور تعدی سب بیان کیا حضرت عثمانؓ نے محمد کو کہ بیٹے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ہین حاکم کیا اور فرمان حکومت کا اونکی نام لکھدیا اور اونکو ساتھ اوتھا اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین و انصار سے اور ساتھ مصر کے لوگون کے کہ آئے ہوئے تھے مصر کی طرف روانہ کیا اور ابن ابی شرح کی واسطے حکم بھیجا کہ وہ برطرف ہووے اور معزول ہووے تو وہ نامعقول معقول ہووے محمد بن ابی بکرؓ اور اہل مصر رخصت ہو کر مصر کی طرف روانہ ہوئے تین منزل چلے تھے کہ کیا دیکھتے ہین کہ ناگاہ ایک کالا سا شتر سوار دوڑاتے ہوئے اونٹ کو چلا جاتا ہے لوگون نے پوچھا تو کون ہے اور کہان جاتا ہے کہا اوسنے کہ مین غلام امیر المومنین عثمان کا ہون مصر کی حاکم پاس امیر نے مجھ کو بھیجا ہے لوگون نے کہا حاکم مصر کا تو ہم مین ہے یہ محمد ابن ابی بکرؓ کہا کہ مجکو ابن ابی شرح کے پاس بھیجا ہے پوچھا کوئی خط بھی تجکو دیا ہے اوسنے انکار کیا لوگون نے جو تلاشی کی تو اوسکی چھاگل مین سے خط عثمان کا نکلا کہ اوسپر مہر تھی حضرت

عثمان کی مہر لگی دیکھا تو اوسمین لکھا تھا جسنے محمد بن ابی بکر کو فرمان دیکر مصر کے لوگونکے ساتھ بھیجا ہے تو کسی حیلہ سے
محمد کو اور فلان فلان کو مصر کے لوگونمین سے قتل کیجو اور اپنی کام پر قایم رہیو یہ سب لوگ یہ دیکھکر حیران ہوئے اور غلام کو ساتھ
لیکر اولٹے مدینہ کو پھر آئے اور حضرت علی کو ساتھ لیکر حضرت عثمان کی خدمت مین حاضر ہوئے حضرت علی نے حضرت عثمان سے پوچھا
کہ یہ غلام کسکا ہے کہا میرا ہے پوچھا یہ اونٹ کسکا ہے کہا میرا ہے پوچھا یہ خط پر مہر کسکی ہے کہا میری ہے لیکن اللہ جانتا ہے کہ مجھکو خط لکھنے
کی اور مہر کرنے کی اور غلام کے جانے کی مطلق خبر نہین ہے سب لوگون نے خط کی نوشت مین اور اوسکے حرفون مین نظر کی
پہچانا کہ خط مروان کا ہے کہ وہ ہی حضرت عثمان کا منشی تھا اور مہر اوسکے پاس رہتی تھی اور مروان حضرت عثمان کا رشتہ دار بھی
تھا سب اصحاب کو حضرت عثمان کے قول کا یقین ہوا اور یہ بھی سب جانتے تھے کہ عثمان کبھی جھوٹی قسم نکھاوینگا حاشا کہ عثمان سے
ایسی بات ہوئی لیکن مصر والون کو اعتبار نہ آیا اور اونھون نے حضرت عثمان کے شہید کرنے کا دلمین ارادہ مصمم کیا اور مروان کو حضرت
عثمان سے طلب کیا حضرت عثمان نے مروان کو اونکے حوالہ نہ کردیا اس خوف سے کہ کہین مروان کو لوگ مار نہ ڈالین اصحاب سب ناخوش
ہو رنجیدہ ہوکر چلے آئے اور مصر کے اور کوفہ کے لوگون نے حضرت عثمان کے مکان کو گھیر لیا اور بلوہ عام ہوگیا اور حضرت عثمان
کے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور دانہ اور پانی بند کیا اور ہنگامہ کئی دن رہا ہرچند اصحاب لوگون کو فہمایش کرتے تھے اور سمجھاتے
تھے لیکن لوگ نہین مانتے تھے آخر کو حضرت عثمان نے کوٹھی پر چڑھکر پکارا کہ ای قوم تم مین علی ہی کہا نہین پھر کہا سعد ہے کہا نہین پھر حضرت
عثمان نے کہا کوئی علی کو میری مصیبت کی خبر کرے پس جب حضرت علی کو خبر پہنچی اور آپ نے جانا کہ عثمان تشنہ ہے اور پانی اوسکو نہین
پہنچتا اور لوگ اوسکی قتل کی فکر مین ہین تین مشکین پانی کی ساتھ کتنے لوگون کے بنی ہاشم اور بنی امیہ سے بھیجین پانی بدقت تمام حضرت عثمان
کے پاس پہنچا اور کئی غلام بنی ہاشم اور بنی امیہ کی زخمی ہوئے جب یقین ہوا حضرت علی کو کہ لوگ عثمان کو قتل کرینگے پس حضرت
امام حسن اور حضرت امام حسین اور قنبر کو کہ اونکا غلام ہے بھجوایا اور فرمایا کہ تم تلوارین باندھے ہوئے جاؤ اور عثمان کے دروازہ
پر کھڑے رہو اور خبردار کسو کو اندر جانے نہ دینا اور حضرت طلحہ نے اور حضرت زبیر نے اور بعضے اصحاب اور نے بھی اپنے بیٹونکو ساتھ
شاہزادونکی کردیا اور سمجھادیا کہ کسی فسادی کو پاس عثمان کے جانے نہ دیجیو اور اوسکی حفاظت قرار واقعی کیجیو پس دونون شاہزادون نے اور
اصحاب کے فرزندون نے آکر دیکھا کہ بلوہ عام اور غوغای تمام ہورہا ہے اور حضرت عثمان کے گھر کے اندر اوپر سے تیر مار رہے
ہین چنانچہ مروان کہ اندر تھا اوسکے بھی تیر لگا لیکن کارگر نہوا شاہزادون نے ہرچند مزاحمت اور محافظت کی لیکن ازبسکہ
ہجوم کثیر تھا اور سنگ اندازی اور تیر اندازی لوگ کر رہے تھے حضرت امام حسن کا چہرہ مبارک خون آلودہ ہوا اور محمد بن طلحہ کا

علی کا تیر خون آلودہ ہوا اور قنبر کے سر میں چوٹ آئی کہ سر اوسکا پھوٹ گیا پس یہہ حال دیکھکر محمد ابن ابی بکر کو خوف آیا کہ ایسا نہو کہ بنی ہاشم حسن اور حسین کا یہہ حال دیکھکر غصہ میں آوین اور جنگ عظیم در پیش آوے اور جو کہ ارادہ اپنا ہی قتل عثمان کا وہ نہو سکی پھر چلکر اور دو شخص کو مفسدون میں سے اپنے ساتھ لیکر حضرت عثمان کے گھر میں دیوار پر سے کود اجبکہ یہہ تین شخص گھر میں پہنچے اوسوقت حضرت عثمان کلام اللہ کی تلاوت کرتے تھے اور لوگ حضرت عثمان کے ساتھ کی کوٹھون پر چڑھی ہوئی تھے اور دونون شاہزادے دروازہ پر تھے الغرض کسیکو خبر نتھی کہ اندر کیا ہوتا ہے پس محمد ابن ابی بکر نے حضرت عثمان کی داڑھی پکڑی حضرت عثمان نے فرمایا واللہ اگر دیکھتا تجکو باپ تیرا اسحالین کہ تو مجھسے درپیش آیا ہے بہت تجسے بیزار اور خفا ہوتا یہہ سنکر محمد کا ہاتھ ڈھیلا پڑا اور حضرت عثمان کو چھوڑ دیا پس وہ دو شخص انسان صورت شیطان سیرت نزدیک حضرت عثمان کے ہوئے اور اوس امام بررہ اور قاتل فجرہ کو مقتول اور شہید کیا شمشیر دغا اور تیغ جفا سے اور قطرہ آپکے لہو کے قرآن شریف کے اس آیت پر پڑے فسیکفیکہم اللہ وہو السمیع العلیم یعنی آیت کے یہہ ہین کہ پس قریب ہے کہ کفایت کریگا اور عوض لیویگا تیرا اللہ ان لوگون سے اور وہ یعنی اللہ سننے والا ہے اور جاننے والا ہے پھر محمد اور وہ دونون قاتل بھاگ کر دیوارون پر سے اوتر گئی بی بی حضرت عثمان کی جو آپکی پاس تھی کوٹھی پر چڑھکر چلائی کہ امیر المومنین قتل کیا گیا اور شہید ہوا پس داخل ہوئی گھر میں جو لوگ پایا اونکو ذبح کیا گیا اور وہ جماعت بدخواہون اور شیاطین کی متفرق اور منتشر ہوگئی اور پہونچی یہہ خبر حضرت علی اور طلحہ اور زبیر اور سعد کو یہہ سب اور مدینہ کے لوگ ملکر حضرت عثمان کے گھر آئی اور اون کو دیکھکر کہا انا للہ و انا الیہ راجعون اور روئی اور عقلین سب کی گم ہوگئین کہ یہہ کیا ہوگیا کہ امیر المومنین یون مظلوم شہید ہوا حضرت علی نے غصہ میں آکر حضرت امام حسن کو طمانچہ مارا اور حضرت امام حسین کے سینہ میں ہاتھ مارا اور حضرت طلحہ اور زبیر کی بیٹون کو سخت اور سست کہا اور فرمایا کہ کیونکر خلیفہ رسول خدا کا صلی اللہ علیہ وسلم مارا گیا اور تم دروازہ پر بیٹھے رہے حالانکہ اسواسطے بھیجا تھا کہ اوسکو دشمنون سے بچاؤ اور اوسکی خوب سی محافظت کرنا سب نے عذر کیا کہ ہم دروازہ پر تھے اور اندر کسی کو جانے نہ دیتے تھے معلوم نہیں کہ پیچھے کی ہمکو خبر نتھی پھر حضرت مرتضی علی نے حضرت عثمان کی بی بی سے جاکر پوچھا کہ یہہ ماجرا کیونکر ہوا کہا اوسنے کہ دو شخص آئی گھر میں اور ساتھ اونکے محمد ابن ابی بکر تھا اور اون دونون شخصون نے قتل کیا حضرت شاہ نے محمد سے کہا کہ یہہ کیا کہتی ہے اوسنے کہا یہہ جھوٹی نہین ہے تحقیق قسم خدا کی کہ مین داخل ہوا تھا عثمان پر اور مین نے ارادہ کیا تھا کہ قتل کرون عثمان نے میرے باپ کا ذکر کیا پس مین نے چھوڑ دیا اور توبہ کی طرف اللہ کے اور وہ دو شخص مارکر نکل گئی اور بھاگ گئی خدا جانے کہان گئی روایت ہے کہ مروان اپنے پسر کو ساتھ لیکر ہنگامہ میں نکل گیا اور بھاگ گیا الغرض وفات حضرت عثمان کی جمعہ کے دن اٹھارہوین تاریخ ذی الحجہ کی پینتیسوین تاریخ ہوئی اور اکثر روایتون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ایام تشریق کے بیچ مین وفات ہوئی ہے گیارہوین بارہوین

تیرہویں ہے واللہ اعلم بالصواب اور برس ہجرت کے تھے پینتیس اور عمر انکی تھی اسی اور دو برس کی یعنی بیاسی برس کی اور حشر کو کب
ہین کہ بقیع مین جسکا نام ہے دفن کئی گئے اور بارہ بارس او بارہ دن کم خلافت کی ہے فایدہ پھر دوسرے دن حضرت عثمانکی وفات
سو سب اصحاب نی متفق ہو کر حضرت علی کو خلیفہ کیا اور سب نی حضرت شاہ محبوب الٰہی سے بیعت کی لیکن بعضی اصحاب کو شبہا اور وغدغہ دلمین
رہا کہ حضرت عثمانکو حضرت علی نی قتل کروایا ہے اور عثمان کے قاتلونکو علی نی چھپایا ہے اب حضرت طلحہ اور حضرت زبیر مکہ کیطرف گئی اور حضرت
عایشہ صدیقہ کہ حج کیواسطی گئین ہوئین تھین اونسی ملی اور قصہ حضرت عثمانکی قتل ہونیکا اور حضرت علی کے خلیفہ ہونیکا سب کہا اور تہمت قتل
عثمان کی حضرت علی پر کی اور حضرت عایشہ کو او پر مخالفت حضرت علی کی برانگیختہ کیا اور سب طرفون سے لوگون کو بلایا اور جمع کیا اور لشکر
کشی کر کر بصرہ کو آئی اور مشہور کیا کہ ام المومنین عایشہ صدیقہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی علی سے قصاص عثمان کا چاہتی ہین اور عثمان کے
قاتل کہ علی نی چھپا رکھی ہین اونہونکو طلب کرتی ہین اور مانگتی ہین چونکہ علی قاتلونکو نہین دیتے اسواسطی لڑائی ٹھہری ہے تو امر حق ظاہر ہووے
پس جبکہ یہہ خبر حضرت علی کو پہونچی اپنے رفیقون اور دوستون اور خادمونکو ہمراہ رکاب کے لئی ہوئے عراق کی طرف روانہ ہوے بصرہ کے پاس
ملاقات کی حضرت عایشہ اور طلحہ اور زبیر سے اور عذر درمیان مین لائے اور کہا کہ عثمان کے قاتل میرے پاس نہین ہین اگر مجکو معلوم ہوتے
تو مین خود اون سے امیر المومنین عثمان کا قصاص لیتا القصہ شبہ علی کیطرف سے کہ دلونمین تھا بالکل رفع نہوا اور جانبینونکی جنبیون سے لڑائی
ہوئی اسواسطی کہ حضرت عایشہ کی طرف بھی وہ اصحاب تھی کہ جنکی واسطی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی خبر دی ہے کہ بہشت ان لوگون پر
واجب ہے اور ایسی ہی حضرت مرتضی علی کیطرف تھی کہ اونکو بشارتین بہشت کی دین ہین آخر الامر دونون فریق مین جنگ عظیم ہوئی
آخر کی لڑائی مین کہ جسکو جنگ جمل کہتی ہین عایشہ صدیقہ جمل پر یعنی اونٹ پر کجاوہ مین سوار تھین اور گرد اونکی شیران کارزار اور دلیران
شیر شکار حاضر تھی اور آتش جدال اور قتال کی شعلہ زن تھی غازی ان دونون طرف کی داد شجاعت کی دیتے تھے بہادران دونون گروہ نے
بیچ مردی اور مردانگی کی کوشش اور کشش کی کہ زبان قلم کی اوسحال کی لکھنی سے زخمی ہوتی ہے اور شگاف کھاتی ہے اور مالک اشتر نی کہ
سپہ سالار فوج حیدر کرار قاتل کفار کا ہے نہایت کی مرتبہ مین جرأت اور دلاوری کی آخر کو حضرت عایشہ کی اونٹ کی پاون کٹ
گئی اور اونٹ گرا حضرت علی نے محمد ابن ابی بکر کو عایشہ صدیقہ کے اونٹ کی پاس بھیجا تا اپنی بہن کی حفاظت کری اور جب پھر گئی
ام المومنین کی نوبت فتح یاب ہونے جناب ولایت مآب کی یہہ ہوا کہ حضرت علی نے حضرت عایشہ صدیقہ کو باعزاز
واکرام تمام مدینہ منورہ کو بھجوایا تا اپنی مکان مین بعزت وحرمت رونق افزا ہین روایت ہے کہ جنگ جمل مین
ستر ہزار آدمی حضرت عایشہ کی طرف کی اور تین ہزار آدمی حضرت علی کی طرف کے کام آئے روایت ہے کہ

ایکدن حضرت عایشہ مدح اور تعریف حضرت علی کی کرتی تھین کہ لوگون نے کہا کہ تمنے کیون اوسی جدال اور قتال اور لڑائی
ٹھرائی ہی حضرت عایشہ رو دین اور کہا کہ مجھسی خطا ہوئی اور مینے توبہ کی اللہ کی طرف اور فرمایا کہ علی نزدیک میری سب سی بہتر اور
اوچھا ہی پھر حضرت شاہ شجاعت دستگاہ بصرہ سے کوفہ کو تشریف لائی معاویہ بن ابی سفیان نے ملک شام کی فوجین لیکر حضرت علی
پر خروج کیا اور قصاص عثمان کا حیلہ اوٹھا کر حضرت شاہ ولایت پناہ سی ارادہ جنگ کا کیا کوفہ سی حضرت علی چلی اور شام سی امیر
معاویہ صفین مین آکر مقابلہ ہوا کتنی مدت لڑائی در پیش رہی اور صفین ایک مقام کا نام ہی آخر کی لڑائی مین کہ جسکو لیلۃ الہریر کہتی
ہین حضرت شاہ دلدل سوار شہسوار میدان کارزار شہامت و صرامت پناہ جلادت و بسالت دستگاہ قامع باب خیبر قاطع بنیان
ہر ستمگر رافع اعلام شرع مصطفے دافع اقوام جور و جفا ناصر دین سید المرسلین قاہر اعدائے دین متین اسد اللہ الملک العلام قاتل اہل و غار ملک شام
غالب کل غالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھوڑے پر سوار تھی اور دستار مبارک نبوی سر مبارک سے بندھی
ہوئی تھی اور داد دلاوری اور اسد اللہ کی میدان کارزار مین دیتی تھی کہ ایک مرتبہ اون شیر کردگار حیدر کرار نی ساتھ دس ہزار
سوار کار دیدہ اور جنگ آزمودہ کی اوپر قوم بغی اور فساد کی اور اہل شقاق و عناد کی حملہ کیا صفین کی صفین دشمنونکی برہم مارین اور الٹ
دین اور کشتون سی پشتی بنا دی اور نالہ خون کی بہہ گئی کہ دست و پا گھوڑونکی بسبب پامال ہونی خون کی ایسی معلوم ہوتی تھی کہ گویا مہندی لگی
ہین اور بازو لشکر شام کا ٹوٹ گیا اور قوت حس حرکت شامیونکی زایل ہوئی امیر معاویہ نے عمر عاص سی کہا کہ وہ اونکا وزیر اور مصاحب
ہے یا ابا عبد اللہ آج کی دن استقامت اور صبر کیا چاہیئی تو کل کو ہم فخر کرین گی عمر عاص نے کہا کہ سچ کہتی ہین لیکن آج موت برحق ہے
اور زندگی باطل اگر ایک حملہ ایسا ہی حیدر کرار شیر پروردگار نی اور کیا تو پھر ہم مین سے ایک بھی باقی نرہیگا اور اوسدن مالک
اشتر نے بہت دلاورون اور پہلوانون کو بی سر دیا کیا اور بہت لوگ سپاہ نصرت پناہ کی بھی گلگونہ شہادت سی سرخرو ہو کر
عودا الی ابطرف دار القرار کی راہی ہوئی بعد اسکی پھر دونو لشکر مانند دریای اخضر کی موج مارنی لگی اور مثل دو کوہ فولاد کی ایک دوسر
پہ حملہ کیا اور آوازہ نقارہ رعد مثال سی ان زلزلۃ الساعۃ لشی عظیم کا مضمون روشن ہوگیا اور حقیقت لکاد السموت یتفطرون
دلون پہ کھل گئی اور گرد و غبار سیاہ سے درمیان آسمان زمین کی سیاہی چھا گئی سردار اسلام کی مقابل مخالفونکی تکبیر کہتی ہوئی بیچ بناہ
نصر من اللہ وفتح قریب کی کوشش مین تھی اور آتش حرب کی نہایت تیز اور گرم ہوئی حال جنگ کا یہانتک پہنچا کہ سوار پیادہ ہوئی اور زانو
زمین پر ٹیک کر خنجر و نیزہ اور تلوار سی لڑتی تھی اور ہزارون خنجر زمرد پیکر خون دلاورون سی شنگرف گون ہوی اور سیاہی غبار مین کچھ کسیکو نہ سوجھتا
تھا اور اوسدن نماز ظہر کی فقط اشارونسی ہوئی یہان تک کہ آفتاب غروب ہوگیا لیکن جنگ قایم رہی اور علم گر گئی اور نیزی اور تلوارین ٹوٹ گئین

ولاور اور بہادر باہم دست و گریبان تھی اور خنجر اور تیغ افشان تھی روایت ہے کہ بوڑھے بوڑھے لوگ ملک شام کے بیچ لیلۃ الہریر کے بیچ
اثنای دار و گیر کی یعنی بوقت کشت و خون کے روتے تھے اور چلاتے تھے اور کہتے تھے خدا کے واسطے لڑائی موقوف کرو اور خدا سے ڈرو کہ ہزارہا مرد دنیا میں کچھ تھوڑے
سے باقی رہے ہیں رحم کرو اور ہمارے زنوں اور فرزندوں پر بخشش فرماؤ کوئی نہ سنتا تھا کہ یہ کیا بکتے ہیں ایک روایت میں حضرت شجاعت مآب کرامت
انتساب صاحب ذوالفقار حیدر کرار نے پانسو تینتیس ملاعین کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا اور ایک یہ روایت ہے کہ زیادہ نو سو کو قتل کیا تھا اور جب
صبح ہوئی اور آفتاب بلند ہوا اس وقت قتال و جنگ موقوف ہوئی موافق ایک روایت کے لیلۃ الہریر میں چھتیس ہزار آدمی طرفین کے کام آئے
اور موافق دوسری روایت کے دو ہزار اور اکثر آدمی سپاہ ظفر پناہ شاہ عالی جاہ کی اور ساٹھ ہزار آدمی طرف ثانی کے قتل ہوئے اور ان سب لڑائیوں
میں کل آدمی حضرت شاہ جلالت دستگاہ کی طرف کے قریب پینتیس ہزار کے اور طرف ثانی کی فوج سے ایک لاکھ اور قریب بیس ہزار کے قتل ہوئے اور مارے
گئے الغرض لیلۃ الہریر کی صبح کو یعنی جبکہ وہ رات تمام ہو چکی معاویہ ابن ابی سفیان نے خط ایسا کہ جس میں کمال عاجزی اور منت داری لکھی تھی
بیچ خدمت سراپا بجرات امام المسلمین امیر المومنین کے بھیجا اور صلح اور معاف کرنا چاہا حضرت شاہ انجم سپاہ نے در جواب اسکو باتیں سخت اور درشت
لکھیں اور اس دن مردم طرفین کی کشتونکی لاشیں اٹھاتی میں اور دفن کرنے میں مشغول رہے اور حضرت علی شیر کردگار نے اپنے لشکر ظفر پیکر کو
حکم دیا کہ کل کی لڑائی کے واسطے اسباب اور آلات حرب و جنگ کی تیار کرو کہ کل پھر جنگ اور پاس ناموس و ننگ در پیش ہے اور ابن
ابی سفیان کی فوج میں خوف اور ہراس کمال تھی اور امیر معاویہ یہ حکم امیر کبیر روشن ضمیر کا سنکر مانند بید کے لرزان اور بہت حیران
و پریشان تھا کہ عمر عاص کو بلا کر کہا کہ کچھ حیلہ کیا چاہیے تو شاہ مردان شیر یزدان کے ہاتھ سے مخلصی ہو اور جان بچے عمر عاص نے یہ تدبیر کی کہ
لڑائی کے دن جس وقت صفین طرفین کی فوج کے مقابل استادہ ہوئیں قریب پانسو کے قرآن شریف نیزوں اور بھالوں کے سر سے
بلند ہوئے اپنی فوج میں اور سردار قوم شام کے ساتھ کمال عاجزی کی آگے آئی فوج شیر خدا علی مرتضی کے اور متصل ہو کر باواز بلند کہا کہ
ای قوم عرب کے خدا سے ڈرو اور اپنے زن و فرزند پر رحم کرو اور ہاتھ جنگ اور لڑائی سے باز رکھو نہیں تو جب تم سب فنا ہو جاوگے تو پھر
فوج روم اور فارس کی آکر سب تمھارے زن و فرزند کو پکڑ کر لیجاوے گی اور اسیر اور دستگیر کریگی اور دیکھو یہ کہ ہم میں
اور تم میں قرآن درمیان میں ہے اور ابو الاعور کہ سپہ سالار تھا معاویہ کی فوج کا قرآن شریف سر پر رکھکر بیچ میں دونوں فوجوں
کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر آ کھڑا ہوا اور کہا یہ کتاب خدا کی ہم میں تم میں حاکم ہے اور ہمارے تمھارے درمیان میں
ہے حضرت شاہ حقایق آگاہ ہر چند فرماتے تھے اپنی فوج کے لوگوں سے کہ یہ مکر اور فریب ہے اور یہ اپنی جان بچانے کے لیے
حیلہ کرتے ہیں والا خدا سے کریم اور قرآن عظیم سے کب یہ ڈرتے ہیں لوگ کہ لڑائیوں سے بہ تنگ آگئے تھے اور اکثر معاویہ

کیطرف سے مال رشوت کا اوڑا گئے تھے اور لشکر اس حیلہ سے بھی فریب کہا گئے تھے صلح پر راضی ہو گئے اور خواہ مخواہ صلح
کروا دے اور آخر کو ایسا ہی ہوا کہ جو حضرت شاہ ولی آگاہ نے فرمایا تھا کہ طرف ثانی عہد و پیمان پر قایم نرہیگا اور ہوا بعد اوسکے جو کچھ
کہ ہونا تھا گئی امیر معاویہ بطرف شام کی اور حضرت ولایت مآب طرف کوفہ کی اور آپ نے کوفہ مین رہنا اختیار کیا پھر خوارج نے یعنی خارجیون
قوم نے خروج کیا حضرت حیدر کرار قاتل اشرار نے نہروان پر جاکر اونکی فوج سے مقابلہ کیا جنگ عظیم درپیش آئی آخر کو حضرت شاہ ولایت
مہر امارت نے فتح پائی اور سردار اوس قوم کا مارا گیا کہ وہ پستان دراز رکھتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی خبر دی تھی کہ علی سے لڑیگا
اور مقتول بھی وہ ہوگا فایدہ جاننا چاہیے کہ احوال ان لڑائیون کے بیشمار ہین اور کرامتین اور شجاعتین حضرت علی سے ظاہر ہوئین بسیار بیشمار
ہین یہہ کتاب مختصر گنجایش اونکی لکھنے کی نہین رکھتی علاوہ یہہ ہے کہ اختصار اور تھوڑا بیان کرنا ایسے مقام مین لایق اور مناسب ہے اسواسطے کہ فرمایا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت ذکر کیا جاوے میرے اصحاب کا بس چاہیے کہ خاموش اور چپ رہو تم غرض یہہ کہ مبادا کہین تم سے کسی
کے جناب مین گستاخی اور بے ادبی کا حرف صادر ہو وے کہ اوسکا مواخذہ اور عذاب بڑا ہے اور دوسرا یہہ کہ مقصود اصلی اور مطلوب
دلی مرتب کرنے اور لکھنے اس کتاب سے ذکر شہادت حضرت سید الشہدا حسین ابن علی مرتضی علی جدہ و علیہ السلام کا ہے اور باقی احوال تھوڑے تھوڑے
اسلیے لکھے گئے تو تمہید اور ترتیب کتاب کی استوار رہے اور مطالعہ کرنے والا اسکا اول و آخر قصہ سے خبردار رہے تو بہرہ کافی اور حظ وافی
حاصل کرے **فصل** جاننا چاہیے کہ مہر سپہر ولایت ماہ فلک ہدایت کرامت مآب شہامت انتساب امام المشارق والمغارب علی ابن
ابی طالب کرم اللہ وجہہ عابد زاہد عالم فاضل تھے اور عارف قانع حافظ عامل تھے جری شجاع جواد کریم اور خلیق رحیم شریف
حلیم تھے حکایات عجیبہ آپکی سب کتابون مین مسطور ہین اور کرامات غریبہ سارے عالم مین مشہور ہین فصاحت اور بلاغت مین وحید
زمان اور معرفت اور ولایت مین فرد دوران تھے علم صرف کا اور نحو کا اور سوا اسکے سب آپ نے مرتب کیا ہے اور اہل اسلام کے عالمون
نے اکثر آپکے قولون پر فتوی دیا ہے اہل بیت اور سب اصحاب آپکی مدح خوان ہین اور اولیا اور اہل معرفت آپکی نام
پر دل و جان سے قربان ہین حضرت عمر نے بارہا حق تعالے سے یہہ دعا کی ہے کہ خدایا اوس زمانہ مین مجکو نہ جلانا کہ جس
زمانہ مین علی ابن ابی طالب نہووے اور یہہ بھی بارہا کہا ہے اگر نہوتا علی تو ہلاک ہوتا عمر اکثر قضایا آپ نے ایسی فیصل
اور حل کیے ہین کہ کسی کے عقل مین نہ آئی تھی اور اصحاب اونکو سنکر گھبرا گئے تھے ناصر اور معین اور مددگار حضرت
ابوبکر کے اور حضرت عمر کے اور حضرت عثمان کے حضرت علی تھے حضرت سید الابرار کے وصی اور جناب کردگار کے
ولی تھے روایت ابن عباس سے ہے کہ نہین نازل ہوئین اسقدر آیتین کسیکی شان مین کلام اللہ مین کہ جسقدر علی کی شان

مین نازل ہوئی ہین کہا ابن عباس نے کہ تین سو آیت علی کی شان مین ہین فرمایا حضرت علی نے جو آیت کلام اللہ کی ہے مین جانتا ہون کہ
کب نازل ہوئی اور کس مقدمہ مین اور کس مقام مین اور کس کے شان مین نازل ہوئی حق تعالے نے مجکو دل عقل کا بھرا ہوا اور زبان فصیح گویا
عطا فرمائی ہے روایت ہے کہ ابن ملجم کہ حضرت علی کے لشکر ظفر اثر مین رہتا تھا ایک سفر مین اوسکا گھوڑا گم ہو گیا آپکی خدمت مین آکر گھوڑا
طلب کیا آپنے اوسکو دیکھکر فرمایا کہ مجکو اسکے ساتھ ارادہ عطا ہے اور اسی کے ہاتھ سے میری قضا ہے فایدہ جاننا چاہیے کہ اسد الجبار حیدر کرار
عنقریب زمانہ وفات کی ایک رات حضرت امام حسن کے گھر اور ایک رات حضرت امام حسین کے گھر اور ایک رات حضرت عبد اللہ ابن جعفر کے گھر کہ
آپکے بھتیجے تھے روزہ افطار کیا کرتے تھے اور تین لقمون سے زیادہ نہ تناول کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ دوست رکھتا ہون مین یہہ کہ
خدا سے ملاقات کرون حالانکہ پیٹ میرا خالی ہو طعام سے اور سبب آپکی وفات کا یہہ ہے کہ عبد الرحمن ابن ملجم اور برگ تمیمی
اور عمر تمیمی کہ یہہ تینون خارجی تھے مکہ مبارکہ مین ایک جا جمع ہوئے اور مشورت اور مصلحت کی آپسمین کہ تین شخصون کو قتل کیا چاہیے
علی کو اور معاویہ کو اور عمر عاص کو تو ہمارے دل بھی خوش ہووین اور بندے خدا کی راحت و آرام پاوین ایک ایک شخص نے ایک
ایک کے قتل کا ذمہ کیا ابن ملجم نے علی مرتضے کا اور برگ نے معاویہ کا اور عمر نے عمر عاص کا اور یہہ بات آپسمین ٹھہرائی کہ سترہوین تاریخ
رمضان کے رات کو وقت چاہیے کہ تینون سے یہہ تین کام بن آوین برگ دمشق کو گیا کہ وہان امیر معاویہ کا مقام تھا اور عمر مصر کو
روانہ ہوا کہ وہان عمر عاص کا مکان تھا اور ابن ملجم کوفہ کو آیا کہ وہان شیر الٰہی ولایت پناہی تشریف رکھتے تھے ابن ملجم جو نہین کوفہ
مین داخل ہوا نظر اوسکی ایک عورت صاحب جمال پر پڑی دل اوسکا فریفتہ اور جان اوسکی شیفتہ ہوئی ابن ملجم نے اوس سے پیغام نکاح
کا کیا عورت نے کہا کہ مہر میرا تین ہزار درم اور ایک غلام اور ایک لونڈی اور قتل کرنا علی کا ہے اوسنے سب قبول کیا اور کہا کہ مین اسی
کام کے واسطے کوفہ آیا ہون عورت نے کہا کہ مین تیرے ساتھ ایک مددگار کر دیتی ہون شبیب بن بجرہ اشجعی کو کہ خارجی ہے اوسکو متفق کر دیا
اور نام اوس عورت کا قطام قوم خوارج مین سے ہے اور خاوند اوسکا نہروان کی لڑائی مین جہنم واصل ہوا تھا کہ حضرت علی کی فوج نے اوسے مارا
تھا الغرض سترہوین تاریخ رمضان کو برگ نے دمشق مین امیر معاویہ کو زخمی کیا امیر معاویہ نے چند روز مین شفا پائی اور برگ کو بہت زبون
حال کر کر اور اذیت دیکر مروا ڈالا اور عمر نے مصر مین خارجہ عامری کو بگمان عمر عاص کے شبہ مین مار ڈالا اوس رات عمر عاص کے
شکم مین درد تھا خارجہ کو اپنی طرف سے مسجد مین بھیجا تھا کہ امامت کرے سجدہ مین وہ تھا کہ عمر تمیمی نے ساتھ ایک
ضرب شمشیر کے کام اوسکا ادا کیا پھر تمیمی پکڑا گیا اور مارا گیا اور کوفہ مین ماجرا یہہ ہوا کہ سترہوین تاریخ رمضان کی
رات کو حضرت ولایت منقبت نور اللہ بدر الدجی صاحب لوا علی مرتضے کے تئین عجب حالت

حالت شوق و ذوق عالی تھی اور بیتابی تھی اور اضطراب عاشقانہ دمبدم ترقی پر تھی کبھی صحن خانہ مین آتے تھے اور کبھی اندر جاتے تھے اور بار بار نظر طرف آسمان کے کرتے تھے اور زبان کرامت بیان سے فرماتے تھے کہ قسم خدا کی نہین جھوٹا مین نہین جھوٹا مین یہ وہی رات ہے کہ جسکا مجھ سے حق تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اور کہا حضرت امام حسن نے کہ بیٹا مین نے آج کی رات سید اولین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکی امت کے ہاتھ سے مجھکو کسقدر تکلیفین اور مشقتین پہنچی ہین فرمایا کہ تو ان پر بد دعا کر مین نے یہ دعا کی کہ خدایا مجھکو جو ان سے بہتر ہون انکی صحبت نصیب کر اور جو کہ مجھ سے بدتر ہون انکو ان پر قائم کر بعد اسکے عالیجناب شاہ بو تراب نے مخدا طر کو اور بعد ابی آل اور اولاد اور احباب اور رفقا کو قرار دیکر قصد مسجد کا کیا **بیت** رخت بربستیم و دل برداشتیم ؛ صحبت دیرینہ را بگذاشتیم ؛ **مثنوی ہندی** دلکو صحبت سے اب جدائی ہے ؛ لو میری جان ہم تو جاتے ہین ؛ بطخین چیخ کر چہرۂ مبارک کیطرف رخ کر کر لگی چلانے اور شور مچانے اور بعضے لوگ لگے اونکو ہانکنے فرمایا آپنے کہ چھوڑ دو انکو اور کچھ مت کہو کہ یہ مجھپر نوحہ کرتی ہین اور رو رہی ہین القصہ حضرت شاہ دل آگاہ دولت خانہ سے قریب صبح کے اندھیرے مین برآمد ہوئے اور مسجد کو چلے اور کہتے جاتے تھے الصلواۃ الصلواۃ چون آپ مسجد کے دروازہ مین داخل ہوئے شبیب نے حملہ کیا اور تلوار چلائی کہ وہ تلوار دروازہ پر پڑی کہ دوسری ضرب تلوار کی ابن ملجم نے دی اوسنے پیشانی سے لیکر دماغ تک کاٹا اور آپ نے فرمایا فزت برب الکعبۃ یعنی مخلصی پائی مینے نے اور اپنی مراد کو پہونچا مین قسم ہے رب کعبہ کی اور شبیب بھاگ کر اپنے گھر مین جا چھپا بنی امیہ مین سے ایک مرد تھا کہ اوسنے جا کر شبیب کو قتل کیا اور دوزخ کو بھیجا اور ابن ملجم کو لوگون نے گھیر کر پکڑ لیا اور تلوار جو ہاتھ مین تھی اور اوس ملعون کو حضرت قتیل تیغ جفا شہید عشق خدا بازوی محمد مصطفا علی ولی مرتضی سلام اللہ علی محمد و علیہ کے روبرو لائے آپنے اوسکو دیکھکر فرمایا کہ جسوقت مین وفات پاؤن اسکو قتل کیجو اور جو مین بچا تو جیسی میری سمجھ مین آویگا ویسے کرونگا مگر جو مین کھاؤن پیون اسکو کھلانا پلانا اور کچھ اذیت نہ دینا دونو شاہزادے نالان اور گریان بیقرار اور زار و نزار آئے اور اپنے پدر بزرگوار کے تلوون سے آنکھین ملتے تھے اور بے اختیار روتے تھے اور شہر کوفہ مین واویلا اور وا مصیبتا کا شور تھا **رباعی** افغان کہ راحت دل آرام جان برفت ؛ شاہ زمان و قدوۂ خلق جہان برفت ؛ غم شد محیط مرکز دلہا ز ہر طرف ؛ کان مرکز محیط کرم از میان برفت ؛ **رباعی ہندی** افسوس راحت دل آرام جان گیا ؛ شاہ زمان قدوۂ اہل جہان گیا ؛ غم کا فلک یہ مرکز دل پر ہوا محیط ؛ وہ آفتاب شرف الہی کہان گیا ؛ بعد اسکے آپکو دولت خانہ مین لائے آپنے اپنے اہل و عیال کو جمع کر کر نصیحتین اور وصیتین فرمائین اور پھر کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنا شروع کیا اور سوا اسکے پھر بیچ مین کچھ کلام نہین فرمایا یہانتک کہ اس جہان بے بنیان سے روضۂ رضوان کو خرامان ہوئے اور ستر ہوین تاریخ رمضان کی آخر شب زخمی ہوئے

ہوئی تھی اور بیسوین تاریخ اتوار کے دن رات کو وقت وفات پائی اور رات ہی کو دفن کئے گئے اور قبر آپکی بے نشان رکھی اور ہموار
کر دی تا خارجی لوگ کچھ بے ادبی نکرین اور بہت صحیح روایت ہی کہ آپ کا مزار نجف اشرف مین ہی کہ جہان اب زیارت گاہ ہی اور ایک روایت
یہہ ہے کہ حضرت امام حسن رضؓ آپکی تابوت کو مدینہ کو لے گئے اور ایک روایت یہہ ہی کہ لیجاتے تھے مدینہ کو کہ رات کو وقت وہ اونٹ کہ جسپر آپکا
تابوت تھا رات کو غائب ہو گیا عراق کے لوگ کہتے ہین کہ وہ تابوت آسمان کو ابر مین چلا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ پہاڑون مین چھپ
گیا اور عمر شریف آپ کی تریسٹھہ برس کی تھی اور ہجرت کا برس چالیسوان تھا کہ آپ کا وصال ہوا بعد آپکے انتقال کے ابن ملجم ملعون کو
قتل کیا اور حضرت علی کے دوستون اور مخلصون نے بوریے مین اوسکو رکھہ کر پھونک دیا اور خلافت حضرت شاہ عالی جاہ نے
چار برس اور نو مہینے کی **فائدہ** جاننا چاہیئے کہ نکاح حضرت علی خدا کی ولی نے نو کئے تھے جبتک حضرت بتول عذرا فاطمہ زہرا رضؓ قید حیات مین
رہین کوئی نکاح اور نہین کیا اور بعد اونکے آٹھہ نکاح کا اتفاق پڑا اور بیٹے آپ کے ستائیس ہین امام حسنؑ امام حسینؑ محسن حضرت فاطمہ سے
اور عثمان عباس جعفر عبد اللہ ام البنین سے ابوبکر کہ یہہ پانچون کربلا مین ہمراہ رکاب جناب شہادت مآب حسین ابن ابی تراب کے شہید ہوے اور
بعضے روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ چھہ فرزند حضرت مرتضی علی کے کربلا مین شہید ہوے سواے حضرت امام حسین کے اور بھی ہون محمد اکبر محمد اوسط اور
محمد اصغر محمد حنفیہ عمر اور نسل آپکی پانچ بیٹون سے جاری ہے امام حسن امام حسین محمد حنفیہ عباس عمر اور بیٹیان آپکی سترہ ہین زینب
اور کلثوم حضرت فاطمہ زہرا سے اور باقی اور بیبیون سے ہین واللہ اعلم **فصل** جاننا چاہئے کہ نور دیدہ نبی فرزند پسندیدہ علی محبوب عالم
سر علم حضرت امام حسن سلام اللہ علی النبی و علیہ سید حکیم علیم زاہد عابد صاحب حسب وقار و حشمت جواد حلیق عارف صاحب کرامت تھے منقول
ہی کہ کہا حضرت امام حسن نے حیا آتی ہی مجھکو کہ مین خدا سے ملاقات کرون اور نہ چلے پا پیادہ حج خدا کے واسطے نہ کیا ہو پھر آپ نے پا پیادہ سفر کر کے پچیس حج
کئے اور گھوڑے کوتل آپ کے آگے چلتے تھے روایت ہی کہ آپ نے ایک شخص کو سنا کہ خدا تعالی سے دس ہزار درم مانگتا ہے آپنے اپنے پاس سے اوسکو بھیج دئے
روایت ہی کہ ایک شخص آپ کی خدمت مین آیا اور حال اپنے فقر و فاقہ کا بیان کیا اور کہا کہ مین پہلے مالدار تھا اور اب محتاج
ہون آپنے فرمایا تیرے لایق دینے کو میرے پاس نہین ہے اگر قدر قلیل پر قناعت کرے تو مین کچھہ بھجوا دون اوسنے کہا اے فرزند دختر
رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو جسقدر کہ دیگا مین شکر کرونگا اور جو نہ دیگا مین عذر کرونگا آپ نے پچاس ہزار درم اور سو دینار
اوسکو بھیجے اور بہت سا عذر کیا الغرض صفات کمالی اور کرامات عالی آپ کے خارج از حد بیان ہین **فرد** اگر عمری بباید ایم سخن باد ونت نظم
من لعنت حسن را **فرد ہندی** تمام عمر جو آراستہ کرون مین سخن ✻ نہ تو بھی ہو سکے مجھسے بیان نعت حسن ✻ روایت
کہ بعد وصال شیر خدا ذی الجلال کے سب اصحاب احباب نے حضرت امام حسن کو مسند خلافت پر بٹھایا اور آپ کے ہاتھہ پر بیعت کی جب بعضے

خبر معاویہ ابن سفیان کو پہونچی ضحاک بن قیس کو شام مین اپنا نائب کر کے اور سامان سجا چھوڑ کر آپ ساتھہ ساٹھہ ہزار مرد سپاہ کے کوفہ کیطرف
واسطے عمل کرنے کے اور تحت مین لانے ملکون عراق اور عرب کے متوجہ ہوئے اور امیر المومنین ریحان نبی دل و جان علی برگزیدہ خدا
حسن مجتبے یہہ سنکر سات چالیس ہزار سوارون کے کوفہ سے بر آمد ہوئے کوچ کرتے ہوئے قریب مداین کے پہنچے تھے اور وہان کے مقام اثنای راہ مین
یہہ اتفاق ہوا کہ جراح بن قبیصہ نے کہ شخص خارجی ہی چھپ کر آپکے ران مین خنجر مارا اور جراحون نے زخم کا علاج کیا حق تعالے نے شفا بخشی
روایت ہی کہ جب حضرت امام برحق خیر مطلق کے لشکر ظفر پیکر کی خبر مفصل معاویہ اور عمرو عاص کو پہونچی عمر عاص نے معاویہ سے کہا متوجہ ہوا ہی
تیری طرف حسن ابن علی ساتھہ فوجون کے کہ پہاڑون کے مانند ہین پیٹھہ پھیرنے والے نہین ہین مرنے والے اور مارنے والے ہین پیچھے اوسکے بھیجا
معاویہ نے عبد الرحمن بن سمرہ اور عبد الرحمن بن عامر کو بیچ خدمت امام انام کے واسطے پہونچانے پیغام کے کہ اوسمین اشارہ اور ایما صلح کا تہا
حضرت امام حسن نے پہلے ہی اپنی یارون سے فرما دیا تھا کہ میرے دل مین کسیکی طرف سے کینہ نہین ہی اور مین یہہ چاہتا ہون کہ مسلمانون مین
خونریزی نہو اگرچہ خلافت کا امر معاویہ کیطرف جاوے بلکہ یہہ بات سنکر اکثر لوگ آپ سے بیزار ہوئے تھے اور بعضے لوگون نے آپ کے
لشکر مین سے کہ بد اعتقاد اور مایہ فساد تھے آپ کی جناب کرامت مآب مین بے ادبیان کین اور اذیتین دین تھین القصہ حضرت امام نے
اون دو شخصون سے صلح کی کتنی شرطین کین اور اون دونو نے قبول کین اور کہا ہم ضامن ہین اور ہمارا ذمہ ہی کہ یہہ باتین
معاویہ قبول کریگا اور اوپر عمل فرما دیگا بعد اوسکے وہ دو شخص امیر معاویہ کے پاس آئے اور شرطین صلح کی بیان کین
امیر معاویہ نے ایک اقرار نامہ اپنے طرف سے لکھا اور جو کہ حضرت امام حسن نے فرمایا تھا قبول کیا اور شام کے سردارون کی
مہر کروا کر اوس خط پر امام حسن کی خدمت مین ابن عامر کے ہات بھیجا اور امر خلافت کا اپنی طرف چاہا اور صلحنامہ حضرت امام حسن سے
طلب کیا امام نے کہ وارث نبوت تھے اور خلافت ظاہری سے کچھہ غرض اور مطلب نہین رکھتے تھے صلح نامہ لکھکر امیر معاویہ کے پاس
بھیجا مضمون صلحنامہ کا یہہ ہی کہ صلح کی حسن ابن علی نے معاویہ ابن ابی سفیان سے اور خلافت دی اوسے اس شرط پر کہ معاویہ
عمل کرے بیچ خلق اللہ کے ساتھہ کتاب اللہ کے اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اوپر طریق پہلے خلیفون کے
کہ ہدایت کرنے والے تھے اور ہدایت کئے گئے تھے اور نکرے معاویہ اپنی زندگی مین یہہ بات کہ کسیکو اپنا ولی عہد کرے بلکہ اوسکے مرنے کے
بعد مسلمان اہل حلم مشورہ کر کر جسکو مناسب جانین اور لائق خلافت کے سمجھین خلیفہ کرین اور اس شرط پر کہ امن مین رہین لوگ شام مین
اور عراق مین اور حجاز مین اور یمن مین ہین دوست اور یار علی کے اپنی جان سے اور مال سے اور زن و فرزند سے جہان کہین کہ ہوین
اور اوپر معاویہ کے واجب ہی ان باتون پر عمل کرنا اور یہہ اوسکا عہد و پیمان ہی اور حسن اور حسین اور کوئی اہل بیت

مین سے اوس سے ظاہر و پوشیدہ دشمنی و کینہ نہ رکھیگا ان شرطون کے بجا لانے پر اور گواہ ہوا اسپر فلان فلان وکفی باللہ شہیدا
جب یہ صلحنامہ امیر معاویہ کے پاس پہنچا وہان سے کوچ کر کر کوفہ مین وارد ہوئے اور حضرت بھی مدینہ سے کوفہ مین تشریف لائے امیر معاویہ نے چاہا
کہ حضرت امام حسن ممبر پر جاکر کہین اور میری بیعت کرین تاسب کو معلوم ہو کہ خلافت مجھکو ہوئی حضرت امام حسن سبب طلب
امیر معاویہ کے تشریف لائے اور امیر معاویہ سے بیعت کی پھر التماس کیا معاویہ نے حضرت امام ہمام تو خطبہ پڑہین اور سب لوگون پر اچھی طرح
بیان کیجئے کہ مینے امر خلافت کا معاویہ کے سپرد کیا پس حضرت امام علی محمد علیہ السلام منبر پر چڑہکر خطبہ ساتھہ کمال فصاحت اور بلاغت کے پڑہا
بعد حمد و صلوٰۃ کے کلمات نصیحت و ہدایت کے زبان فیض ترجمان سے ادا کئے اور فرمایا اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالے نے میرے نانا کے سبب تمکو
کفر سے اور جہالت سے نکالا اور پہلے تم ذلیل اور خوار تھے میرے نانا کے سبب عزیز کیا اور امتیاز دیا اور بعد قلت کے تمکو کثیر کیا اور تحقیق ہے
یہ بات کہ معاویہ نے مخالفت کی مجھسے اور جھگڑا کیا امر خلافت مین کہ وہ حق میرا ہے نہ اوسکا لیکن صلحت امت پر مینے نظر کی اور کشت
و خون امت کا انکو بچایا کہ اپنا حق معاویہ کو بخشا اور جبکہ تمنے مجھسے بیعت کی تھی اور عہد کیا تھا کہ جس سے میری صلح ہوگی تم بھی
اوس سے صلح کروگے اور جس سے مین لڑونگا اوس سے تم لڑوگے اب مینے امر خلافت کا معاویہ کو دیا اور اوس سے صلح کی اور جنگ موقوف کی تمہاری
صلاح اور بقا کے واسطے اور تمہاری محافظت جان کے واسطے امیر معاویہ یہہ خطبہ سنکر بہت شرمندہ ہوئے اور معجزہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا ظاہر ہوا کہ فرمایا تہا حسن کے حق مین کہ یہہ بیٹا میرا سید ہے اور صلح کرواویگا حق تعالے اوسکے سبب درمیان دو فرقون بڑے
مسلمانون مین سے اور فرمایا تہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خلافت بعد میرے تیس برس رہیگی اور پیچھے اوسکے سلطنت و امارت
ہوگی جب حضرت مرتضے علی کا انتقال ہوا تھا تیس برس مین چھ مہینے کم تھے جب چھ مہینے حضرت امام حسن نے خلافت کی تیس برس پورے ہوئے کہ اسمین
فصل خلافت برحق رہی بعد اوسکے پھر نہ رہی اکثر خلیفہ نام کے خلیفہ رہے نفسانیت اور طمع جاہ و مال اور عہد شکنی و ظلم اور جور و جفا
اونکا پیشہ تہا بعد اس صلح کے معاویہ ابن سفیان شام مین گئے اور حضرت امام حسن مدینہ معظمہ مین رونق افزا ہوئے اور اقامت اوسجا
مدینہ مین مقرر کیا اور ملک کی آمدنی مین سے بمعرفت امیر معاویہ کے کفاف اور خرچ رکاب فیض مآب کا مقرر ہو گیا اور امیر معاویہ کی سرکار سے
سال بسال پہونچتا رہا ♦ **فصل** جاننا چاہیے کہ حضرت امام حسن کے نکاح مین ایک عورت تہی کہ اوسکا نام جعدہ بنت اشعث تہی یزید پلید نے
کہ امیر معاویہ کا بیٹا تہا اوس عورت کو پوشیدہ پیغام بھیجا کہ مین تجپر عاشق اور فریفتہ ہون اگر تو مجھہ سے نکاح کرے تو لاکھہ درم تیرے مہر کے دونگا
اور بہت سا سلوک و انعام و اکرام کرونگا مگر چاہیے تجکو کہ چشم و چراغ دودمان مصطفے حسن ابن علی مرتضے کو کہانے
مین زہر قاتل دیکر کام اوسکا تمام کر تو یہہ مقصود حاصل ہووی اوس عورت نابکار و مردود دوزخ و نار نے

کئی مرتبہ آپ کو زہر دیا لیکن آپ کی کرامت سے کارگر نہوا آخر کو الماس سودہ دیا کہ اوس سے جگر فاطمہ کے
لخت جگر کا پارہ پارہ ہوگیا روایت ہی کہ جسوقت ثمر شجر خیر البشر کو زہر کا اثر معلوم ہوا اپنے بھائی پیارے حسین کو بلایا
اور گلے سے لگایا اور کہا کہ بھائی اب ہماری الوداع ہی اور رخصت ہی **قطعہ** ما بار فراق بر نہادیم و شدیم ؛
صد چشمہ ز خون دل کشادیم و شدیم ؛ کام دل ما تو بودی اندر عالم ؛ ما کام بنا کام بدادیم و شدیم ؛ **قطعہ**
ہندی بار فراق سر پہ رکھا اور ہم چلے ؛ غمگین حزین فسردہ و با چشم نم چلے ؛ اللہ رکھے تم کو سلامت کہ ہم تو اب
ناکام اس جہان سے بدرد و الم چلے بھلے برادر عزیز میں نے خواب میں اپنی نانا اور باپ اور ماں کو دیکھا کہ باغ بہشت
میں مجکو اپنی ساتھ لئی ہوئے سیر کرتے ہیں اور نانا صاحب مجھسے فرماتے ہیں کہ اے حسن خوش ہو کہ تو نے دشمنوں کے
ہاتھ سے مخلصی پائی کل رات کو ہمارے پاس آوے گا تو اور جنت میں بخورمی اور خوشی تکلم ہوگے گا تو پس یہ خواب دیکھکر میں نے
اس کوزہ میں سے پانی پیا اب حلق سے لیکر ناف تک پارہ پارہ ہوا جاتا ہی اور دل بے تاب ہو رہا ہی حضرت امام حسین نے چاہا کہ اوس
کوزہ کا پانی پیویں تا حقیقت معلوم ہووے کہ حضرت امام حسن نے وہ کوزہ زمین پر دے مارا اور اوسکے پانی سے زمین پارہ پارہ
ہوگئی بعد اسکے دمبدم آپ کو بیقراری اور اضطرابی زیادہ ہوتی تھی اور ٹکڑے ٹکڑے جگر کے کٹ کٹ کر طشت میں نکلتے تھے اور یہ
مظلوم حزین اور مغموم امام کونین جناب حسین حضرت امام حسن کے گلے سے لگے اور موہنہ سے موہنہ ملایا اور پیشانی چومی
اور اسقدر بے اختیار روئے کہ کسیکو اوس حال کے دیکھنے کی تاب و طاقت نہتی **فرد فارسی** بگذار تا بگریم چون ابر در بہاران
کز سنگ گریہ خیزد روز وداع یاران ؛ **فرد ہندی** جبکہ مجھسے وداع یار ہوا ؛ درد دل سے میں بیقرار ہوا
میرے گریہ کو دیکھکر اسدم ؛ سنگ بہی غم سے اشکبار ہوا ؛ فصل الخطاب میں لکھا ہی کہ امیر المومنین حسن کو
چھہ بار زہر دیا کارگر نہ آیا پانچ بار کا اور چھٹی بار کارگر آیا امام حسین نے بالین پر حاضر ہو کر پوچھا اے بھائی کس شخص نے
تجکو زہر دیا ہی مجھے ارشاد کیجئے آپنے فرمایا اے بھائی پدر میرا علی مرتضی چغل خور اور غیبت سے بیزار تہا اور میری ماں فاطمہ
چغل خور اور غیبت سے بیزار تہی اور نانا میرا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم چغل خور اور غیبت سے بیزار تہا اور نانی میری بھی چغل خور اور غیبت سے بیزار تہی
اہل بیت نبوی سے چغل خوری و غیبت ہی نہیں ہوتی ہی **فرد** رشیم و غم عشق تو در سینہ نہفتیم ؛ با ہیچ کس احوال خویش نگفتیم
فرد ہندی عشق کی تلوار سے زخمی ہوئے پر چپ رہا ؛ حال اپنا کسی سے ہم نے نہیں ہرگز کہا ؛ سینہ بے کینہ درد و غم سے ہی معمور تہا
دل ہی دل میں چپکے چپکے درد سب نے سہا ؛ اے بھائی وہ شخص کہ گمان میرا اوسکی طرف ہی اگر نفس الامر اور واقع میں

وہ ہے پس شدت عذاب اور عقاب خدای تعالے کی کہ منعم حقیقی ہے سب عذابون سے سخت تر ہے اور جو فی الواقع وہ
شخص ہو تو حیف ہو کہ ایک بے گناہ میرے لئے مارا جاوے روایت ہے کہ آپ نے اوس عورت کو چپکے سے تنہا بلا کے فرمایا کہ اے
بد کار جفا کار مین نے اپنے بہائیون اور فرزندون سے تیرے اس ظلم و جفا کی خبر نہین کی ہے اور مین نے تیری پردہ پوشی کی
اور تجہہ تیری قیامت کے محکمہ پر چہوڑی لیکن دنیا مین اپنی تو اپنے مقصود کو نہ پہونچی روایت ہے کہ آپ نے حضرت امام حسین سے فرمایا کہ میرے تئین
نزدیک نانا جان میرے کے دفن کیجیو اور جو لوگ ہنگامہ کرین اور وہان دفن کرنے دین تو مجہکو بقیع مین میری دادی کی قبر کے پاس دفن کیجیو لیکن
بہائی تجہکو قسم ہے کہ خون ریزی نکیجیو اور جنگ و جدال نہو نے دیجیو روایت ہے کہ حضرت امام حسین سے یہہ بہی فرمایا کہ اے برادر عزیز بابا جان یا تجہہ
ہم اہل بیت نبوی ہین اور ہم مین نبوت ہے اور خلافت ساتہہ نبوت کے جمع نہین ہوتی میرے باپ کے ساتہ خلافت کے امر مین لوگون نے
کیا کیا اور میرے ساتہہ یہہ کچہہ ہوا اور مین خوب جانتا ہون کہ تجہہ اور شریر لوگ کوفے کے تجہکو حق کے ظاہر کرنے کے واسطے بلا مین گہیر کے اوطن سے
تیرا کوچ کروائینگے یعنی ہوگا جو کچہہ ہوگا الغرض اونتیسوین تاریخ صفر کی رات کو حال آپ کا متغیر ہوا بہائی اور بہنین اور فرزند
جمع ہوئے اور آپکی خدمت مین حاضر رہے قریب آدہی رات کے آپ نے اپنے فرزندون اور بہنون اور بہائیون کے حق مین حضرت امام حسین سے سفارشی کی
اور فرمایا کہ مین نے تمکو خدا کو سونپا اور کلمہ شہادت کا زبان پر جاری کیا اور اس خارستان دنیا کو چہوڑ کر گلستان عقبے مین جا کر صدر نشین ہوئے

مثنوی واحسرتا کہ سرور دوان انجمن برفت ✽ یعنی کہ نور دیدہ زہرا حسن برفت ✽ از شوق گیسوش جگر نافہ گشت خون
و ز ہجر رویش آب رخ نسترن برفت ✽ یعقوب وار دیدہ نرگس سفید شد ✽ کز مصر ناز یوسف گل پیرہن برفت

مثنوی ہندی افسوس شہ حسن سدہارا ✽ احمد کا گل چمن سدہارا ✽ زہرا کا پسر علے کا فرزند
مسموم بصد محن سدہارا ✽ کیا بزم جہان مین ہوئے خوبی ✽ وہ رونق انجمن سدہارا ✽ گلشن مین نہ کسطرح
خزان ہو جبکہ کہ وہ نسترن سدہارا ✽ دنیا ہی سے دل اوٹہا وصال اب بیدل وہ شہ زمن سدہارا **فایدہ**
وفات آپکی اونتیسوین تاریخ کی ہوئے اور بقیع مین نزدیک قبر مادر علی مرتضی کے گئے گئے اور عمر آپکی سینتالیس برس کی تہی
اور ہجرت کے برس تہے چالیس ۴۰ہم تو روایت ہے کہ بعد وفات پانے حسن ابن علی حضرت امام حسین نے واسطے دفن کرنے
بیچ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عایشہ سے اجازت چاہی فرمایا کہ بہتر ہے اور بہت خوب ہے
پس نعش جنازہ لیکے چلے اور چاہا کہ حضرت کے روضہ مبارک کے پاس دفن کرین مروان نے کہ امیر معاویہ کیطرف سے
مدینہ کا حاکم تہا ہنگامہ برپا کیا اور مزاحمت کی اور حضرت فرزند شیر خدا شہید بلا مسلح ہوئے اور تیار ہوے اور آپکے خدام

اور غلام سب لڑنے کے واسطے تیار ہوئے بلکہ طرفین سے کچھ تیر چلے اور دو ایک تیر جنازہ مبارک پر بھی پہنچے ہیں حضرت ابو ہریرہ
نے کہ صحاب پیغمبر خدا سے ہیں صلے اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسین کو فہمایش کی اور کہا اپنے بھائی کی وصیت پر عمل کرو اور لڑائی قصہ تمام کرو
اور بقیع میں دفن کرو غیرہ ویسا ہی کیا روایت ہے کہ مروان نے جعدہ بنت اشعث کو یزید پلید کے پاس بھجوا دیا اور وہ عورت بھیجی اور اپنا
مطلب او بہ جو کہ وعدہ یزید نے کیا تھا طلب کیا یزید نے کہا تو نے فرزند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا جو میرے ساتھ کریگی
وہ عورت زار زار روتی تھی اور کہتی تھی کہ واے حسرت وافسوس کہ دین بھی ہات سے دیا اور مال دنیا بھی حاصل نہوا **بیت** ہے کہ دین
از بہر دنیا دہی از دست داد * بیشکے محروم ماند از دولت دنیا و دین * **رباعی** جسنے دنیا کے لئے دین کو برباد کیا * حق کو ناراض
و شیطان کو بہت شاد کیا * دین و دنیا کو دیا ہات سے بیشک اوسنے * کار نمرود کیا بیت شداد کیا * لکھا ہے کہ آپکے چودہ بیٹے
اور دو بیٹیاں تھیں ایک بیٹے آپکے کہ قاسم نام ہے کربلا میں اپنے چچا صاحب کے ساتھ شہید ہوئے اور دو بیٹوں سے آپکی نسل جاری ہے
ایک تو حسن مثنے اور دوسرے زید شہید اور حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سر دفتر اولیا و استاد عرفا خلاصہ دودمان نبوی
گل گلستان مرتضوی حامی ہر شاہ امیر و فقیر محی الدین پیران پیر دستگیر سرور دو عالم غوث اعظم معشوق صمدانی شیخ سید عبد القادر
جیلانی قدس سرہ العزیز حضرت امام حسن مثنے کی اولاد سے ہیں اور والدہ ماجدہ آپکی حضرت امام حسین کی اولاد سے ہیں پس حضرت غوث اعظم
حسنی حسینی سید ہیں اور خوارق اور کرامات اور صفات حسنہ آپکے اظہر من الشمس ہیں اور اہل تحقیق اور تدقیق آپکو تیرہواں امام
سمجھے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل بیت نبوی میں سے امام برحق تیرہ ہیں ایک حضرت غوث اعظم اور باقی دوازدہ امام صلوۃ اللہ علے النبی
وعلیہم اجمعین

مخزن چھٹا بیچ ذکر وصف جمیل امام شہید امیر کبیر حضرت حسین کے

علے النبی وعلیہ السلام اور بیچ ذکر حال یزید پلید کے علیہ ما علیہ اور بیچ ذکر حال مسلم ابن عقیل کے علیہ الرضوان اوپر آئینہ دل ارباب صفا کے
اور اوپر مرآت احباب باوفا کے مبین اور روشن ہو جیو کہ احوال سنجیدہ اور افعال پسندیدہ حضرت شہید کربلا حسین ابن علی مرتضے کے
زیادہ اس سے ہیں کہ تحریر اور تقریر گنجایش رکھے سخاوت اونکی نے نامہ حاتم طائی کو طے کیا اور شجاعت اونکی نے داستان رستم
دستان کو منسوخ فرمایا تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جسوقت آتش قہر و خشم سوار میدان کارزار کی شعلہ زن ہوتی ساتھہ شرارہ
تیغ برق آثار کے خرمن عمر اعدا کو صاعقہ وار خاکسار کرتی اور آب چشمہ لطف اوس معدن رحمت و منبع شفقت کا جو ترشح
کرتا غبار جرایم و اوزار کو صفحہ حال گنہگاروں سے محو فرماتا امام نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر تیسیر میں
آپکے خلق عظیم اور حلم کامل کے احوال میں لکھا ہے کہ ایک دن ریحان بوستان

ولایت یاسمن حدیقہ ہدایت ثمرہ نخل نبی یعنی حسین ابن علی ساتھ جماعت اشراف عرب کے اور رفقا اہل علم و ادب کے اوپر دسترخوان کے بیٹھے تھے کہ خادم کے ہات سے کاسہ آش گرم کا اوپر سر شاہزادہ کے گرا اور لوٹ گیا اور وہ آش جلتے ہوئے کے روی مبارک پر اور رخساروں پر گری شاہزادے نے از روے تعلیم و ادب کے نہ از راہ تعذیب کے تیز نگاہ سے طرف خادم کے دیکھا خادم نے آیۃ کلام اللہ کی پڑہی اور کہا الکاظمین الغیظ یعنی اللہ تعالے نے فرمایا ہی کہ متقی وہ لوگ ہیں کہ پی جاتے ہیں غصہ کو شاہزادے نے فرمایا میں نے غصہ کو پی لیا خادم نے کہا والعافین عن الناس یعنی بخشش دیتے ہیں تقصیر آدمیونکی آپنے فرمایا میں نے تجکو معاف کیا خادم نے بقیہ آیۃ کا پڑہا واللہ یحب المحسنین یعنی اور اللہ دوست رکھتا ہی احسان کرنیوالونکو آپنے فرمایا کہ میں نے اپنے ملک سے تجکو آزاد کیا اور خرچ تیری معیشت کا اپنے ذمہ پر لازم رکھا **قطعہ** آنکہ در سیرت نیکو بود ؛ آدمی از آدمیان او بود ؛ نیکی مردم نہ نکوروے ہست خوبی نکو مایہ نیکوی ہست ؛ **قطعہ ہندی** جسکی ہو نیک خو وہ آدم ہی ؛ نہیں تو جانور سے کیا کم ہی ؛ صورت خوب کی نہیں خوبی ؛ خوب سیرت پسند عالم ہی ؛ جناب ولایت انتما خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں لکھتے ہیں کہ مناقب اور خوبیان اون صاحبوں کی کہ پارہ اور لخت میں صلے اللہ علیہ وسلم کے اور خدا نے اونکی شان میں فرمایا ہی ؛ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا کیا حاجت بیان کی رکھتے ہیں **فصل** جاننا چاہیے کہ قصہ اسیات کا کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے یزید پلید کو ولی عہد بنایا اور وہ مردود مطرود بعد میر معاویہ کے خلیفہ بنا کیا کیا کچھہ کیا بہت طویل و دراز ہی اور بڑا ہی اگر مفصل لکھا جاوے تو یہہ کتاب بہت بڑی ہو وے کہ جسے غبار کلال و ملال کا پڑہنے والونکے آئینہ خاطر پر بیٹھے اور لطف نہ دیوے اسواسطے ذرہ بیمقدار خاکسار گنہگار محتاج پاسے آل پاک سید الابرار نے حدیث اور تاریخ کی کتابوں سے انتخاب کر اور چھانٹ کر بہت اختصار سے اپنے ایجہ قلم احوال رقم کیا تو کتاب بھی مختصر اور چھوٹی رہی اور مطلب بھی فوت ہوے الغرض جبکہ سبط نبی حسن ابن علی نے رخت زندگانی کا طرف سراے جاودانی کے کھینچا یعنی وفات پائی اور رحلت فرمائی بعد اسکے حضرت امام حسین اپنے وطن میں یعنی مدینہ معظمہ میں رہتے تھے اور بندگی خدای تعالے کی اور ہدایت خلق اللہ کو کرتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوتے تھے اور کسو سے کچھہ غرض نرکھتے تھے لیکن یہہ درپیش آیا کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے جب سنا کہ حسن ابن علی نے جہان فانی سے طرف سراے جاودانی کے انتقال فرمایا ارادہ مصمم کیا کہ یزید پلید کو کہ امیر معاویہ کا پسر گوہری اپنا ولیعہد کرے اپنے فرزند کسیکو یزید جیسا ظالم تھا اوس نے شراب خواری اور زناکاری اور بدکاری حد سے زیادہ تہا اور فسق و فجور علانیہ کرتا تھا امیر معاویہ کو یہہ فکر

فکر او ر تردد تہا کہ ایسے شخص کو کیونکر ولیعہد کیا چاہیے اور اصحاب اور جو باقی رہے مسلمان اور اہل یمان کیونکر اس حرکت سے راضی ہو وینگے اور دوسرے یہہ اندیشہ تہا کہ آج تک سلف سے خلافت کے امر مین کسی نے کسیکو ولی عہد نہین کیا معاویہ ابن ابی سفیان کو یہہ تردد اور تفکر رہتا تہا اور درپے تہا اس تدبیر کے کہ اس اثنا مین حاکم کوفہ کا کہ امیر معاویہ کیطرف سے تہا دمشق مین آیا اور امیر معاویہ کے پاس حاضر ہوکر خلوت مین کہا کہ مناسب یہہ ہے کہ اپنے فرزند یزید کو اپنا ولیعہد کیجیے اور حق بیپدری بجالائیے امیر معاویہ نے کہا یہہ کام کیونکر سرانجام ہووے اوسنے کہا کوفہ والونکو تو مین راضی کرلونگا اور حاکم بصرہ کو چاہیے کہ بصرہ والونکو راضی کرے اور اکثر سپاہ ان دو مقامو مین ہے جسوقت کہ یہانکے لوگ راضی ہوئے پھر سب آسان ہے القصہ امیر معاویہ نے اسکا کام سرانجام اوسپر سونپا اور اوسنے ہزارہا درم کی طمع لوگون کو دیکر راضی کیا اور امیر معاویہ نے ایک خط مروان کو لکہا کہ اون دونون مین وہ مدینہ کا حاکم تہا کہ مدینہ کے لوگون سے یزید کی بیعت طلب کیجیو اور لاکہہ درم عبداللہ ابن عمر کو بھیجے تہے کہ یزید سے بیعت کرین ابن عمر نے وہ درم پھیر دیئے اور کہا میں اپنا دین لاکہہ درم کو بہت سستا بیچون اور کسینے اوسکی بیعت اور ولی عہد ہونا قبول نکیا اور حضرت عایشہ رضی نے فرمایا کہ معاویہ یہہ کیا بدعت کرتا ہے آج تک یہہ نہین ہوئی پس مروان نے یہان کا سب حال امیر معاویہ کو لکہا القصہ معاویہ ابن ابی سفیان نے بعضونکو درم و دینار کی طمع دلائی اور بعضونکو ڈر اور دہشت اپنی دکہائی اور کوفہ اور بصرہ والونکو اور شام کے لوگون کو راضی کیا اور سب نے یزید کی بیعت کرنی قبول کرلی اور بعضے آدمیون نے امیر معاویہ سے کہا کہ حق بات یہہ ہے کہ یزید کو ولی عہد کرنا برا کام ہے اور اسکا بد انجام ہے آخر کو تو پشیمان ہوگا اور بہت پریشان ہوگا امیر معاویہ نے یزید کو بہت سی نصیحتین کین اور سمجہایا کہ برے کام چہوڑے تو قابل خلافت کے ہووے یزید نے بھی لوگون کے دکہلانے کے واسطے اور اونکا دل ہات مین لانے کے واسطے اوس برس حج کیا اور مکہ مدینہ مین مال بہت صرف کیا اور خیرات بھی کی کہ اسبات کی ملکون مین خبر مشہور ہوئی اور کسی شاعر نے ہجو اور کسینے مدح کی القصہ معاویہ نے خط اور پیغام بھیجکر سردار اور اشراف اور نامی لوگ کوفہ اور بصرہ اور مصر اور جزیرون کے ملک شام مین بلوائی اور انبوہ کثیر گرد دمشق کے کہ وہ شہر شام مین جمع ہوے اور امیر معاویہ نے پہلے سے اپنے مصاحبون کو فہمائش کرکر اور ملک کی باتین سمجہا کر ایک دن مجلس مرتب کی بعد حمد و صلوۃ کے یہہ آیت پڑہی آیۃ یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم معنی اس آیت کے یہہ ہین اے مسلمانون فرمان برداری کرو اللہ تعالی کی فرمان برداری کرو پیغمبر کی اور فرمان برداری کرو حاکمون کی کہ تم مین سے ہین اور پھر تعریف یزید کی بیان کی اور اوسکی شجاعت اور سخاوت اور خلق اور حلم کا ذکر کیا وہ اہل غرض لوگ کہ طمع اور لالچ مین گرفتار تہے اوپہلے سے اونکو سمجہا رکہا تہا اور مطلب اور مقصود امیر معاویہ کا جانتے تھے

باہم ہوکر ایک روز بولے کہ اے امیر زندگانی کا کچھ بھروسا اور اعتبار نہین ہے اور سرانجام آدمی کا زوال و فنا ہے
تجکو لازم ہے کہ ایسے فرزند ارجمند اپنے کو ولی عہد کرے تو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امن و امان مین رہے اور یزید کی خوبیان
ظاہر و باہر ہین اگرچہ بعضے حق کہنے والون نے اوسوقت بھی یہہ کہا کہ معاویہ نیک اندیشہ کر دیکہہ تو کس شخص کو امت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم پر والی کرتا ہے روز قیامت کو پرسش ہونے والی ہے امیر معاویہ نے کہا یہہ بات سچ ہے مگر صحاب سب بوڑہے ہو گئے ہین اس
کام کے نہین رہے اگرچہ اونکے فرزند ہین لیکن مجکو سب سے اپنا فرزند عزیز اور دوست زیادہ ہے الغرض طوعاً و کرہاً یزید سے سب نے
خواہ مخواہ بیعت کی اور امیر معاویہ نے مدینہ کو مروان کے تئین لکھہ بہیجا کہ شام مین سب ملکونکے سردارون اور اشرفون نے جمع
ہوکر یزید سے بیعت کر لی ہے تجکو لازم ہے کہ مدینہ کے سب اشراف و صحاب و احباب کو جمع کر کے یزید کی بیعت لی تا خلاف نہ رہے
اور اطمینان ہو جاوے مروان امیر معاویہ کا فرمان بجا لایا مدینہ والون نے ہرگز نمانا چنانچہ اوس مجمع مین عبد الرحمن
ابی بکر سے کلام سست اور سخت صادر ہوئے بیچ حق مروان کے اور قریب تہا کہ خانہ جنگی اور فساد ہووے کہ اتنے مین
عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہہ غوغا سنکر تشریف لائین اور مروان کو برا بہلا کہا اور فرمایا تو وہ شخص ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
تجکو اور تیرے باپ کو مدینہ سے نکلوا دیا تہا اور تجہپر حضرت نے لعنت کی پہر تو میرے بہائی سے کہ صحابی اور صحابی زادہ ہے
مقابلہ کرتا ہے اور درشت کلام کرتا ہے مروان خاموش اور شرمندہ ہوا اور صدیقہ دولتخانہ اپنے مین تشریف لیگئین
اور فتنہ نے تسکین پائی اور مروان نے سب احوال امیر معاویہ کو لکہا بعد اسکے امیر معاویہ ساتہہ ہزار سوار کے کوچ کر کر
مدینہ منورہ کو آئے حضرت امام حسین اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد الرحمن ابن عمر اور عبد اللہ ابن زبیر نے
استقبال کیا اور پیشوائی کو شہر سے باہر برآمد ہوئے اور لوگ بہت پیشوائی کے واسطے نکلے امیر معاویہ نے ان چارون
صاحبون سے کلام درشت اور ناسزا کئے اور حضرت امام حسین سے کہا تیرے خون نے جوش مارا ہے
خدائی تعالی تیرا خون گرا دیگا القصہ یہہ چارون بزرگوار اندیشہ کر کر وقت فرصت کے مدینہ سے مکہ کو راہی
ہوئے منزل بمنزل چلکر مکہ مین جا پہونچے عایشہ صدیقہ رضی نے یہہ احوال سنکر امیر معاویہ سے ملاقات کی اور بہت
نصیحتین فرمائین اور فرمایا کہ ان چار شخصون کو آزردہ کرنا اور انکے ساتہہ بے ادبیان کرنی مناسب نہین
کہ صحاب کی اولاد ہین اور حسین ابن علی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسا ہے اوسکا ادب اور اعزاز اور اکرام ہر مسلمان پر
واجب ہے الغرض امیر معاویہ نے کہا اے ام المومنین جو تو نے فرمایا اوسی ہی پر

اوسیہی پرعمل کرونگا یہ کہکران چار بزرگوار کو جو طلب کیا معلوم ہوا کہ مکہ کو گئی معاویہ ابن سفیان نے بہی مکہ کیطرف کوچ کیا
جبکہ قریب مکہ معظمہ کے پہونچے اشراف مکہ کے استقبال کے واسطے آئے اور حضرت امام حسین اور ابن ابی بکر اور ابن عمر اور
ابن زبیر یہ چار شخص بہی پیشوائی کے واسطے تشریف لائے راہ مین امیر معاویہ سے ملاقات ہوی امیر معاویہ نے بہت انکا اعزاز اور اکرام
اور تعظیم کی اور کمال خوشی وخرمی اور اختلاط سے اونکو اپنے ساتھ لیکر شہر مین داخل ہوئے اور تحفہ تحائف اور اسباب
گرانمایہ ہر ایک کے واسطے بہیجا حضرت امام حسین نے پھیر دیا کہ اہل بیت نبوی طمع اور حرص سے پاک ہین بعد
چند روز کے چارون سے وہی بیعت یزید کا پیغام موافق ہر ایک کے مرتبہ اور قدر کے کیا کسو سے نرم اور کسو سے
سخت اور ہر ایک کی طرف سے جواب خلاف مرضی اپنی کے سنا الغرض کئی مرتبہ ان چار شخص سے خلوت اور
خلوت مین سوال بیعت یزید کا کیا اور کبہی طمع مال کی دی اور کبہی شام فوج سی اور اونکے کینہ سے ڈرایا لیکن چارون
مین سے ایک نے بہی نہ مانا کہ ایسے فاسق فاجر بدذات بدصفات کی بیعت ہم کبہی قبول نکرینگے آخرکو امیر معاویہ نے
ناچار ہوکر یہ تدبیر ٹھہرائی کہ اپنی مصاحبون اور یارون کو پہلے سے سمجہا کر ایکدن سب اشرافون اور سردارون کو
قریش کے بلوایا اور اون چارون کو بہی بلایا سب آکر حاضر ہوے امیر معاویہ منبر پر چڑہے اور خطبہ پڑہا اور کہا کہ مین نے
ایک تعجب کی بات سنی ہے کہ لوگ کہتے ہین یہ چار شخص یزید کی بیعت سے راضی نہین اور اوسکی بیعت قبول نہین
کرتے اور حالانکہ مین نے خلوت مین انکو بلاکر پوچہا تہا اور اس امر کی مشورت کی تہی انہونے مہربانیان مجہپر کین
اور ساتھ بیعت یزید کے اقرار کیا اور اس وقت ان کے روبرو اسواسطے مین نے کہا کہ جس شخص کو ان کی طرف سے
شبہ انکار اور تکرار کا ہووے تو وہ شبہ مٹ جاوے امیر معاویہ یہ کہہ رہے تہے کہ شام کے لوگونے تلوارین میان سے
کہینچین اور یہ بات کہی اگر یہ چار شخص ظاہر بیعت یزید کی سب کے روبرو کرین تو خیر ہے اور نہین تو ہم ان کے
سر قلم کرتے ہین اور شوکت اور عظمت یزید کی اسقدر ہے کہ ان چار شخصونکے بیعت کی کیا احتیاج ہے اگر حکم ہو تو
ان چارون کو گردن مارین ہم امیر معاویہ نے کہا کہ تم ساکت ہو یعنی غصہ نکرو اور تلوارین میان مین کرو اور یہ چار شخص
اوسدم حیران تہے کہ خداوندا یہ کیا ماجرا ہے اور خاموش تہے کہ اگر انکار کرتے ہین تو ناحق مارے جاتے ہین
اور جو اقرار کرتے ہین تو یہ محض کذب اور جہوٹ ہے مکہ کے لوگونے ان کے خاموش ہونے سے جانا کہ پوشیدہ
انہون نے بیعت قبول کی ہے پس اب ہمین تکرار نہین چاہیے سب نے یہ سمجہکر یزید کی بیعت قبول کی

اور اوسکے خلیفہ ہونے سے بیزار ہوئی اور دل تنگ ہوئے القصہ ایکدن ضحاک ابن قیس اور مسلم ابن عقبہ کہ یہ دونون صاحب
اور مقرب اور مخصوص امیر معاویہ کے اور یزید کے ہین امیر معاویہ کے پاس آئے اور بکمال خیرخواہی سے عرض کی کہ ظاہر
ایسا ہے کہ آپ اس مرض سے جان بر اور اچھے نہونگے التماس یہ ہے کہ آپ یزید کو خلیفہ کر دیجیے اور ہم یہ
چاہتے ہین کہ حکومت اور خلافت آپ ہی کے خاندان مین رہے اور علی ابن ابی طالب کے خاندان مین نجاوے امیر معاویہ نے
کہا کہ مین گناہون سے بہت گرانبار ہون اور مغفرت اور رحمت خدا کا امیدوار ہون ضحاک نے اور خلایق نے امیر معاویہ کو بہت
ضعیف اور ناتوان پایا سب دل تنگ ہوئے مسلم ابن عقبہ نے عرض کی کہ اکثرون نے بیعت کی اور سلطنت یزید کی لگ رہے
ہین اور سب یہ چاہتے ہین کہ آپ اپنی قید حیات مین اوسکو بالاستقلال خلیفہ کر جایئے امیر معاویہ نے کہا آج روز چہارشنبہ ہے
اور جو کام چہارشنبہ کو کرنے مین آتا ہے انجام اوسکا برا ہوتا ہے ہر چند کہ امیر معاویہ نے عذر کیا اور بدہ کی نحوست سے
عذر کیا لیکن چونکہ یزید کی قسمت مین دونون جہان کا مردود اور ملعون ہونا تھا اور اوسکی سلطنت ناپایدار ہونے والی تھی
ضحاک اور مسلم مصر ہوئے اسبات پر کہ آج ہی یزید کو خلیفہ کیا چاہیے کہ جماعت بہت لوگونکی محل خلافت کی دروازہ پر
استادہ ہے اور یہ کہتی ہین کہ ہم نہ جاوینگے یہان سے جب تک کہ یزید سے بیعت نکرینگے ناچار ہوکر امیر معاویہ نے
اجازت دی ستر سردار شام کے اندر آئے اور سلام کیا امیر معاویہ کی شکرگذاری کی اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کی شکایت کی کہ ولایت عراق سے اگر ہم شام والون ہزارونکو قتل کیا ہم یہ نہین چاہتے کہ خلافت اونکی اولاد مین جاوے
اور ہم سوا یزید کے کسیکا خلیفہ ہونا نہین چاہتے امیر معاویہ نے حکم دیا کہ اور لوگ بھی افسران فوج
اور سردارون مین سے حاضر ہوں بموجب حکم کے حاضر ہوئے پھر امیر معاویہ نے کہا کہ میرا وقت چلنے کا
عنقریب ہے پس تم جس شخص کی خلافت سے راضی ہو مین اوسکو خلیفہ کرون سب شامیون نے
کہا ہم یزید کی خلافت سے راضی ہین پھر امیر معاویہ نے کہا دل سے اور یقین سے یہ بات کہتا ہون مین کہ تم اسمین
میری خاطر نہ کیجیو تمہاری مصلحت مین جو شخص کہ قابل خلافت کے ہو مجھ سے کہدو کہ مین اوسکو خلیفہ کر دون تو خدا
کے روبرو مجھکو امر خلافت مین حجت رہے سب نے بآواز بلند کہا کہ کسی کو یزید پر فضیلت نہین اور ہم سوا اوسکی کسیکو
نہین چاہتے کہ خلیفہ ہووے جب امیر معاویہ نے دیکھا کہ ساری سپاہ اسی بات پر متفق ہے کہا کہ خیر بیعت کرو پہلی سب سے ضحاک اور مسلم
بیعت کی یزید سے پھر سب نے کہ دار الخلافت مین تھے بیعت کی بعد اوسکی یزید خلعت خلافت کا پہنکر اور شمشیر حمایل کر کے

اور سیر ابن خون آلودہ حضرت عثمان کا خلعت کے اوپر پہن کر دار الخلافت سے شہر کی جامع مسجد مین آیا اور منبر پر چڑھکر دیر تک خطبہ پڑہا باقی لوگ شام کے حاضر ہوئے اور بیعت کی دوسرے دن امیر معاویہ نے اپنے خاص لوگون کے مجمع مین یزید کو بلایا اور نہایت نصیحتین اور وصیتین امور دنیا کی اور امور دین کی کین اور کہا چار شخص وہ ہین کہ تیری بیعت قبول نہین کی ہے اونسے یہ معاملہ رکہیو کہ عبد الرحمن ابی بکر سے کچہ اندیشہ نہ کیجو کہ وہ اکل اور شرب اور عورتون مین مشغول رہتا ہے اور ابن عمر خوش اخلاق اور زاہد عابد گوشہ نشین ہے اور ابن زبیر مرد مکار ہے اوس سے ہوشیار رہیو اور جو وہ تیری متابعت کرے تو اوس سے بہت سلوک کیجو اور حسین کی حقیقت یہ ہے کہ ای فرزند آہ آہ حسین ابن علی کو آزردہ نہ کیجو اگر وہ تیری مخالفت کرے تو فقط وعدہ اور وعید سے اور دہشت دکہانے سے کام نکالیو اور زیادہ اس سے اوسکی جناب مین کچہ حرکت نہ کیجو اور جو اوسکی اہل بیت مین سے تیرے پاس کوئی آوے اوس سے بہت سلوک اچہا اور انعام اور اکرام کرنا کہ جو خاندان نبوت مین سے ہین سوائے عزت اور حرمت اور رفعت کے زندگانی نکرے گے اور زنہار اپنی تیغین اوس قوم مین داخل نکرنا کہ وہ قوم حبیب خدا کے پاس جاوینگے خون حسین کا اونکی گردن مین ہوگا اور مین نے سنا ہے اپنے کانون سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل حسین پر لعنت کی ہے الغرض امیر معاویہ نے بیچ امر تعظیم اور تکریم حضرت امام حسین کے بہت وصیتین کین اور ضحاک اور مسلم کو کہا کہ تم گواہ رہنا بعد اسکے امیر معاویہ نے کہا کہ ناخن پیغمبر خدا کی اور موے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بطریق تبرک کی میرے گہر مین ہین سو دستو تمکو چاہیے کہ جب مین وفات پاؤن تم اون ناخن مبارک کو ریزہ ریزہ کرکے میری انکہون مین رکہدیجو اور موے مبارک کو کان مین اور منہ مین میرے رکہیو اور مجہپر نماز پڑہ کر خاک مین دفن کیجو اور کام میرا اسکی رحمت اور لطف یزدانی کے حوالہ کیجو بعد اسکے آواز امیر کی بیٹہہ گئی اور یزید پلید فراغت کرکے شکار کے واسطے سوار ہوگیا اور ضحاک سے کہہ گیا کہ ہم فلانے مقام مین شکار کہیلتے ہین تو روز خبر امیر معاویہ کی بہیجتا رہیو دوسرے روز معاویہ ابن ابی سفیان نے منزل جاودان کی طرف رحلت کی اور رجب مین اونکی وفات ہے اور عمر تہی اٹہتر برس کی اور ہجرت کے برس تہے ساٹہہ

فصل جاننا چاہیے کہ یزید نے تخت حکومت پر بیٹہتے ہی خزانے مال کے کہول دئے اور امیرون اور سردارون اور خیل وحشم کو بقدر مراتب کے بخشش کی اور نامہ ولید ابن عتبہ بن ابی سفیان کو بہیجا اور ولید اون دنون مین حاکم تہا مدینہ کا اور مروان حاکم نہ تہا مگر مدینہ مین تہا مضمون خط کا یہ تہا کہ خلیفہ روے زمین نے یعنی معاویہ نے عالم فانی کو وداع کیا اور سراے باقی کی طرف کوچ کیا اور اپنی قید حیات مین مجکو اپنا خلیفہ کیا تہا اور یہ وصیت فرمائی تہی کہ اولاد ابو تراب سے اور اون کی جماعتون سے اوپر خونریزی کے پرخوف اور پرحذر رہنا اور تو جانتا ہے

کہ خدا تعالی کینہ شہید مظلوم کا یعنی عثمان ابن عفان کا اولاد بوتراب سے رکھیگا اور اوس امر مین اولاد ابوسفیان
کی واسطہ بڑی ہے یعنی اولاد ابوسفیان کی کہ یزید وغیرہ این بدلا خون عثمان کا اولاد علی مرتضی سے لیوینگے اور اے ولید
تو مضمون اس خط کا دریافت کر کے مدینہ کے لوگون سے میری بیعت لیجو اور ایک تعداد اس خط مین ملفوف کیا اوسمین لکھا کہ
حسین ابن علی اور عبد اللہ ابن عمر اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن زبیر سے میری بیعت لیجو اور جو وہ نہ مانین تو اونکی سر کاٹ
کے میرے پاس بھیجدیجو جب یہ نامہ ولید کے پاس پہنچا اور اوسکی مضمون سے واقف ہوا کہا انا للہ وانا الیہ راجعون کیا اسکی تئین حسین
فاطمہ سے کیا مطلب کہ اوسکا سر کاٹون لیکن یزید کے خوف سے ولید نے مروان سے مشورہ کیا اوس مردود نے کہا ابن ابی بکر سے
اور ابن عمر سے اندیشہ نکر مگر حسین سے اور ابن زبیر سے بیعت کرنی قبول کروا تو خلافت یزید کی مستحکم ہووے ولید نے اول حضرت امام حسین
کو بلایا آپنے وعدہ آنے کا کیا اور تیس غلام اپنے مسلح کئے اور تیار کر کے اپنے ساتھہ لئے اور کہا تم کچہری کے دروازہ پر ٹھہرے رہنا اور مین اندر
جاؤنگا جس وقت میری آواز بلند ہو تم اندر چلے آنا اور اگر تلوار چلے تم بھی میرے ساتھہ داد جوانمردی کی دینا القصہ حضرت امام حسین ولید کے
پاس پہونچے اور مروان بھی وہان تھا اول ولید نے معاویہ کے وفات کی خبر سنائی حضرت امام حسین نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون
حق تعالی تمکو اس مصیبت مین صبر جمیل اور ثواب جمیل عطا فرماوے پھر ولید نے کہا سب مسلمانون نے یزید سے بیعت کی ہے تم بھی اوسکی بیعت قبول کرو
آپنے فرمایا کل مین آؤنگا اور مسلمانون کے مجمع مین اس امر مین جیسا مناسب ہے گا ویسا کرونگا ولید نے کہا بہتر ہے اب آپ تشریف
لیجائے مروان ملعون نے کہا کہ ای امیر حسین کو جانے نہ دے اور جو بیعت نکرے تو اوسی زد و کشت کر حضرت امام حسین نے غضب سے
فرمایا کسکا زہرہ ہے کہ ایسی حرکت مجہ سے کرے جو کہ یہ قصد کرے دیکہ لے کہ ابہی زمین کو اوسکی خون سے سیراب کرتا ہون اور
مروان کو سخت او سست کہا پھر ولید کی طرف آپنے خطاب کر کے فرمایا ای ولید کیا تو نہین جانتا کہ ہم اہل بیت نبوت اور
معدن رسالت ہین اور گہر ہمارا محل رحمت کا اور آمد و رفت ملایک کا ہے اور یزید فاسق فاجر شراب خوار زانی قمار باز
اور بدکار ہے اور فسق و فجور اوسکی علانیہ صادر ہوتے ہین ہم کیونکر اوس سے بیعت کرین کل کی دن کہ مجلس منعقد ہوگی اور مجمع ہوگا
جو کہ کہنا ہے کہونگا مین اور دیکہونگا مین کہ لایق اور قابل خلافت کے کون ہے القصہ باتون ہی مین حضرت امام حسین کی
آواز بلند ہوئی آپکے غلامون نے کہ ہتیار باندہے ہوئے دروازے پر استادہ تہے قصد اندر آنے کا اور دست برد کرنے کا کیا کہ حضرت امام حسین
یہ بات سمجہ کر اور فہم کر کے جلدی سے اوٹھہ کر باہر تشریف لے آئے تو فتنہ اور فساد نہووے مروان نے ولید سے کہا کہ تو نے میرا کہنا نہ مانا
کہ حسین ہاتہہ سے نکل گیا ولید نے کہا افسوس ہے تجہپر اے مروان مجکو ساتھہ قتل حسین ابن علی کے اشارہ کرتا ہے تو واللہ اگر شرق سے غرب تک

جہان مجکو بخشین تو بھی اوسکے خون گرانی مین سعی کرو ن مین آمروان فرداے روز قیامت کے ترازوے اعمال قاتل حسین کی نیکیونسے
خالی ہوگی پھر ولید نے عبدالرحمن ابن زبیر کو بلایا اونھون نے کچھ عذر کیا کئی مرتبہ آدمی واسطے طلب کے گیا اور ابن زبیر نہ آئی ولید نے
خوف اور وحشت دکہائی اور کہلا بھیجا کہ ناحق قید ہوگا اور قتل کیا جاوے گا ابن زبیر کے بہائی عروہ نے ولید سے کہا جا کر کہ وہ تیرے خوف سے
نہین آتا مگر کل کے دن آویگا کہا خیر مضایقہ نہین عبداللہ ابن زبیر رات کی وقت مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوگئی دوسرے دن ولید نے یہ
سنکر اونکے پیچھے سوار بھیجے وہ کسی کے ہاتھ نہ آئے یہان ولید نے دل تنگ ہوکر ابن زبیر کے رشتہ دارونکو اور عبداللہ ابن مطیع کو کہ حضرت عمر کا
قرابتی تھا اور ابن زبیر کا دوست اور یار تھا قید کیا عبداللہ ابن عمر نے مروان کو اور ولید کو بہت فہمایش کی کہ اسبات مین فتنہ اوٹھیگا
مروان نے نہ مانا اور اونکو قید ہی مین رکہا آخر کو برادری کی لوگ ابن زبیر کے متفق ہوکر قیدخانہ پر چڑھ آئی اور دروازہ توڑکر قیدیونکو نکال لیگئے
القصہ کئی مرتبہ ولید اور مروان نے حضرت امام حسین کی خدمت مین یزید کی بیعت کے واسطے التماس کیا آپنے قبول نفرمایا آخر کو ولید نے
بصلاح مروان کے سب احوال یزید کو لکھا یزید نے نامہ ولید کو بھیجا اور لکھا اگر حسین بیعت قبول نکرے سر اوسکا کاٹ کر اس نامہ کے جواب
کے ساتھ بھیجدے اور امید وار انعام وافر کا رہے ✲ ولید نے وہ خط پڑھکر کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اگر یزید تمام دنیا مجھے بخشدے
تو بھی یہ کام نکرونگا اور جو یزید مجکو کیسا ہی ضرر پہونچاوے مین نڈرونگا **فائدہ** تاریخ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اون دنون مین
حضرت امام حسین ایک رات اوپر روضہ مطہرہ حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے گئے اور کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
مین فرزند فاطمہ کا ہون اور تیرے فرزند کا فرزند ہون اور آپنے میرے حق مین امت سے کیا کیا نصیحتین اور وصیتین فرمائین تھین
آپ کی امت نے آپکی وصیت نہ مانی اور مجکو ضایع اور محروم چھوڑا اور اونکی بیوفائی بوقت ملاقات مفصل خدمت مین عرض
کرونگا یہ کہکر تمام رات قریب روضہ مبارک کے نماز مین مشغول رہے دوسری رات پھر روضہ مطہرہ پر جا کر بعد مناجات اور
عرض حاجات کی سر مبارک کو قبر شریف پر رکھکر لیٹ رہے کہ آنکھہ لگ گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب مین
زیارت کی کہ فوج عظیم فرشتون کی ہمراہ رکاب کے ہی اور حضرت نے حضرت امام حسین کو اپنی سینہ بے کینہ سے لگایا اور
دونون آنکھون کے درمیان مین بوسہ دیا اور فرمایا اے حسین گویا دیکھتا ہون مین کہ عنقریب امت میری کربلا مین تجکو قتل
کریگی اور تو اوس حال مین تشنہ لب ہووے اور تجکو بوند پانی کی ندیوین اور باوجود اس حرکت کی میری شفاعت کی امیدوار ہین
وہ لوگ میری شفاعت سی محروم ہین اور انکو میری شفاعت نصیب نہوگی اے حسین تیری مادر پدر و برادر دیدار تیرے کی
مشتاق ہین اور تیرے لئے بہشت مین بڑے بڑے درجے ہین کہ بدون شہادت پائی کی ہاتھہ نہ آوینگے بعد اسکے آنکھہ کہلگئی حضرت امام سعید شہید

دست شہید اپنے گھر مین تشریف لائی اور شوق شہادت کا دامن گیر ہوا اور دل محبت منزل دام عشق کا اسیر ہوا خاطر فیض مآثر
مین عزیمت مکہ معظمہ کی مستحکم ہوئی یہ سنکر جان دوستو نکی پر غم ہوئی ایکدن آدہی رات کی وقت حضرت امام حسین اپنے نانا صاحب
کے روضہ منورہ پر حاضر ہوے اور بعد ادا کرنے صلواۃ و مناجات کے شرط وداع کی بجا لائی اور رخصت ہوے اور مادر اور پدر کی قبر پر
جا کر زیارت کی اور وداع کر کے دولت خانہ مین تشریف لائی محمد ابن حنیفہ کہ آپکے بھائی ہین آپ کی خدمت مین حاضر ہوے اور دونون
بھائی آپسمین درد جدائی سے ملکر بہت روئے اور باہم ایک نے دوسرے کو نصیحت اور وصیت کی آپنی وصیت نامہ لکھکر محمد ابن حنیفہ
کو دیا اور کہا ای بھائی مین مع اہل و عیال کے مکہ کو جاتا ہون اور تو مدینہ مین مقام رکھ کہ تجھے کسی کی سر وکار نہین کہتا اور نہ کہیگا
پس تو مجکو ہمیشہ حال یزید کا لکھتا رہیو الغرض محمد ابن حنیفہ کو وداع کر کے اور اپنی اہل و عیال کو ساتھ لیکر بیچ شب چہارم
شعبان کے یعنی شب برات کے چاند مین تیسری تاریخ رات کے وقت مدینہ منورہ سے برامد ہو کر مکہ معظمہ کی طرف کوچ فرمایا اور
وہ دن تھا جمعہ کا الغرض کوچ بکوچ اور منزل بمنزل طی مسافت کرتی ہوئے مکہ معظمہ مین پہنچے مکہ کی لوگون کو کمال خوشی
اور خرمی ہوئی رات دن آپ کی خدمت مین رشد و ہدایت پاتے تھے کہ اس اثنا مین یزید پلید نے یہ ماجرا سنکر ولید کو مدینہ
کی حکومت سے معزول اور موقوف کیا او عمرو بن سعد الاشدق کو حاکم مدینہ کا کیا اور یزید یحیی بن حکم بن صفوان بن امیہ کو حاکم مکہ کا
تھا موقوف کیا اور عمرو بن سعد ابن العاص کو حاکم کیا اور اوس طرف کے شہرون کا والی کیا اس اثنا مین عبد اللہ ابن زبیر مکہ مین تھے
لوگون کو باہم کر کے مکہ مین اپنا عمل دخل کر لیا اور عامل مکہ کا چہپ کر بھاگ گیا اور حضرت امام حسین نے اون لوگون سے اپنے گھر سے نکلنا موقوف
کر دیا اور پہلے ابن زبیر کو کہ جب قصد خروج کا اونھون نے کیا تھا حضرت امام حسین نے منع بھی کیا تھا لیکن اونھون نے نمانا تھا بعد چند روز کے
یہ سب خبرین یزید کو گذرین اور یزید نے حاکم مدینہ کو لکھا کہ لشکر طرف مکہ کی بھیجی تو ابن زبیر کی شر کو دفع کری حاکم مدینہ نے لشکر
تیار کیا اور عمر ابن زبیر کو کہ بھائی ہی عبد اللہ ابن زبیر کا لشکر کا امیر کیا اور ازبسکہ دونو بھائیو مین خفگی اور نا اتفاقی پیشتر سے تھی
بھائی نے بھائی سے لڑنا اختیار کیا او علاوہ یہ کہ طمع دنیا کی بری بلا ہی کہ پاس بھائی بیٹے کا اسمین سب فنا ہے حالانکہ بعضے لوگون نے
عمر کو بہت سمجھایا کہ ایک تو سگی بھائی سے لڑنا اور دوسرے مکہ مین لڑنا ہرگز مناسب نہین اوس شخص نے ایک نمانی اور امیرون کو لشکر
کو ساتھ لیکر مکہ کو گیا اور ایک طوق چاندی کا بنوایا کہ جب فتح کرونگا او بھائی کو پکڑونگا یہ طوق اوسکی گلی مین ڈالونگا
او یزید کے آگے بھیجونگا القصہ جب عمر لشکر لیکر قریب مکہ کے پہنچا نصف فوج انیس بن عمر اسلمی کے ساتھ کر کے ایکطرف کا ناکا اوسکو
سپرد کیا اور نصف فوج کے ساتھ ایک ناکی پر آپ رہا اور اپنے بھائی کو پیغام بھیجا کہ ای عبد اللہ حرمت کعبہ کی نگاہ رکھ اور باہر نکل اور ساتھ

سلامتی کے یزید کی بیعت کر اور یہ طوق چاندی کا میرے پاس سے اسکو پہنا لے اور یزید کی خدمت مین حاضر ہو تا تیرا قصور معاف ہووے
اور عبد اللہ نے بھی جواب سخت اور سست کہے اور بھائی انیس سے جا لڑے اور فتح پائی انیس ہار گیا پھر مصعب ابن زبیر کہ یہ بھی عبد اللہ ابن
زبیر کا بھائی ہے اپنے بھائی عمر سے لڑا اور غالب آیا جب فتح عمر حیران ہوا آخر کو عبیدہ ابن زبیر کے پاس کہ وہ ان سب مین کا بڑا بھائی ہے
جا چھپا اور اوسکی پناہ مین آیا عبد اللہ نے خبر پاکر عمر کو پکڑوا بھیجا اور اتنے کوڑے لگوائے کہ عمر مر گیا اور عبد اللہ ابن زبیر باشوق زور آور ہے
مکہ مین رہے اور عمل یزید کا مکہ مین سست رہا **فصل** جاننا چاہئے کہ بعد اس قصہ کے دو شخص دوستدار اہل بیت کے ایک نامہ کہ چند شہر اور
اعیان شہر کوفہ کے لکھا تھا کوفہ سے لیکر بیچ خدمت حضرت امام حسین علیہ الصلواۃ والسلام کے حاضر ہوئے آپ نے وہ نامہ کھولکر دیکھا
اوسمین جو لکھا تھا حاصل اوسکا یہ ہے کہ سلیمان ابن صرد اور رفاعہ بن شداد او فلان فلان تحیت اور سلام بھیجتے ہین اور التماس
کرتے ہین کہ یزید ابن معاویہ چاہتا ہے کہ بے مشورہ اور بے مصلحت اہل اسلام کے حکومت کرے ہم لوگ کوفہ کے کہ آپ کے دوست ہین اوس
فاجر کی خلافت اور حکومت سے راضی نہین داعیہ ہمارا یہ ہے کہ آپ کی رکاب سعادت مین ساتھ دشمنوں کے جنگ اور قتال کرین اور
آپ پر نثار اپنی جان اور مال کرین آرزو ہماری یہ ہے کہ آپ ساتھ ہیبت اور اقبال اور جاہ و جلال کے رونق افزا کوفہ کے ہوئین
کہ ہم نہایت مشتاق جمال فیض اشتمال کے اور جویا طریقت اسلام کے ہین اور سب دوستدار آپکی توجہ کے امیدوار ہین کہ
بواسطہ حضور پرنور کے امور سلطنت کا انتظام پاوے اور سپاہ اور رعیت کا انتظام بخوبی ظاہر ہووے حضرت امام حسین
علیہ السلام نے خط پڑھکر کچھ نفرمایا اور جواب بھی نہ لکھا کہ عنقریب اسکے دو شخص اور کوفہ سے وہان کے سردارون
اور اشرافون کے خط لیکر حضرت امام ہمام کی خدمت مین حاضر ہوئے قریب پچاس خط کے تھے کہ ایک ایک خط دو دو
تین تین سردارونکی طرف سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام تھا اور مضمون ان کا وہی تھا جو کہ پہلے خط کا
تھا پھر عنقریب اسکے دو شخص اور پچاس خط لیکر اوسی مضمون کے حاضر ہوئے لیکن حضرت امام برحق نے ایک کا جواب نہ لکھا اونہین
اور لوگ کوفہ کے خط لائے الغرض متواتر خط اور آدمی کوفہ سے آپکی خدمت سراپا برکت مین آئے روایت ہے کہ ایک سو بیس خط کوفہ
والونکے آئے اور بعضے روایتو مین ہے کہ قریب ڈیڑہ سو خط کے بیچ جناب شہادت انتساب کے پہنچے القصہ جبکہ ایلچی اور خط کی نہایت کثرت ہوگئی
آپنے جواب لکھا کہ خط تمہارے پہنچے اور اشتیاق تمہارا اور محبت اور دوستی اور ارادہ تمہارا سب معلوم ہوا مین بھی تمہارے مقصود اور مطلوب کے
برلانے مین تاخیر اور تسہیل جائز نرکھونگا خاطر جمع رکھو مگر بالفعل مسلم ابن عقیل کو میرا بھائی چچا کا بیٹا ہے تمہارے پاس بھیجتا ہون تو کیفیت
حال اور صدق مقال تمہارا معلوم کر کے مجھے لکھے اور آکے بیعت کرنا اوسکی مددگار ہونا روایت ہے کہ عبد اللہ ابن عمر نے اور عبد اللہ ابن عباس

عباس نے اور عبداللہ ابن زبیر نے آپکو عزیمت کوفہ سے بہت منع کیا اور بیوفائیان کوفیون کی بیان کیں اور جو کہ بدعہدیان کوفیون
نے حضرت علی مرتضے کے ساتھ کیں تھیں سب یاد دلائیں لیکن چونکہ عاشق زار پروردگار خلف رشید حیدر کرار قتیل تیغ کرشمہ محبوبی شہید خنجر ادا
خوبی کشتہ صمصام عشق خدا یعنی حسین ابن علی مرتضے کو شراب شوق شہادت نے مخمور و مست کر رکھا تھا اور رفرو باد تمنائے وصال یار کا دل مین
سمار رہا تھا کسی کی نہ سنی نہ مانی اور جی مین بات شہادت عظمے پانے کی ٹھانی اور مسلم ابن عقیل کو حکم دیا کہ تیاری کوفہ کے جانے کی کرو بعد
چند روز کے جواب خطون کے کہ کوفے سے آئے تھے حضرت مسلم کو دیکر اور نصیحت و وصیت فرما کر رخصت کیا اور فرما دیا کہ اے
بھائی اور اے ابن عم کوفہ مین اوس شخص کے مکان پر اوتریو اور مقام کیجیو کہ اہل بیت کی محبت مین راسخ دم اور ثابت قدم ہووے اور
لوگون سے میری بیعت اپنے ہاتھ پر لیجیو پس جبکہ جانے تو کہ قول اور فعل اونکے مطابق ہین اور کردار اونکے ساتھ گفتار کے موافق
ہین مجھکو خبر کیجیو کہ مین بھی جلدی تیرے پاس آؤن گا اور مین امیدوار ہون کہ حق تعالے مجھکو اور تجھکو درجہ شہادت کا عطا فرماوے
پھر دونون بھائی گلے لگ کر روئے اور ایک نے دوسرے کو وداع کیا اور حضرت مسلم نے کہا مین بموجب فرمان واجب الاذعان
کے جاتا ہون اور حسب مقتضا ارشاد عین سداد کے انشاء اللہ تعالے بجالاتا ہون **نظم**

نہ تابم سر ز فرمانت بہ تیغم گر زنی ہر دم   مرا عید آن زمان باشد کہ قربان رہت گردم
من از دل روز و شب هستم بمہمان خانۂ عشقت   کہ جز خون جگر خوردن غذائے نیست در خوردم

ہندی
حکم سے تیرے نہ سر پھیرون میان   تیغ سے تیری نہ منہ موڑون میان
عید ہو اوس دن کہ تیری راہ مین   شوق سے قربان ہون اے میری جان
خانۂ الفت مین تیرے پہنچکر   ہمکو گذرا تھا یہی دل مین گمان
خون دل پینا پڑے گا لاکلام   کیونکہ ہے یہ ہی غذائے عاشقان
ہے طریق عشق مشکل تر وصال   پاس جان رکھنا ہے اس رہ مین زیان

بعضی کتابون مین لکھا ہے کہ حضرت مسلم نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو گمان ایسا ہے کہ دنیا مین مجھکو پھر دیدار مبارک آپ کا میسر نہوگا یہ کہکر حضرت امام حسین کے ہاتھ اور پاؤن چومے اور وداع کیا اور روئے کہ یہ دیدار آخری ہے اور یہ وصل کی بہار آخری ہے

ابیات فارسی
وداع میکنم از جان وداع آخرین از دل   زکویت میروم و زغصہ ام قصہ مشکل
نیارم طاقت دوری ندارم تاب مہجوری   عجب دردیست بیدرمان عجب کاریست بیحاصل
بود حاصل مرادم من گر ترا بینم ولی دیدن   چہ سان آید ز مہجوری بجز آن کشتہ زیر گل

ابیات ہندی
وداع دوستان جو اسنا ہے   گھڑی یہ سر پہ یہ بس گران ہے
جدائی کی نہین از بسکہ طاقت   غشی مین قلب و جان ناتوان ہے
رہون قدمون مین تیرے یہ خوشی تھی   ولے اپنا نصیبا ایسا کہان ہے
زیارت پھر بھی ہو تیری میسر   مگر یہ محض اب وہم و گمان ہے

وصال اوسکی جدائی کے الم سے جز دل کی نزفکر جسم و جان ہے حضرت امام حسین بہی بہت روئے اور حضرت مسلم کو گلے سے لگایا
اور بہت نوازشیں اور دعائیں کین پہر حضرت مسلم راہ کی کوچ کرتے ہوے مدینہ منورہ میں پہنچے روضۂ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت
بجالاکر اپنے گہر میں گئے اور سب اہل و عیال کو وداع کر کر دو بیٹے چہوٹے کہ ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام ابراہیم ہے ساتھ اپنے لئے کہ اونسے
کمال محبت رکہتے تھے اور رات کے وقت کوفہ کو روانہ ہوئے لکہتے ہیں کہ رات کو راہ گم کی اور رستہ بہولکر ایک جنگل بے آب میں جا پڑے وہ رہبر کہ ساتھ تھے
تشنگی سے مر گئے اور حضرت مسلم مع ہر دو فرزند دلبند کے ساتھ ہزار محنت اور مصیبت کے کسی پانی کے مقام میں پہنچے بعد اسکے مسافت طے کرتے ہوئے
کوفہ میں وارد ہو کر اوس سر زمین کہ دار مختار اوسی کو کہتے ہے اوسمین توقف اور مقام کیا اشراف اور اعیان کوفہ کے حضرت مسلم کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور ملازمت اور ملاقات کی حضرت مسلم نے خط حضرت امام حسین کا اونکو دیا اور پڑہا اور حضرت امام ہمام کے اشتیاق
میں مارے شوق و ذوق کے روئے اور آواز دعا کی بلند کی پہر روز بروز لوگ کوفہ کے حضرت مسلم کی خدمت میں آتے تھے
اور اطاعت اور فرمان برداری ظاہر کرتے تھے یہانتک کہ بارہ ہزار یا اٹھارہ ہزار مرد جنگی دائرہ بیعت میں داخل ہوئے اور حضرت
مسلم نے خط حضرت امام حسین کو لکہا کہ یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعت کثیر نے میرے ہاتہ پر آپکی بیعت کی ہے
اور سبب آپکے دیدار پر انوار کے آرزو مند اور مشتاق ہیں بہت جلد چاہیے اوس وقت اس طرف توجہ فرمائیے کہ کام یہان کا رونق پر ہے
اس اثنا میں نعمان ابن بشیر کہ یزید کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے اس حال سے آگاہ ہو کر کوفہ کے جامع مسجد میں گئے اور کوفیوں کو بلایا اور خطبہ
منبر پر چڑہکر پڑہا اور یزید کے غضب و غصہ سے اور فتنہ اور فساد سے سب کو ڈرایا اور کہا اپنے اوپر رحم کرو اور درپے خون یزید کے مت ہو
نعمان ابن بشیر نے فقط زبانی سمجھانے پر اور ڈرانے پر کفایت کی اور منبر سے اوترکر اپنے گہر میں جا بیٹھے کہ اس میں یزید کے جاسوسون نے کہ کوفہ میں تھے یہانکا
احوال اور سستی نعمان بشیر کی یزید پلید کو لکہ بہیجی یزید پلید نے بمشورہ بعضے مصاحبون اپنے کے عبید اللہ ابن زیاد کو کہ حاکم بصرہ کا تہا فرمان حکومت
کوفہ کا لکہ بہیجا اور اوسکو لکہا کہ تو اپنا نائب بصرہ میں چہوڑکر جلد تر کوفہ کو جا اور مسلم کو قتل کرکے سر اوسکا میرے حضور میں بہیج اور میں نے
حکومت کوفہ کی بہی تجہے دی اور نعمان بشیر کو معزول کیا ابن زیاد مردود بہت خوش ہوا اور کوفہ کے چلنے کی تیاری میں مشغول ہوا
اس اثنا میں خبر اوسے پہنچی کہ سلیمان غلام حضرت امام حسین کا بصرہ کے بعضے سردارون کے نام خط لیکر آیا ہے اور حضرت امام حسین نے
لکہا ہے کہ میں تمکو ساتہ زندہ کرنے نشانہائے دین حق کے اور باطل کرنے رسمون باطل کے دعوت کرتا ہون اگر میری دعوت قبول
کروگے تو راہ حق کی پاؤگے ✦ قطعہ ✦ نہ کہا از راہ راست مے طلب ✦ کیو بسیار و حجاب ماکن ✦
قدمے در حدیقہ فانہ ✦ روضۂ قدس را تماشا کن ✦ طالب راہ حق بشوق تمام ✦ تو ہماری طرف رخ اپنا کر

سیر کر باغ عشق کی اے ہمدم روضہ قدس کا تماشا کر ٭ اور اب مین کوفہ کی طرف روانہ ہوتا ہون جیسکہ دوستان اور دوستداران
چاہیے کہ اوس طرف آوین غرض اسلام پس ابن زیاد نے سلمان کو تلاش کروا کر پکڑوا بلایا اور قتل کیا بصرہ کے لوگون نے پرچہ اوسکی دیکھکر بہت خوف کیا
اور وہ مردود نائب اپنا بصرہ مین چھوڑکر اوسی دن کوفہ کو روانہ ہوا اور کوفہ والے انتظار کر رہے تھے حضرت امام حسین علیہ السلام کا
کہ امروز فردا صبح و شام آپ کوفہ مین مع الخیر داخل ہوا چاہتے ہین کہ رات کے وقت ابن زیاد اونٹ پر چڑھا ہوا عمامہ سر پر باندھے
ہوئے اور کپڑا سلاح اور منہ پر ڈالے ہوئے بیابان کی طرف سے ساتھ مصاحبون اور نوکرون اور چاکرون کے کوفہ مین داخل ہوا لوگون
نے جانا کہ حضرت امام حسین ہین کہ تشریف لائے ہین فوج فوج لوگ اونٹ کے گرد ہوئے اور کہتے تھے السلام علیک یا ابن رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھکو مبارک ہو مرحبا اور وہ ابن زیاد چپکے چپکے جواب سلام کا دیتا تھا اور کچھ نہ کہتا تھا مگر غصہ سے اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ
کھاتا تھا یہان تک کہ دار الامارت کے دروازہ پر پہنچا نعمان بشیر کہ قلعہ کے اندر تھے اونھون نے بھی جانا کہ حضرت امام حسین تشریف لائے ہو
یزید کے خوف سے کوٹھے پر چڑھکر پکارے یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہان سے تشریف لیجایئے اور غنیمت دیکھو کہ یزید اس شہر کو تیرے
تصرف مین رہنے نہ دیگا کہ اتنے مین ابن زیاد نے منہ اپنا کھولا اور آواز اپنی سنائی اور لوگون نے جان لیا کہ یہ عبید اللہ ابن زیاد ہے لوگ
سب تتر بتر ہو گئے اور نعمان نے دروازہ کھلوا دیا کہ وہ مردود محل مین جا کر اوترا دوسرے روز صبح شہر کی جامع مسجد مین آیا اور سب لوگون کو
جمع کیا اور فرمان اپنی حکومت کا سب کے روبرو پڑھا اور کوفیون کو مخالفت یزید کی سے ڈرایا یہ خبر حضرت مسلم نے سنکر اندیشہ کیا اور رات
کو اپنے مختار سے نکل کر ہانی بن عروہ کے گھر گئے اور کہا اے ہانی مین واسطے پناہ کے تیرے پاس آیا ہون ہانی نے حجرہ اپنے مکان مین
آپ کے واسطے تیار کیا اور کہا بسعادت تشریف لایئے اور بسلامت قرار و آرام پکڑیے **بیت** رواق منظر چشم من آشیانہ تست
کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست + دیدہ و دل ہے آپکی منزل + آیئے کیجیے کرم صاحب + رکھیے تشریف شوق سے اس جا
کھایئے آپ کچھ نہ غم صاحب لکھا ہے کہ اہل بیت کے دوستون نے یہ احوال دریافت کر کر حضرت مسلم کے پاس حاضر ہونا شروع
کیا الغرض لوگ آتے تھے اور نئے سر سے بیعت کرتے تھے اور عہد و پیمان کو ساتھ قول و قسم کے مستحکم اور مضبوط بناتے تھے یہانتک
کہ زیادہ بیس ہزار سے آدمی ساتھ بیعت شاہزادہ کے سرفراز ہوئے القصہ ابن زیاد ہر چند جست و جو کرتا تھا لیکن حضرت مسلم کا
پتا بھی نہ پاتا تھا آخر کو اوس مردود نے ایک ہوشیار سے غلام اپنے کو تین ہزار ۳۰۰۰ درم کی تھیلی دی کہ تو اہل بیت کے دوستون سے
مل کر اور اخلاص کر کر کسی طرح مسلم ابن عقیل کے پاس پہنچ اور یہ درم اوسکو گذران اور ظاہر کر کہ مین دوست اہل بیت کا
ہون واسطے مدد اہل بیت کے یہ مال لایا ہون تو مجھکو ثواب جمیل حاصل ہووے اور تو اس مکر و حیلہ سے اوسکا سب احوال معلوم کر کر میرے پاس آ

ظاہر کر وہ غلام بد انجام حکم ابن زیاد کا بجا لایا اور بمعرفت مسلم ابن عوسجہ کے حضرت مسلم کی خدمت مین پہنچا اور درم گذرانے اور
قدم بوسی کی اور قسمین کہائین کہ مین دوستدار ہون نہ مکار و غدار ہون اور رات کو آپکی خدمت مین رہا اور سب احوال معلوم کر کر صبح کو
ابن زیاد سے جا کہا دن چڑہے اوس پلید کے دربار مین اسما ابن خارجہ اور محمد اشعث آئے اونسے کہا کہ ہانی کہان ہے انہون نے کہا کہ بیمار ہے کہا کہ مینے سنا ہے
کہ ان دنون مین اچھا ہو گیا ہے اور گھر کے دروازے کے باہر نکلکر بیٹھتا ہے اور مین اوسکا مشتاق ہون تم جاؤ اور اوسے سوار کر کے لاؤ وہ دونون حکم
بجا لائے ہانی کو اگرچہ خوف ہوا لیکن اوپر تقدیر ربانی کے راضی ہو کر اون دو شخصون کے ساتھ دربار مین آئے ابن زیاد نے کہا اے ہانی تو نے مسلم ابن عقیل
کو اپنے مکان مین اوتار کر ایک خلق و انبوہ کو بیچ دائرہ بیعت حسین کے لایا ہے ہانی نے فرمایا کہ مین نے اوسے نہین بلایا مگر چونکہ وہ پناہ کے
واسطے آپ میرے پاس آیا مین نے دل مین کہا کہ مروت اور حمیت سے بعید ہے کہ مین اوسکو منع کرون اور پناہ نہ دون ابن زیاد نے کہا اب تو مسلم کو میرے
پاس حاضر کر ہانی نے کہا ہرگز یہ نکرونگا کہ ایک مسلمان کو پناہ دیکر پھر دشمن کے ہاتھ مین دون قاعدہ وفاداری کا یہ نہین ہے **بیت**
صفت عاشق صادق بحقیقت اینست ۔ کہ گرش سر برود از سر پیمان نرود ۔ **ہندی** محبت چاہیے انسان نہ چھوڑے
کبھی محبوب کا دامان نہ چھوڑے ۔ نشان عاشق صادق یہی ہے ۔ کہ سر دیوے پر سر پیمان نہ چھوڑے
ہرچند ابن زیاد کے مصاحبون نے ہانی کو بہت سمجھایا لیکن اونکے خیال مین نہ آیا آخر کو ابن زیاد نے ہانی کو قید کیا پھر بھی ہانی نے
نہ مانا اور اپنا فدا کرنا مسلم ابن عقیل پر ٹھانا **شعر** با بر سوائے علم سوزیکہ می افراشتیم ۔ بر سر کوئے تو اول ماتم خود داشتیم ۔
ہندی عشق کا جس دن علم مینے اوٹھایا ہا جان ۔ ماتم اپنا کر لیا تیری گلی مین اوس زمان ۔ روایت ہے کہ ابن زیاد نے حکم دیا تو ہانی
کو برسر بازار لیجا کر گردن مارا اور سر مبارک اونکا ابن زیاد بد اعتقاد کے پاس پہنچایا عمر حضرت ہانی کی اسی اور نو برس کی تھی وہ
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب سے تھے اور حضرت علی مرتضے کے احباب سے تھے جبکہ یہ خبر حضرت مسلم نے سنی
رگ ہاشمی ایک دفعہ جوش مین آئی اور اپنے دونون فرزند ارجمند کو قاضی شریح کے گھر بھیج کر مسلح اور تیار ہوئے اور ندا دی
کہ اے اہل بیت کے دوستو حاضر ہو قریب بیس ہزار سوار کے مسلح اور مکمل ہمراہ رکاب کرامت مآب کے ہوئے اور قصر امارت پر آئے
اور ابن زیاد اپنے مصاحبون اور ملازمون کے ساتھ قلعہ بند ہوا اور حضرت مسلم نے قلعہ کو گھیر لیا اور دونون فوجون مین جنگ عظیم
اور لڑائی بڑی درپیش آئی قریب تھا کہ قلعہ کو لے لین اور اوس مرد و فتحیاب ہووین کہ اوس ملعون پلید نایب یزید کی صلاح سے اکثر کوفیے
مانند کثیر ابن شہاب اور محمد اشعث اور شمر ذی الجوشن کے کوٹھے پر چڑہے اور حضرت مسلم کی فوج کو کہ سب کوفی تھے یزید کا خوف دلایا اور ڈرایا اور
کہا کہ اے کوفیو افسوس ہے تمکو کہ عنقریب لشکر یزید کا شام سے آیا چاہتا ہے اور اوس نے قسم کہائی ہے کہ اگر یہ لڑائی سے باز نرہینگے تو مین اونکے

انکے زن و بچے تک قتل کرواؤنگا پس اے لوگو تم اپنے جانون پر بخشش کرو اور اپنے زن و فرزند پر رحم فرماؤ فوج کوفیون کی یہ سنتے ہی
مارے خوف کے لرزنے لگی اور متفرق ہونے لگی اور ریزے ریزے سوارونکے کھسکنے لگے الغرض کوفیون نے موافق عادت قدیم اپنی
بیوفائی ظاہر کی اور شرم خدا و رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے مین سے باہر کی آخر کو تیس سوار پاس رہ گئے پھر تھوڑی سی دیر مین وہ بھی جدا ہوگئے
اور حضرت مسلم تنہا رہے حیران و پریشان تھے اور زبان حال سے یہ مقال کہتے تھے **قطعہ** اغرار اول خودنمائی میکنید واندر آخر بیوفائی میکنید
چون چنین جلد اندر بیگانگی پس چرا آن آشنائی میکنید **قطعہ ہندی** تو نے اول تو خودنمائی کی آخرش خوب بیوفائی کی
تھی یہ بیگانگی اگر منظور کس لیے پہلے آشنائی کی۔ القصہ حضرت مسلم ابن عقیل سرگردان رات کو محلون اور کوچون مین پھرتے تھے
اور کوچے اور رستے ابن زیاد مایہ فساد کے حکم سے بسبب فوج اور پاسبان اور نگہبان کے بند تھے اور گرد شہر کے اور دروازون پر بھی انکا
بندوبست تھا جو فوج کہ ہمراہ رکاب حضرت مسلم کے تھی وہ سب ابن زیاد بدنہاد کے فرمان بردار ہوگئے الغرض حضرت مسلم نے
راہ کہین نہ پائی کہ شہر سے باہر نکلین یا کہین جا کر بیٹھ رہین کہ پھرتے پھرتے ناگاہ ایک بڑھیا کے دروازہ پر جا پہنچے کہ نام اوسکا طوعہ تھا اور وہان
بیٹھ گئے بڑھیا نے دیکھکر کہا کہ اے شخص شہر پر آشوب ہے اور رات کا وقت ہے تو اپنے گھر کیون نہین جاتا حضرت مسلم نے کہا مین
مسافر خاندان نبوت سے ہون اور گھر بار نہین رکھتا ہون اگر تو مجھکو اپنے گھر مین مقام دے حق تعالے تجھکو اسکی جزائے خیر دنیا و عقبی مین
عطا فرماویگا اوس ضعیفہ نے حضرت کا نام و نسب پوچھا اور بہت مبالغہ و تکرار کی آپنے فرمایا کہ مسلم ابن عقیل امام حسین
کا بھائی ہون عورت مردانہ شہرت نے کہا مبارک اور مرحبا قدم رنجہ فرماؤ میرے مکان مین چلکر الغرض اندر لیجا کر ایک
حجرہ مین آپکو بٹھایا اور رو رو اون کا حال دریافت کر کر رونے لگی کہ اتنے مین اوس عورت کا بیٹا آیا اور ماں کو حجرہ مین
آتے جاتے اور روتے دیکھا پوچھا کیا سبب ہے کہا ایک شرط سے کہتی ہون کہ تو یہ بھید ظاہر نکرے اوسنے بقول و قسم شرط
کی عورت نیک بخت نے کہا مسلم ابن عقیل نے مجھسے پناہ چاہی اور مین نے پناہ دی اور رسم خدمت کی بجا لاتی ہون
اور اللہ تعالے سے امید ثواب کی رکھتی ہون الغرض بیٹا اوس پیرزن کا صبح کو ابن زیاد کے دربار مین گیا کہ ابن زیاد نے
حکم دیا تھا کہ شہر مین منادی ہو جاوے کہ جو شخص خبر مسلم کی لاوے گا دس ہزار درم سرکار سے پاوے گا اور وہ شخص جس مراد
اور حاجت کے واسطے مجھسے عرض کرے گا مین قبول کرونگا اور جو شخص اپنے گھر اوسے چھپاوے گا قتل کیا جاوے گا
اور گھر اوس کا لوٹ لیا جاوے گا اوس بڑھیا کے بیٹے نے یہ سنکر محمد اشعث سے کہا کہ مسلم ابن عقیل میرے گھر مین ہے اور میری
مان نے اوسے پناہ دی ہے محمد اشعث نے ابن زیاد سے کہا ابن زیاد نامراد خوش دل ہوا اور اپنے نائب کو کہ نام اوسکا

انکے زن و بچہ تک قتل کروا دونگا پس اے لوگو تم اپنے جانون پر بخشش کرو اور اپنے زن و فرزند پر رحم فرماؤ فوج کوفیون کی یہ سنتے ہی
مارے خوف کے لرزنے لگی اور متفرق ہونے لگی اور پرے کے پرے سوارونکے کھسکنے لگے الغرض کوفیون نے موافق عادت قدیم اپنی کے
بیوفائی ظاہر کی اور شرم خدا و رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے جی سے باہر کی آخر کو تیس سوار پاس رہگیے پھر تھوڑی ہی دیر مین وہ بھی جدا ہوگیے
اور حضرت مسلم تنہا رہے حیران و پریشان تھے اور زبان حال سے یہ مقال کہتے تھے **قطعہ** غیر اول خود نمائی میکند واندر آخر بیوفائی میکند
چون چنین جلد اندر بیگانگی پس چرا آن آشنائی میکند **قطعہ ہندی** تمنے اول تو خود نمائی کی آخرش خوب بیوفائی کی
تھی یہ بیگانگی اگر منظور کس لیے پہلے آشنائی کی۔ القصہ حضرت مسلم ابن عقیل سرگردان رات کو محلون اور کوچون مین پھرتے تھے
اور کوچے اور ناکے ابن زیاد مایہ فساد کے حکم سے بسبب خوف اور پاسبان اور نگہبان کے بند تھے اور گرد شہر کے اور دروازون پر بھی انکا
بندوبست تھا جو فوج کہ ہمراہ رکاب حضرت مسلم کے تھی وہ سب ابن زیاد بدنہاد کے فرمان بردار ہوگئے الغرض حضرت مسلم نے
راہ کہین نہ پائی کہ شہر سے باہر نکلین یا کہین جا کر بیٹھ رہین کہ پھرتے پھرتے ناگاہ ایک بڑھیا کے دروازہ پر جا پہنچے کہ نام اوسکا طوعہ تھا اور وہان
بیٹھ گئے بڑھیا نے دیکھکر کہا کہ اے شخص شہر پر آشوب ہے اور رات کا وقت ہے تو اپنے گھر کیون نہین جاتا حضرت مسلم نے کہا مین
مسافر خاندان نبوت سے ہون اور گھر بار نہین رکھتا ہون اگر تو مجھکو اپنے گھر مین مقام دے حق تعالے تجھکو اسکی جزا خیر دنیا و عقبی مین
عطا فرماویگا اوس ضعیفہ نے حضرت کا نام و نسب پوچھا اور بہت مبالغہ و تکرار کی آپنے فرمایا کہ مسلم ابن عقیل امام حسین
کا بھائی ہون عورت مردانہ سرشت نے کہا مبارک او مرحبا قدم رنجہ فرماؤ میرے مکان مین چلکر الغرض اندر لیجا کر ایک
حجرہ مین آپکو بٹھایا اور روہ اون کا حال دریافت کر کر رونے لگی کہ اتنے مین اوس عورت کا بیٹا آیا اور ماں کو حجرہ مین
آتے جاتے اور روتے دیکھا پوچھا کیا سبب ہے کہا ایک شرط سے کہتی ہون کہ تو یہ بھید ظاہر نکرے اوسنے بقول و قسم شرط
کی عورت نیک بخت نے کہا مسلم ابن عقیل نے مجھسے پناہ چاہی اور مین نے پناہ دی اور رسم خدمت کی بجا لائی ہون
اور اللہ تعالے سے امید ثواب کی رکھتی ہون الغرض بیٹا اوس پیرزن کا صبح کو ابن زیاد کے دربار مین گیا کہ ابن زیاد نے
حکم دیا تھا کہ شہر مین منادی ہوجاوے کہ جو شخص خبر مسلم کی لاویگا دس ہزار درم سرکار سے پاویگا اور وہ شخص جس مراد
اور حاجت کے واسطے مجھسے عرض کریگا مین قبول کرونگا اور جو شخص اپنے گھر اوسے چھپاویگا قتل کیا جاویگا
اور گھر اوس کا لوٹ لیا جاویگا اوس بڑھیا کے بیٹے نے یہ سنکر محمد اشعث سے کہا کہ مسلم ابن عقیل میرے گھر مین ہے اور میری
ماں نے اوسے پناہ دی ہے محمد اشعث نے ابن زیاد سے کہا ابن زیاد نابکار خوش حال ہوا اور اپنے نائب کو کہ نام اوسکا

عزیز و یہ خون دامن چاک کا + نشان ہے ہمر دامن پاک کا + ہوا دفن تن زیر سنگ ستم + کیا کام تیغ نے یان خاک کا

پھر حضرت مسلم کہ زخمون سے چور ہو گئے تھے ایک دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے کہ ایک بدبخت نے تلوار ماری کہ ہونٹ اوپر کا آپکا کٹ گیا آپنے اوسی حالت مین کمال چالاکی سے اوٹھ کر ایک ضرب تیغ کی ایسی دی کہ اوسکا سر کٹ کر دس قدم پر جا پڑا اور پھر دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے اور یہ کہتے تھے کہ اے خدا ایک شربت آب کی آرزو رکھتا ہون اور کسی کو یارا نتھا دہشت سے کہ پانی پاس لیکر آوے آخر کو محمد اشعث نے کہا بڑی عار و ننگ کی بات ہے کہ ایک شخص اتنی فوج سے مارا نہین جاتا پس سب مل کر دفعتہ اس پر حملہ کرو سپاہ نے ویسا ہی کیا اور ایک مرد نے پیچھے سے ایک نیزہ مارا کہ آپ غش کھا کر گر پڑے رمق جان کی باقی رہی تھی کہ اوٹھا کر ابن زیاد کے پاس لے گئے اوس نے سر مبارک کاٹ کر یزید کے پاس دمشق کو روانہ کیا اور ہانی کا سر بھی یزید کے پاس بھیجا اوس مردود نے دونون سر دمشق کے دروازے پر لٹکوا دیے اور یزید پلید ابن زیاد پلید سے بہت راضی اور خوش ہوا اور اوسکو شکریہ لکھا اور انعام و احسان کثیر کا متوقع کیا اور لکھا کہ تیرے برابر کوئی عزیز اور مقرب اور مصاحب میرا نہین ہے بعضی روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت مسلم کو اوٹھا کر لیگئے ہین اتنی طاقت باقی رہی تھی کہ عمر سعد سے آپنے تین وصیتین کین اور فرمایا کہ ایک تو مین اس شہر مین سات سو درم کا قرضدار ہون میرا گھوڑا اور زرہ بیچکر ادا کیجیو اور دوسرے جب میرا سر کاٹ لیوین تو میری لاش کو کسی مقام مناسب مین دفن کریو اور تیسرے میرے بھائی سید مظلوم امام حسین کو میری طرف سے لکھیو کہ زنہار زنہار اوپر قول و قسم کوفیون کے اعتماد نکرنا اور عراق کی طرف متوجہ ہونا ایسا نہو آپ پر وہ گذرے کہ جو مجھپر گذرا اور مین تو آپ پر فدا ہوا جو کہ کام میرا تھا وہ مجھسے ادا ہوا **فائدہ** جاننا چاہیے کہ حقیقت آپکے دونون فرزندون کے قتل ہونے کی روضۃ الاحباب مین اور روضۃ الصفا مین نہین لکھی ہے لیکن مینے اور کتابون معتبر مین ساتھ روایات معتبر کے دیکھی ہے کہ وہ دونون مظلوم و یتیم یعنی محمد اور ابراہیم کہ دونون کمال خرد سال تھے اور گلستان ابوطالب کے نونہال تھے زمین حیات سے ساتھ باد صرصر ممات کے فنا پذیر ہوئے اور جڑ سے اوکھاڑے گئے یعنی کوفیون نے اونکو بھی قتل کیا **ابیات** دریغ و درد کہ آن ہر دو نوجوان فرزند

بصد علالت و حسرت ازین جہان رفتند + چو عندلیب سزد گر کنیم نالہ و آہ + کنون کہ یاسمن و گل ز بوستان رفتند

غم غریبی و غربت نبود شان درخورد + بجانب پدر خویشتن روان رفتند +

ابیات ہندی

دریغ و درد کہ معصوم وہ یہان سے گئے + مراد کو بھی نہ پہنچے کہ اس جہان سے گئے + نکیونکہ نالہ کرون عندلیب کے مانند

جو گل تھے رونق گلزار بوستان سے گئے + غم غریبی و غربت سے تنگ وہ ہو کر + پدر بزرگ کے نزدیک اس مکان سے گئے

مگر جس تفصیل سے حقیقت انکے قتل ہونے کی روضۃ الشہدا مین لکھی ہے اس تفصیل سے کسی کتاب معتبر مین دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا

مخزن ساتوان بیچ ذکر روانگی حضرت امام حسین علیہ السلام کے مکہ معظمہ سے طرف کوفہ کے اور پہنچنے کی بیچ کربلا کے اور درپیش آنے جنگ اور لڑائی کے

روایت کرنے والے راوی درد و غم اور نقل کرنے والے نقل رنج والم کے اسطرح روایت نقل کرتے ہین کہ جس روز کوفہ مین حضرت مسلم نے شہادت پائی اوسی دن بسبب اتفاق حضرت امام حسین علیہ السلام نے مکہ معظمہ سے کوفہ کو کوچ کی ٹھہرائی اور شہر سے برآمد ہوئے گویا خانہ شہادت مین قدم انداز ہوئے روایت ہے جبکہ ارادہ امام شہید اکبر حسین ابن علی صلوات اللہ علیہ کا کوفہ کی طرف مصمم ہوا یارون اور دوستدارون اور عزیزون اور رشتہ دارون کو کمال فکر اور غم ہوا چنانچہ عبد اللہ ابن عمر آپ کی خدمت مین آئے اور شرط منع کرنے کی اس ارادہ سے طرح طرح پر بجا لائے جبکہ دیکھا کہ عرض اور التماس اس امر مین فیض پذیر نہین ہے بہت روئے اور پیشانی حضرت کی چومی اور کہا مین نے تجھکو خدا کو سونپا اے شہید سعید اور منع کیا عبد اللہ ابن زبیر نے بھی اور عبد اللہ ابن عباس نے کہا یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوفہ کا قصد مت کر کہ کوفی مکار غدار بیوفا پر جفا ہین تیرے باپ اور بھائی کے ساتھ کیا کیا برائیان اور بیوفائیان کی ہین کہ سب تجھپر روشن ہین حضرت امام حسین نے فرمایا اے فرزند عم کمال شفقت فرمائی تو نے اور حق نصیحت کا بجا لایا تو اور جو کہ محبت اور خلوص تیرا میرے ساتھ ہے خوب مجھے معلوم ہے حق تعالے تجھکو جزاے خیر دیوے لیکن چونکہ قریب ڈیڑھ سو خط کے میرے پاس آ چکے ہین اور وہ لوگ بظاہر رشد و ہدایت کے طالب ہین اور دین نبی اور سنت جد آنے کا کر لیا ہے جانا ہی یہان آیا ہے ایک روایت یہ ہے کہ آپنے فرمایا کہ عزیمت میری کوفہ کو جانے کی مصمم ہوئی کہ یہ کسی طرح موقوف نہین ہو سکتی اور اس سفر مین اسرار الٰہی درپیش آنے والے ہین کہ مین ہی جانتا ہون عبد اللہ ابن عباس نے کہا کہ خیر زن و فرزند کو ساتھ مت لیجا آپنے فرمایا کہ انکو کہان چھوڑون اور کسکو سونپون بہتر یہ ہے کہ میرے پاس ہی ہوین عبد اللہ ابن عباس نے کہا کہ بالفعل مجھکو کچھ ضرورت درپیش ہے کہ مین مدینہ کو جاتا ہون اگر تو نے کوفہ مین قرار پکڑا تو مین بھی تیری خدمت مین آؤنگا یہ کہکر ابن عباس بے اختیار ہوکے بہت روئے اور کہا دریغ حسین ہے اور ہزار دریغ توقع ہمین کچھ نہ رہی دیکھا چاہیے کہ حال اوسکا عراق مین کیا ہوگا روایت ہے عبد اللہ ابن عمر نے بھی بہت فہمایش کی اور کہا اے حسین عداوت اور دشمنی لوگون کی کہ تیرے ساتھ ہے اور بیوفائی کوفیونکی سب تجھپر روشن ہے اور خلقت نے یزید کے ساتھ بیعت کر لی ہے ہمین اندیشہ ہے کہ ساتھ طمع مال دنیا کے مکہ کے لوگ بھی تجھسے مخالف ہو جاوینگے اور کوئی نصرت اور مدد تیری نکریگا اور مینے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے حسین قتل کیا جاویگا اور جو کہ اوسکی مدد نکریگا روز قیامت کے حق تعالے اوسے ذلیل اور خوار کریگا پس مصلحت یہ ہے کہ یزید کی بیعت قبول کر اور صبر فرما اور ہماری عزیمت اب

مدینہ کی طرف سے جاتا تو بھی مدینہ کو تشریف لیچل اگر اوس پلید سے بیعت کی مرضی نہو تو اپنے گھر مین بیٹھ رہنا اور کسیکی کچھ غرض نرکھنا کہ بارے تو خفیہ طور رہیگا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہیہات ہیہات اے ابن عمر دشمن مجھکو اگر گھر بیٹھے بیٹھے تو بھی جہان ہین چھوڑنے کا جبتک یزید کی بیعت کی بابت نہ کرینگے اور مین انشاءاللہ تعالی ہرگز ہرگز نہ مانونگا اور وہ مجھسے ویسے پیش آوینگے جیسے کہ پیش آئے یحیی سے یہ جواب سنکر بہت روئے اور کہا اے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے واسطے پاکی و طہارت ہے اور دنیا مین سراپا رنج اور دکھ ہے اور عقبی مین نعمت اور راحت ہے اور ابن عباس نے کہا کہ قسم خدا کی اگر تیرے سامنے لے حسین ابن علی تلوارین چلاوین اور تیرے دشمنون سے لڑون مین یہان تک کہ میرے دونون ہاتھ قلم ہوجاوین تو بھی تیرے باپکے ایک حق سے ادا نہونگا بہت اونکے حقوق مجھپر ہین اور اب کہ تو کوفہ کو تشریف لیجاتا ہے اور مجھکو عزیمت مدینہ کی درپیش ہے دیکھا چاہیے کہ یہ دیدار پھر بھی کب نصیب ہوتا ہے

قطعہ فارسی

تو میروی و من خستہ بازمی مانم ۔ درآنکہ پیے تو با صد عجب ہے مانم
تو با دپائے عزیمت چو باد میرانی ۔ من آب دیدہ گلگون چو آب میرانم

ابیات ہندی

مجھسے ہوتا ہے کیون جدا افسوس ۔ تو چلا مین یہان رہا افسوس
تو روان مثل باد اور دریا ۔ چشم سے میری بہ گیا افسوس

اور عبداللہ ابن زبیر نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کی کہ تو مکہ مین اقامت کر خط اور قاصد اپنے ہر طرف بھیجکر اپنے دوستون کو اپنے پاس جمع کر اور قوت پکڑ پھر یزید کے عامل کو مکہ سے نکال دے اور خلافت اور حکومت کر پس ہین بیٹھے ہوئے کہ مقام حرم ہے اور مرجع ہے تمام عالم کا اپنے مطلوب اور مقصود کو پہنچیگا تو اور مین تیرا مددگار اور معاون ہونگا حضرت امام حسین نے فرمایا کہ مینے اپنے باپ سے یہ حدیث سنی ہے کہ مکہ مین ایک دنبہ ہوگا کہ اوسکے سبب سے کعبہ کی حرمت نرہیگی یعنے ایک شخص ہوگا کہ اوس سے جنگ و قتال کعبے کے متصل ہوگی اور حالانکہ واسطے حرمت کعبۃ اللہ کے لڑائی اور خونریزی مکہ مین منع ہے پس دوست رکھتا ہون مین اس بات کو کہ وہ دنبہ مین نہون

فائدہ جاننا چاہیے کہ یہ حدیث ساتھ حال عبداللہ ابن زبیر کے مطابق ہوئی کہ بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے یزید کی فوج سے اور ابن زبیر سے عین مکہ مین لڑائی ہوئی اور حجر اسود ٹوٹا اور کعبہ معظمہ کے پردے جلے روایت ہے کہ جب خبر حضرت امام حسین علیہ السلام کی روانگی کی مدینہ منورہ مین محمد ابن حنیفہ کو پہنچی اور وہ وضو کرتے تھے اور لگن آگے رکھا ہوا تھا سنکر اتنا روئے کہ تمام لگن آنسوؤن سے بھر گیا اور مدینہ مین اور مکہ مین تمام اصحاب اور احباب اس امر سے غمگین اور حیران اور پریشان ہوئے لیکن دوستون اور ہوادارون مین قدر قلیل نے آپکا ساتھ دیا اور ہمراہ رکاب شہادت مآب کے کوفہ کو روانہ ہوئے اور اکثر ساتھ نہین گئے اسواسطے کہ اگرچہ اندیشہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف سے سبکو تھا لیکن یقین نہتھا

کہ جاتے ہی ایسی جلدی نعمت شہادت کی پاوینگے اور کوئی اول اول ہی بیوفائی اور بیحیائی اپنی ظاہر کرینگے بلکہ یہ
بات حضرت مسلم کے خطوط سے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام آیا تھا سبکو معلوم ہوگئی تھی کہ اٹھارہ ہزار آدمی ساتھ مسلم
ابن عقیل کے امیر المومنین حسین علیہ السلام کی بیعت کی اور اسقدر نہ یہ سے جانتے تھے کہ روز بروز اور بھی ترقی ہوگی اور حسین ابن علی جسکے بھیجینگے ہزار ہا آدمی
دائرہ بیعت میں داخل ہونگے اور یزید کہ بہت دور ہے یعنے شام کے ملک میں شہر دمشق میں ہے کہ جنگ در پیش آوے گی اور کوئی جگہ نہ معلوم
ہونگے یا طمع میں آوینگے تو اسوقت موافق عادت اپنی کے بیوفائی کرینگے پس ان باتوں میں ابھی عرصے اور
مدت میں جسکو شامل حال حسین ابن علی علیہم السلام کے ہونا ہے ہووے گا یہ وجہ اس بندۂ گنہگار امیدوار مغفرت پروردگار کے
خیال میں گذرتی ہے واللہ اعلم بالصواب **فصل** چاہیئے جاننا کہ حضرت امام انام علی النبی و علیہ السلام نے بقضاء و رضائے ربانی
کے کسو کا کہنا نہ مانا اور قصد سفر کوفہ کا دل میں مصمم ٹھانا اور اپنے ملازموں اور یاروں کو جمع کیا اور موافق قدر اپنے کے مال و
اسباب بار کیا اور بیبیوں اور بچوں کے واسطے محمل اور کجاوے تیار کیے الغرض سب اہل و عیال اپنے ساتھ لیے اور منگل کے دن ذی الحجہ کی
تیسری تاریخ یا آٹھویں تاریخ یا نویں تاریخ بحسب اختلاف روایات کے کہ وہ دن شہادت مسلم ابن عقیل کا تھا مکہ سے
بقصد سفر کوفہ کے برآمد ہوئے سب یار اور وفادار اور مخلص اور دوستدار روتے تھے زار زار اور کہتے تھے پکار پکار
کہ اے شاہزادۂ نامدار ابن سید الابرار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کوفیوں کے پاس جانا مصلحت نہیں اور اس میں سوائے رنج کے
راحت نہیں کوفیوں کے قول کو وفا کہاں ہے اور انکی وفا کو بقا کہاں ہے برائے خدائے پاک یہ قصد اندیشناک موقوف کرو
اور آپ فرماتے تھے اے عزیزو دوستو مبالغہ نکرو اور بہت منع نفرماؤ کہ اس سفر میں بے اختیار ہوں اور تابع امر پروردگار ہوں
پردۂ غیب سے ایک کمند مجھپر ڈالی ہے کہ میں اوس میں گرفتار ہوں اور صید مطلب اپنے کا جویا اور طلبگار رہوں **بیت**
رشتہ در گردنم افگندہ دوست   می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست   القصہ امام کونین حضرت امام حسین
علیہ السلام منزل بمنزل اور کوچ بکوچ راہ طے کرتے تھے اور تشریف لیجاتے تھے جبکہ منزل صفاح میں پہنچے فرزدق شاعر
کو دیکھا کہ عراق سے آتا ہے اور مکہ کو جاتا ہے آپنے پوچھا اے فرزدق عراق کے لوگوں کا کیا حال ہے اوسنے کہا یا ابن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آدمیوں کے دل آپکے ساتھ چسپاں ہیں اور بنی امیہ اور انکی تیغہائے بران میں اور قضا
آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جو بات کہ خدانے چاہی ہے وہی حاصل ہوتی ہے آپنے فرمایا کہ سچ کہتا ہے تو اے فرزدق
اور آپنے فرزدق کو رخصت کیا کہ وہ روانہ مکہ کو ہوا اور آپ مقام بطن الرمہ میں پہنچے اور وہاں سے خط اپنا

روانگی کے احوال کا قیس ابن مسہر کے ہاتھ کوفہ کو بھیجا حصین ابن نمیر نے کہ فوج لیکر ابن زیاد کی طرف سے آیا ہوا تھا اور قادسیہ کے میدان مین مقام رکھتا تھا قیس کو پکڑ کر کوفہ کو ابن زیاد کے پاس بھیجدیا اوسنے نہادنی اوسکو قلعہ کے اوپر سے خندق مین گروا دیا کہ اوسنے درجہ شہادت کا پایا الغرض ابن زیاد بدنہاد نے خبر روانگی حضرت امام حسین علیہ السلام کی سنکر سپاہ جابجا راہ مین پھیلا رکھی تھی کہ راہ کے سرن کا بندوبست قرار واقعی ہوا ہے اور حضرت امام حسین کسی طرف جانے نہ پاوین القصہ آپ منزل زرود مین پہنچے وہان ایک خیمہ نظر پڑا پوچھا کہ خیمہ کس کا ہے کہا زہیر بن القین کا ہے کہ مکہ سے آیا ہے اور کوفہ کو جاتا آپنے زہیر کو بلایا اوسنے آنے مین تامل کیا زہیر کی بی بی نے کہا سبحان اللہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرزند تجھے یاد کرے اور تو اغماض کرتا ہے اس کہنے نے دل مین اوس کے اثر کیا اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوا بعد ایک لحظہ کے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمہ سے نکلکر اپنے ڈیرے مین آکر کہا کہ میرا خیمہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمے کے پاس استادہ کر دو اور اپنی بی بی کو کہا کہ مین تجھکو طلاق دیتا ہون کہ تو اپنے بھائی کے ساتھ وطن کو جا اور اپنے بھائی اور سب ساتھ والون سے کہا کہ جسکو شوق شہادت کا ہو میرے پاس رہے اور جسکو خوشی وطن کی ہو مجھسے جدائی اختیار کرے سب ساتھ والے اپنے وطن کو یعنی کوفہ کو چلے گئے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ زہیر کی عورت نے کہا کہ اے مرد مردانہ اور اے صاحب ہمت و فرزانہ تو بیچ خدمت فرزند مرتضیٰ علیہ السلام کے رہنا اور مین بیچ خدمت بیبیان فاطمہ زہرا علیہا السلام کے رہونگی پس طلاق کیون دیتا ہے اور مجھکو اپنے ساتھ کیون نہین لیتا ہے جب آپ مقام زرود سے روان ہوئے ایک شخص کوفہ سے آنے والا راہ مین ملا آپنے خبر کوفہ کی پوچھی اوسنے کہا مین کوفہ مین ہی تھا کہ حضرت مسلم ابن عقیل اور ہانی ابن عروہ کو قتل کیا آپنے سنکر کہا انا للہ و انا الیہ راجعون جس وقت کہ آپکے ساتھ والون نے یہ سنا بعضون نے عرض کی کہ برائے خدا اپنے اوپر اور اپنے بال بچون پر رحم کر اور اب وطن کو پھر چل اور کوفہ مین کوئی تیری مدد نکریگا اس مین حضرت مسلم کے بھائی اور بیٹے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے اونھون نے کہا کہ بعد مسلم کے ہمکو زندگانی کی احتیاج نہین اور ہم پھر جانیوالے نہین جب تک کہ اپنا کینہ اور بدلہ نہ لین یا کہ مارے جاوین اور شہید ہووین حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے جینے مین بھی نیکی اور بھلائی نہین تمہارے بعد

بیت فارسی

زندگی بہر دیدن یار سست ++ یار چون نیست زندگی عار است

رباعی ہندی

مزہ زندگی کا ہے دلدار سے ملاقات سے صحبت یار سے
نہو باغ دنیا مین گر اوس کی بو گل زندگی ہے برا خار سے

پھر وہان سے کوچ کر کر منزل زبالہ مین پہنچے کہ خط عمر سعد کا پہنچا اوس مین سب حال حضرت مسلم کی شہادت کا لکھا تھا جب یہ خبر بہ تحقیق

سبکو معلوم ہوئی اکثر لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس سے اوٹھ گئے اور متفرق ہو گئے سوا اہل بیت کے اور مخلص یاروں کے
آپکی خدمت میں کوئی نہیں رہا جبکہ آپ منزل قصر بنی مقاتل میں پہنچے دیکھا کہ اسپر پردہ پڑا ہے اور نیزہ زمین میں گڑا ہوا اور
گھوڑا بندھا ہوا آپنے پوچھا کہ یہاں کون اوترا ہوا ہے لوگوں نے کہا عبید اللہ ابن حر جعفی ہے سردار دلاور بہادر کوفہ آپنے اوس سے
ملاقات کی اور مدد اور نصرت چاہی اور امیدوار اوسے بہشت کی نعمت اور درجہ کا کیا اوسنے کہا میں اسی واسطے کوفہ سے باہر نکل آیا ہوں
کہ میں نے دیکھا کہ کوفیوں کا اعتقاد خاندان نبوت کی طرف سے فاسد ہو گیا ہے اور عبید اللہ ابن زیاد سے سب ملگئے ہیں واسطے
طمع دنیا کے میں نے کہا ایسا نہو کہ یہ قوم حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کو شہید کریں اور میں اس قوم میں ہوں اور انکے گناہ میں جاؤں
اور اے حسین ابن علی کرم اللہ وجہہ یہاں کوئی تیرا مددگار نہیں ہے ظن غالب ہے کہ تو قتل کیا جاوے گا اور یہ بھی جانتا ہوں
کہ جو تیری متابعت کریگا خوبی آخرت کی پاویگا لیکن قسم ہے اوس خدا کی کہ جسنے تیرے دیدار سعادت آثار سے مجھکو شرف اور زیبا
دی کہ میرا نفس موت کو اختیار نہیں کرتا مگر توقع یہ ہے کہ یہ گھوڑی میری ہے اسکو تو قبول فرما کہ نام اسکا ملحقہ ہے اور قسم خدا کی یہ
ایسی ہے کہ جسکے پیچھے میں نے اسکو دوڑایا ہے اوسکو وہیں جا لیا ہے اور اسکے پیچھے کیا ہی تیز رو گھوڑا دوڑایا ہے اسکو اوس نے
نہیں پایا ہے اور شمشیر میری بہت تحفہ ہے اس کو بھی قبول فرما آپنے فرمایا مجھکو کسی کی طمع نہیں ہے میں نے تیرے بھلے کیواسطے
کہا تھا لکھا ہے کہ بعد واقعہ کربلا کے یہ شخص تمام عمر پچھتاتا رہا اور روتا رہا اور غم کھاتا رہا کہ ہائے میں نے کیوں نہ مدد
حسین علیہ السلام کی کی اور نعمت شہادت کی ہاتھ سے دی جبکہ آپ منزل عقیق میں پہنچے ایک شخص نے قوم بنی بکر
سے آپ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ یا حسین علیہ السلام یزید پلید نے آپ کی خبر پا کر کوفہ کی لشکر ابن زیاد بد نہاد کو لکھا ہے
کہ فوجیں راہ میں پھیلا دے اور رستے طرفوں کے بند کروا دے کہ حسین اور کسی طرف کو نجانے پاوے چنانچہ اوس بد نہاد نے
حصین ابن نمیر کو ساتھ لشکر عظیم کے قادسیہ کو بھیجا ہے کہ سپاہ جا بجا جنگلوں میں راہیں گھیرے ہوئے پڑی ہے اور حر ابن
ریاحی کو مع سات ہزار سوار کے روانہ کیا ہے کہ وہ حسین علیہ السلام کو کوفہ کی طرف آنے دے اور کسی طرف جانے نہ دے
پس مناسب یہ ہے کہ آپ مکہ کی طرف پھر جایئے اور کوفیوں کے قول اور فعل پر کچھ اعتماد نہ کیجیے کہ وہ سب یزید سے ملگئے ہیں اور
آپکے قتل کے واسطے مستعد ہیں آپنے فرمایا جزاک اللہ تو نے شرط نصیحت کی بجا لایا پھر وہاں سے آپ آگے کو روانہ ہوئے جبکہ منزل شراف میں
پہنچے رات کو وہاں مقام فرمایا صبح کو پھر کوچ کیا دوپہر کے وقت حر ابن یزید ریاحی مع سات ہزار سوار کے نمود ہوا کہ صحرا میں حر آیا ہے
اور سوار پھیلے ہوئے گھوڑوں کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں آپنے بھی متصل حر کے ڈیرے کے اپنا ڈیرا کیا ظہر کی نماز پڑھی اور اوسکی فوج نے حضرت

امام برحق کے ساتھ ادا کی پھر عصر کی بھی نماز سب نے آپکے ساتھ پڑھی بعد نماز عصر کے آپنے خطبہ پڑھا بعد حمد و صلوٰۃ کے کہا
اے کوفیو مین تمہارا بلایا ہوا یہان آیا ہون آپسے مین کچھ نہین آیا جبکہ تمہارے خط اور ایلچی حد سے زیادہ میرے پاس آئے ہین
اور تمہارا کمال اشتیاق اور خلوص مجھکو ظاہر ہو لیا ہے ازروے نامہ و پیغام کے تب مین ادھر کو آیا ہون پس اگر تمنے عہد شکنی اور
بیوفائی پر کمر باندھی ہے تو مین مکہ کو پھر جاتا ہون بعد آپنے خرجی مین سے بہت سے خط نکال کر دکھائے اور اوس فوج مین اکثر وہ لوگ
تھے کہ جنھون نے حضرت امام حسین کو خط لکھے تھے سب لوگ سنکر اور دیکھکر سرنگون و شرمندہ تھے اور حقیقت مین شرمندہ تھے
بلکہ سیاہی بیحیائی اور بیوفائی کی اون تیرہ دلون کے دل پر چھا رہی تھی حر بن یزید ریاحی نے قسم کھائی کہ مجھکو خبر نہین اور مین اون مین سے
نہین ہون کہ جنھون نے آپکو یہ خط لکھے ہین لیکن مجھکو امیر ابن زیاد کا حکم ہے کہ تجھسے جدا نہونگا یہان تک کہ تو کوفہ مین چلکر ابن زیاد سے
ملاقات نکر لیگا آپنے فرمایا کہ مجھکو موت قبول ہے اور ملاقات ابن زیاد کی قبول نہین یہ فرما کر آپنے تیاری کوچ کی کر کے مکہ کی طرف کوچ کیا
کہ اس مین حر اور لشکر اوسکا راہ مین حائل ہوئے اور مکہ کی طرف جانے کے روادار نہوئے حضرت امام حسین نے کہا کہ اب بغیر جنگ کے چارہ
نہین ہے اور ہاتھ قبضۂ شمشیر پر رکھا اور چاہا کہ میان سے کھینچین کہ حر نے کہا مجھکو لڑائی کی بھی رخصت نہین ہے اور دونون طرف سے
کلام درشت اور سخت صادر ہوئے آخر کو حر نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بہتر یہ ہے کہ لڑائی اور قصہ
موقوف کرو اور مین اور تو ایسی طرف کو کوچ کرتے ہوئے چلین کہ نہ وہ راہ مکہ کی ہو اور نہ کوفہ کی اور اس عرصہ مین معلوم
ہو جاویگا کہ اب مرضی ابن زیاد کی کیا ہے اور مین بھی اوسکے غصہ و غضب سے بچا رہونگا آپنے فرمایا بہتر ہے پس دونون
گروہ برابر کوچ کرتے ہوئے اور منزلین طے کرتے ہوئے ایک مقام پر پہنچے کہ وہان شتر سوار ابن زیاد کا نمودار ہوا اور
اوس نے خط ابن زیاد کا حر کو دیا حر نے خط پڑھا لکھا تھا کہ اے حر جس مقام پر کہ یہ خط میرا تیرے پاس پہنچے اوسی مقام پر حسین کو
ٹھہرانا اور آگے پیچھے کہین جانے ندینا اور چاہیے کہ ایسی جگہ اوسکا ڈیرا ہو کہ پانی اور گھانس وہان سے بہت دور ہو اور مینے شتر سوار
سے کہدیا ہے کہ جو عمل حر سے اس مقدمہ مین صادر ہو مجھسے بعینہ بلا تفاوت آنکر کہدے حر نے وہ خط پڑھکر حضرت امام حسین علیہ السلام
کو دکھایا اور کہا اے حسین اب یہین مقام کیا چاہیے کہ مین امیر کے حکم سے لاچار رہون اور نہین تو مین اوسکا تقصیروار ٹھہرونگا آپنے فرمایا
کہ اس مقام کا اور اس زمین کا کیا نام ہے لوگون نے کہا اس زمین کا نام کربلا ہے آپنے فرمایا عجب حال ہے کہ جب میرا باپ علی مرتضی رضی اللہ عنہ
کے ساتھ تھا سفر مین کہ جب صفین کو گئے تھے اور اس زمین پر جب گذر ہوا تو فرمایا کہ اس زمین کا کیا نام ہے لوگون نے اسی طرح
سے کہا تھا کہ اس کا نام کربلا ہے اور آپنے یہ نام سنکر فرمایا کہ یہ وہ جگہ ہے کہ یہان کے اونٹ بار بردار یہان ان کے بیٹھینگے او

اور یہان خون ان کے گرائے جاوینگے کسو کی سمجھ مین نہ آیا کہ آپ کس کے حق مین فرماتے ہین اور کیا کہتے ہین جب آپ سے پوچھا
تب آپنے کہا کہ ارادہ ازلی حق تعالے کا یون ہے کہ اس میدان مین ایک گروہ آل محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اترین اور مقام
کرین پھر گذرے اون پر جو کہ گذرے اور ایک یہ روایت ہے کہ حضرت شاہ ایسا کچھ بلکہ اتنا روئے کہ ڈاڑھی آپکی سب آنسوون سے
تر ہو گئی اور آنکھون سے زمین تک ایک لڑی آنسوؤن کی بندھ گئی حضرت امام نے یہ نقل اپنے قبلہ گاہ کی سنکر فرمایا کہ یہین گھوڑون کو
اوتارو اور خیمے استادہ کرو **ابیات** بارگشایند کاینجا خون ما خواہند ریخت آبرو با بخاک کربلا خواہند ریخت
کودکان جعفر طیار را خواہند کشت گرد بر رخسار آل مصطفے خواہند ریخت **ابیات ہندی** کہا شبیر نے یہ کربلا ہے *
یہان کا حال سارا بر ملا ہے یہی آل محمد صلعم کا ہے مقتل بجھے گی یان علی کے گھر کی مشعل ہمارا سب یہان ہوگا پریشان
بدن یہ ہونگے خاک و خون مین غلطان یہ بیٹے جعفر طیار کے سب یہان ہونگے تباہ ہے یہ مرضی رب پڑے رخسار آل مصطفے پر
غبار و گرد خاک راہ یکسر * پس اب گھوڑون کو ہان جا کہ تھامو یہین ٹھہرو کہین آگے نجاؤ کہ ہے یہ کربلا جائے شہادت
سعادت اوسکی جو پائے شہادت الغرض امام مغموم شہید مظلوم فاطمہ کے دل کے چین حضرت امام حسین علیہ السلام [illegible]
ساتھ قضائے ربانی کے اور راضی ہو کر ساتھ رضائے سبحانی کے اوس مقام مین اوترے اور فرمایا کہ یہ مقام کربلا ہے
یعنی جگہ کرب کی اور بے چینی کی اور بلا کی ہے اور دوسرے دن عمر ابن سعد ساتھ جمعیت چار ہزار آدمی جنگی کے کربلا مین واسطے
جنگ حضرت امام حسین علیہ السلام کے آیا اور مقابل آپکے اوترا اور حقیقت عمر بن سعد کی یہ ہے کہ ابن زیاد نے رے کے
پرگنہ کا فرمان اوسکو دیا تھا اور رے کا والی کیا تھا جبکہ اوسکو حکم دیا کہ تو واسطے جنگ امام حسین کے تیار رہو [illegible] عمر بن سعد
نے کہا کہ تو مجھکو اس کام سے معذور اور معاف رکھ ابن زیاد نے کہا اچھا مگر تو فرمان رے کا پھیر دے اور رے کی حکومت سے دست بردار
ہو عمر نے کہا مین اپنے دوستون سے مشورہ کر کر اسکا جواب دونگا اوس نے کہا بہتر ہے عمر نے اپنے گھر آکر اپنے عزیزون سے مشورت کی اوسکے
بھانجے نے کہا کہ قسم خدا کی حسین سے لڑنا گناہ عظیم ہے اور پاس رشتہ داری کا نکرنا یہ دوسرا گناہ ہے اور اوسکے عزیزون نے بھی یہی
کہا اور کسو نے کچھ کہا آخر کو حب جاہ نے اوسکو دوزخ کے چاہ مین ڈبویا اور رے کی محبت نے اوسکا دین و ایمان کھویا اور ساتھ چار ہزار
سوار کے واسطے قتال سرور ستودہ خصال کے تیار ہو کر مقابل آیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ اے
حسین تو کس ارادہ سے یہان آیا ہے آپنے مفصل احوال اپنے آنے کا کہلا بھیجا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اہل کوفیون کی بیوفائی اور جفاکاری مجھکو
معلوم ہوئی میرا ارادہ یہ ہے کہ وطن کو چلا جاؤن حر نے مجھے جانے ندیا اب تو کہ میرا قرابتی ہے قرابت کا ملاحظہ کر کر مجھکو اجازت دے

کہ مین اپنے وطن کو جاؤن عمر سعد نے جواب سنکر کہا الحمد للہ امید ہے مجھے کہ مجھمین اور حسین مین جنگ نہو گی اور عمر سعد نے ابن زیاد کو یہ خط
لکھا اوس بد نہاد نے لکھا کہ تو حسین سے کہہ کہ بیعت یزید کی قبول کرے پس اگر حسین نے اور اوسکے ساتھ والون نے بیعت یزید کی قبول کی
تو مجھکو لکھیو اور منتظر میرے حکم کا رہیو کہ پھر میرا حکم کیا صادر ہوتا ہے عمر سعد نے وہ خط پڑھکر کہا کہ مین جانتا کہ ابن زیاد خیر و عافیت نہین چاہتا ہے
فتنہ اور فساد کو چاہتا ہے اور خط حضرت امام حسین کی خدمت مین بھیجا آپ نے فرمایا کہ مجھکو بیعت یزید کی ہرگز قبول نہین ہے یہ خبر ابن زیاد کو
پہنچی اوس بد نہاد نے غصہ مین آکر حصین ابن نمیر اور حجار ابن ابجر اور شبث ابن ربعی اور شمر ذی الجوشن کو ساتھ فوج سوار و پیادہ کے واسطے مدد
عمر سعد کے بھیجا ہر چند ابن زیاد جماعت کثیر کو حضرت کے مقابلہ مین بھیجتا تھا لیکن اکثر لوگ اس بات کو برا اور مکروہ جانکر پھر آتے تھے آخر کو ابن زیاد
نے اون مین سے ایک شخص کو پکڑ کر گردن مارا پھر یہ بے رحمی اوسکی دیکھکر مارے خوف کے کوئی نہ پھرتا تھا اور کربلا کو لوگ جوق جوق واسطے مقابلہ اور
مقاتلہ حسین ابن علی کے چلے جاتے تھے بعضی کتابون مین لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے ہمراہیونکو جمع کر کر فرمایا کہ اے
عزیزو مینے تمکو برضا و خوشی اجازت اور رخصت دی جہان تمہارا جی چاہے چلے جاؤ اور اپنی جان و مال کو بچاؤ اور مجھکو یہ امر پیش آیا ہے مین ہون
اور یہ امر ہے سب یارون نے اور وفاداروں نے زبان اخلاص کی کھولی اور ساتھ صدق نیت کے اور حسن طبیعت کے عرض کی کہ اے ابن
رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہزار جان ہماری تیرے خاک قدم پر فدا ہو جیو کہ تو سپہر ولایت کا ماہ ہے اور مسند امامت کا
شاہ ہے آج کے دن جو تجھسے منہ پھیرے وہ کل کو حشر کے دن کس طرح اور کن آنکھون سے تیرا دیدار دیکھے **قطعہ**

اے قبلہ ہر مقبل آمد رویت روئے ہمہ مقبلان عالم سویت امروز کسی کہ از تو گرداند روے فردا بکدام دیدہ بیند رویت +

قطعہ ہندی ترا رخ صاحب ایمان کا قبلہ بلاشک مقبلونکی جان کا قبلہ سبھونکا رخ ہے تیرے رخ کی طرف ہے
تجھی سے قبلہ عالم شرف ہے یہان تجھسے جو کوئی منہ کو پھیرے وہان کس آنکھ سے دیدار دیکھے اے گلستان روضہ رسالت
اور اے یاسمن گلشن جلالت ہمکو بوستان وصال سے ساتھ خارستان فراق کے حوالہ مت کر اگرچہ تمام عالم گل و گلزار ہے
لیکن ہمارے نزدیک تیرے خار عشق کے روبرو سب خار ہے **قطعہ** با خار غم عشقت آویختہ در دامن
کوتہ نظری باشد رفتن بگلستان ہا گر در طلبت مارا رنجے برسد غم نیست چون عشق حرم باشد سہل است بیابان ہا

قطعہ ہندی خار غم آپکا جس کے دامان سے لگا پھر نہ اوس نے دل اپنا گلستان سے لگا گل عشق آپکا جس نے ہے طرہ سر
تب ہے جی خار مغیلان بیابان سے لگا **فرد** گر تو صد بار دامن افشانی + نگذاریم دامن تو ز دست **فرد**
تو جو چاہے کہ دامن کو چھڑا دے نچھوڑینگے ترے جان بلکہ جاوے **فرد** دامنت جائے دیدہ گریبان سپید: حیف باشد کہ بگیرند و گریبان نگذارند

فرد تیرا دامن پکڑ کر چھوڑ دینا گنہ ہے بس نہیں ہے سر پہ لینا
دوست وفادار یہ کہتے تھے اور روتے تھے اور آپ بھی روتے تھے اور اونکے حق میں دعاے خیر کرتے تھے **فائدہ** نقل ہے کہ کربلا کے قریب قبیلہ بنی اسد کا تھا کہ اونکے پاس ایک شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر سے گیا اور کہا کہ حسین ابن فاطمہ زہرا جسکے کربلا میں ٹھیرے ہوے ہیں اور قبیلے کے لوگوں نے موجب اپنی سعادت کا اور باعث نجات کا سمجھکر حضرت امام ہمام کی مدد کا ارادہ کیا چنانچہ نوّد مرد مسلح اور مکمل ہوکر وہاں سے کربلا کو متوجہ ہوئے عمر سعد نے یہ خبر سنکر چار ہزار سوار اونکے مقابلہ میں بھیجے اور راہ میں لڑائی ہوئی چونکہ وہ لوگ بہت قلیل تھے اکثر مارے گئے اور باقی پراگندہ ہوکر شکست کھا گیے حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ حال سنکر بہت افسوس کیا

فائدہ جاننا چاہیے کہ اون دنوں میں ایک رات کو حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر سعد سے ملاقات کی اور طرح طرح سے فہمایش کی اور عذاب آخرت سے ڈرایا اور نعمت بہشت کا امیدوار کیا اوس نے کہا کہ میں نقد کو کہ ملک رے کا ہے عوض قرض کے کہ نعمت بہشت کی ہے ہاتھ سے نہیں کھوتا الغرض ابن زیاد نے سنا کہ عمر سعد سے اور حسین ابن علی سے راتوں کو مشورت ہوتی ہے اور حسین کہیں میں اپنے لوگوں کو بھیجکر مدد بلاتا ہے یہ سنکر بہت غضب میں اور غصہ میں آیا روایت ہے کہ ابن زیاد نے عمر سعد کو لکھا کہ آب فرات کا بندوبست قرار واقعی کر تو حسین اور ہمراہی اوسکے بالکل پانی نہ پاویں عمر ابن سعد نے پانسو سوار فرات پر تعینات کیے کہ حسین علیہ السلام کے لشکر میں پانی جانے نہ پاوے لکھتے ہیں کہ تین دن پانی ساقی کوثر کو اور اونکی مستورات اور بچوں کو نہیں ملا روز شہادت سے پہلے روایت ہے کہ جب تشنگی کا غلبہ ہوا پسر ساقی کوثر پر اور سب بال بچوں پر حضرت عباس ابن علی ساتھ تیس سوار اور بیس پیادوں کے دریاے فرات پر پہنچے اور درمیان عباس کے اور فوج عمر سعد کے لڑائی ہوئی حضرت عباس رضی اللہ عنہ غالب آئے اور تیس سوار پانسو سوار سے لڑتے رہے اور پیادوں نے مشکیں بھر کر حضرت امام ہمام کے لشکر میں لے پہنچے کہ چلو چلو پانی لوگوں کو پہنچا اور لب خشک تر ہوئے روایت ہے کہ حضرت امام حسین نے عمر سعد سے کہلا بھیجا کہ تو تین باتوں میں سے ایک بات اختیار کر اول یہ کہ مجھکو وطن کو جانے دے اور جو یہ نہیں مانتا تو مجھکو کسی اور طرف جانے دے کہ ملک خدا کا وسیع ہے کسی طرف کو میں چلا جاؤں اور جو یہ بھی نہیں مانتا تو مجھے یزید کے پاس جانے دے کہ جو میرا اور اوسکا معاملہ ہونا ہے ہو رہیگا عمر سعد نے یہ باتیں سنکر پسند کیں اور ابن زیاد کو لکھ بھیجا کہ حسین ابن علی یوں کہتا ہے اور یہ باتیں نامناسب نہیں ہیں اور انمیں امت کی خیر اور صلاح ہے ابن زیاد نامراد نے عمر سعد کو لکھا کہ میں نے تجھکو مقابل حسین کے اسواسطے نہیں بھیجا ہے کہ تو اوس سے مصلحت کرے اور اوسکا مددگار اور اوسکی سفارش کرے اگر حسین میرا حکم مانے اور یزید کی بیعت قبول کرے تو تو کوفہ میں اوسکو لے آ اور نہیں تو اوسکو قتل کر اور اوسکے پیٹ اور سینہ کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کر اگر تو یہ عمل کرتا ہے تو بہتر ورنہ میں ملک رے کا شمر کو دونگا اور تیرا منصب موقوف کرونگا بس تجھے

چاہیئے کہ جلد اوس کا کام تمام کر اور اس مقدمہ مین نہ صبح و شام کر عمر سعد نے رے کی طمع مین قتل کرنا حضرت امام حسینؑ کا دل مین
ٹھان لیا اگرچہ اپنا دوزخی ہونا جان لیا اور جلد جلد اسباب قتال و جدال کا تیار او مہیا کر کر نوین تاریخ محرم کو چاہا کہ قتال او جنگ
کر کر فیصلہ کرے حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ آج جمعہ کی اور عاشورہ کی رات ہے مین چاہتا ہون کہ اس رات مین بیچ طاعت اور عبادت
حق تعالےٰ کے مشغول رہون اور میرے ورد و وظایف اس رات کے موقوف نہ ہوین پس صبح کو جنگ و قتال کی ٹھہراؤ اور آجکی رات
اس حرکت سے باز آؤ اگرچہ شمر ذی الجوشن وغیرہ نے انکار کیا اور کہا کہ تمکو آن او مہلت ایک لحظہ کی نہین لیکن عمر سعد نے ساتھ مشورہ ہمرہون کے
مہلت دی اور جنگ و جدال کو نوین تاریخ موقوف رکھا ایک شاعر نے شمر وغیرہ کے حق مین خوب کہا ہے **قطعہ** شما ابس سخت رو و سست دین اید
چو شیطان لعین باکبر و کین اید زعمر نیم اُزرمی اید زحق سبحانہ شرمے ندارید بانہما اہل بیت مصطفےٰ اند بصد کرب و بلا در کربلا اند

ابیات بہت تم سخت رو اور سست دین ہو نہ آدم بلکہ شیطان لعین ہو نہ خلقت سے تمھین شرم و حیا ہے
تمھارے دل مین نہ خوف خدا ہے نہین تم جانتے آل عبا کو نہین پہچانتے تم مصطفےٰ کو ارے یہ آل فخر دو سرا ہین
مصیبت مین مصید کرب و بلا ہین روایت ہے کہ نوین تاریخ بعد دوپہر کے حضرت امام حسینؑ نے ایک خواب دیکھا اور اپنی
بہن زینب کے سرہانے بیٹھین تھین کہا کہ اے ہمشیرہ مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ اے حسینؑ
تو اب ہمارے پاس آنے والا ہے حضرت زینب سنکر رونے لگین اور بے اختیاری کے عالم مین اپنا برا حال کرنے لگین کہ آپنے اونکی
بہت تسلی کی اور تسکین فرمائی اور اوسی دن حضرت امیر المومنین امام المسلمین عاشق زار ذات کبریا حسین ابن علی مرتضےٰ نے اپنے یارون اور
بھائیون اور بھتیجون اور بھانجون کو جمع کر کر فرمایا کہ حمد و شکر خدا تعالےٰ کا ہے حالت فرصت مین اور حالت مصیبت او محنت مین اور عزیزو
مین نے جان لیا کہ میرے یار و نسی وفادار کوئی دنیا مین نہین اور میرے رشتہ دار و نسی مہربان اور نیکوکار دنیا مین نہین پس حق تعالےٰ
تمکو جزا خیر دیوے کہ تمنے میرا ساتھ خوب نبھایا لیکن اب مین رشتہ بیعت کا تمھاری گردنون مین سے اٹھاتا ہون اور تمکو آزاد کرتا ہون اور
ساتھ رضا اور رغبت کے کہتا ہون کہ تم اپنی اپنی مستورات اور بیبیون کے ہاتھ پکڑ پکڑ کر چلے جاؤ تو محنت سے رہائی پاؤ اور شدت سے فرح اور خوشی
حاصل کرو اور مخالف مجھکو جو جانتے پاوینگے تمسے مزاحمت اور تمھاری جستجو نہ کرینگے **فرد** من شدم غرقہ گرداب غم آن بہ کہ شما
کشتی خود بسلامت سوی ساحل آرید **فرد** مین ہوا گرداب غم مین غرق یہان مت آؤ تم اپنی کشتی کو کنارے پر کہین لیجاؤ تم
سب یارون اور بھائیون اور فرزندون نے عرض کی کہ ہم اپنا جینا بعد آپ کے مرنے کے نہین چاہتے اور آپ کو
چھوڑ کر ہم کہان جاسکتے ہین یہ ہرگز ہرگز نہوگا مسلم ابن عوسجہ اسدی نے کہا جبتک کہ جان بدن مین ہے اللہ حق

بین ہے اور شمشیر اور نیزہ ہاتہ مین ہے اور طاقت و قدرت ذات مین ہے اشقیا و اعدا آوین گے اور دشمنان قرۃ العین رسول رب العالمین کے
مقابلہ اور جنگ کرینگا اور بانہ نہ رہونگا یہانتک کہ زمانہ اجل کا آپہونچے **فرد** بقیامت بیرم آن عہد بستم با تو تا نگوئی کہ دران عہد نبودی وفا
فرد تا قیامت یہ رہیگا عہد و پیمان ہموا تا نہ مجھکو بے وفا کہنے لگے اوس روز یار حبیب دیکھا حضرت امام حسین نے کہ سب فرزند
سعادت مند اور سب برادر غمخوار اور سب یار وفادار بیچ راہ وفا داری کے ثابت قدم اور راسخ دم ہین فرمایا آپنے کہ خیمے پاس پاس
کھڑے کرو اور تین طرف لشکرگاہ کی خندق کھودو اور خندق کو لکڑی اور گوڑ سے بھر دو اور ایک طرف واسطے لڑائی کی صاف رکھو کہ اودہر سے
جانے آنے کی میدان مین راہ رہی بموجب حکم عالی کے سب کون پیاسون نے ملکر خیمے متصل کئے اور خندق تیار کی اور یہ تجویز ٹھہرائی کہ بوقت
جنگ کے اس خندق مین آگ لگا دین تو یہ قوم ستمگار نابکار خیمے پیچھے جانب اور مستورات کی طرف نے آنیاوین **فایدہ** جاننا چاہیے کہ کتنے مین
دوسری تاریخ محرم کی حضرت امام حسین مقام کربلا مین پہنچے اور ساتوین تاریخ مخالفون نے پانی بند کیا تین دن پانی بند رکھا اور دسوین
تاریخ شہادت ہوئی اور بعضے لکھتے ہین کہ آٹھوین تاریخ محرم کی مقام کربلا مین پہونچے اور اوسی دن پانی بند کیا اور فوج مخالفونکی بیس
بائیس ہزار پیادہ اور سوار تھی اور حضرت امام حسین کے ساتہ کل بہتر آدمی لڑنے والے تھے اور صواعق محرقہ مین لکھا کہ اسی اور کئی آدمی تھے
حسین ابن علی کے ساتہ **فصل** جاننا چاہیے کہ نوین تاریخ جبکہ دن گذرا اور مہر غریب نے بیچ ماتم خانہ غروب کے مقام پکڑا اور شب سیاہ فام نے
لباس سیہ بیچ ماتم خاندان رسول اللہ صلعم کے پہنا اور شفق نے خون دیدہ اوپر دامن سپہر کے گرایا اور عرصہ زمین نے گرد و غبار کو اپنی سر پر اوڑایا
فرد دود ظلام روی زمین را سیاہ کرد ** مہر از خویش بر آتش را تباہ کرد **فرد** غبار گرد نے روئی زمین سیاہ کیا **
رخ اپنا ماہ نے زیر خاک بس تباہ کیا ** یعنی کہ آفتاب غروب ہوا اور رات ہوئی حسین ابن علی اور سب اہل بیت نبی اور سب یار
اور دوستدار تمام شب از روے نیاز کی بیچ درگاہ خداے کارساز کی جہکے اور پیاسے ساتہ ذکر الہی کے اور درود رسالت پناہی کے
اور بیچ طاعت اور عبادت کی اور استغفار اور انابت کے مشغول رہے اور سلاح جنگ و جدال کے اور ہتیار لڑائی اور قتال کے
بنانے سنوارتے رہے اور شوق و ذوق سے اور رنج و درد و فوق با فوق سے روتے دہوتے رہے **فرد** اشک چشم نا پیما ہی رفت تا
ماہی تا بماہ ** ماہ و ماہی را باشک و آہ میکیرم گواہ **فرد ہندی** اشک تا ہفتم زمین اور چرخ تک پہنچی ہے آہ
ماہی و مہ اشک و آہ اپنی کے رکھتا ہون گواہ ** روایت ہے کہ بریر بن حضیر ہمدانی حضرت امام حسین کے یار دلپذیر کہ بڑا عابد زاہد
اور متقی تھا بصلاح حضرت امام ہمام کے رات کو عمر سعد کے پاس گئے اور اوسکو سلام نہ کہا اور بیٹھ گئے عمر نے کہا غصہ ہو کر
تو نے مجکو سلام نہ کیا مین کیا مسلمان نہین ہون اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا مین نہین پہچانتا ہون بریر نے کہا

قتل کرنا ساتھ فرزند رسول اللہ صلعم کے او منع کرنا پانی کا اوس کے اہل بیت سے یہ خاک ایمان ہے تیری لشکر کی جانور
اور کتے فرات پر جا کر پانی پیوین اور حسین اور اوس کے بال بچے ایک قطرہ کو ترسین پس تجکو ہرگز بہرہ اسلام او مسلمانی سے نہین ہے اور تجسا سیاہ
دل اور بے رحم کوئی زمین سے نہین دیکھا عمر سعد نے سنکر سر نیچے ڈالا اور ایک لحظے خاموش رہا پھر سر اوٹھا کر کہا کہ اے مرید جو تو کہتا ہے
حق اور راست ہے مجھکو بھی یقین ہے کہ جو حسین سے لڑیگا مقام اوس کا دوزخ مین ہوگا لیکن ملک رے کی چھوڑنی کو دل میرا نہین چاہتا
اور طمع ملک و جاہ نے او شوکت فوج و سپاہ نے اوس شخص کا دل سیاہ کر دیا ہے بعضے راویون نے لکھا ہے کہ عاشورے کی رات کو
قریب صبح کے آسمان سے آواز آئی کہ اے لشکر خدا کے تیار ہو کہ وقت کارزار کا آیا اور اوٹھو او خبردار ہو کہ وقت رحلت کا ساتھ
دار القرار کے آیا ہمشیرہ امام حسین کی کہ ام کلثوم نام ہے جوشان و خروشان مانند بیہوش کے پہونچے خدمت امام ہمام مین آئین اور کہا بھائی
تمنے آواز سنی آپنے فرمایا کہ سنی ابھی مجھی فراغنودگی سی آگئی تھی کہ مین نے یہ خواب دیکھا کہ کئی سگ ہین کہ مجھپر حملہ کرتے ہین اور انمین ایک
کتا خارشتی ہے کہ وہ بہت بھونکتا ہے اور میرے نزدیک آتا ہے مجھکو گمان ہے یہ کہ قتل کرنے والا میرا برص والا ہے یعنی اوس کے بدن کی سفیدی کا
مرض ہے اور ساتھ اس خواب کے مین نے اپنے نانا پیغمبر خدا صلعم کو دیکھا کہ فرماتے ہین کہ اے فرزند تیری روح پاک کے استقبال کے واسطے ساکن عالم
بقا کے او مقربان ملاء اعلی کے آئے ہین اور ساتھ مرتبہ اور درجہ تیرے کے اشارت اور بشارت کرتے ہین تو بھی سعی اور کوشش کر کہ آجکی رات
روزہ میرے پاس آکر افطار کر اور توقف روا مت رکھ ام کلثوم یہ سنکر زار زار بے اختیار رونے لگین آپ نے فرمایا کہ اے ہمشیرہ صبر کر اور
اہل بیت میرے کو بلا کر اسکو وداع کرو مین ان سے اور رخصت ہوتا ہون **ابیات** الوداع ای دوستان کین دم سفر خواہیم کرد ÷
مسکن اصلی خود جائے دگر خواہیم کرد ÷ ما با براہیم چون یوسف درین زندان اسیر ÷ مصر عزت را عزیز آسا سفر خواہیم
حاصل دنیا متاعے نیست کان را قیمتی است ÷ زو چو صاحب ہمتان قطع نظر خواہیم کرد ÷ ما ازین جا شاد و خرم میرویم از بہر آنکہ ÷
منزل اندر بقعۂ زین خوب تر خواہیم کرد ÷ ہر کرا عزم تماشای ریاض خلد ہست ÷ گو مہیا شو کہ ما زینجا سفر خواہیم کرد **ابیات**
رخصت اے دوست کہ ہم یہان سے سفر کرتے ہین ÷ اپنے رہنے کی جگہ جا کے دگر کرتے ہین ÷ مثل یوسف کے تجھے ہم قید ہین دنیا کی اسیر ÷
چھوڑ کے مصر فراغت مین گذر کرتے ہین ÷ رخت دنیا کو جو دیکھا تو ہے وہ بے قیمت ÷ اسکے اسباب سے اب قطع نظر کرتے ہین
اصلی خوش ہین کہ وہ گھر ہے یہان سے بہتر ÷ کوچ اب جلد ہم اس جا سے ادھر کرتے ہین ÷ چاہیئے ساتھ چلو جو کہ ہے جویائے وصال
لوگ وہ ہوین جو مرنے سے حذر کرتے ہین پس نزدیک اپنے شہربانو اور اولاد امجاد اور زینب اور ام کلثوم او اہل بیت سب جمع ہوئے
اور اپنی نصیحتین اور وصیتین فرمائین اور سب کو گلے لگایا اور روئے اور شہربانو سے کہا کہ اے یار زار زار اور اے دوست غمخوار

اے رفیق دیرینہ اور اے سرو سینہ صبر کیجو اور سر اس واقعہ میں نہ کھولیو اور نوحہ نہ کیجیو اور مشام دینہ نہ پیٹیو خروش اور
فغان اہل حرم سے اوٹھی اور قیامت خیموں میں برپا ہوئی کشتی بیقراروں کی موج گرداب اضطراب کے پڑی اور سیل غم و الم کی دروازہ دل پہ آوی
دریا اشک کا دیدہ سے جاری تھا اور اوسمیں شور آہ و زاری تھا **قطعہ** مع زان سیم از سر دیدہ طوفان غم + پیدہ و در گوشم از ہر سو صدای ماتمی
اہل عالم را انیس ایم چہ کار افتادہ است + بیقراریم کہ در عالم تمام کار غم **قطعہ** اشک کا دریا ہر اک کی چشم سے جاری ہوا + کربلا میں شور نالہ و زاری ہوا
اہل عالم کا عجب عالم ہوا اپر حشر + کہ ہا تھا کار یہ ہم سب مری باری ہوا + بیبیاں کہتیں تھیں کہ اے یادگار خاندان نبوت
اور اے گل گلزار زمان رسالت تیرے بعد ہمارا کون محرم ہوگا اور ہمارے زخم غم پر کون راحت کا مرہم رکھے گا **فرد**
فریاد ازان روز کہ ما بے تو بمانیم + در آرزوی عمر بحسرت گذرانیم **فرد ہندی** دریغ تیری جدائی میں صبح و شام کرون +
یہ عمر آرزوئے وصل میں تمام کرون + الغرض وداع اور رخصت آپس میں ہو رہی تھی کہ صبح بہ پہننے پردہ سپہر کبود پوش سے منہ اپنا
نکالا اور خورشید خنجر گذار ہیبت اوس واقعہ عظمے سے لرزان اوپر بام نیلی حصار کے نمودار ہوا یعنی صبح ہوئی اور آفتاب نکلا اور
حضرت امام زمان فخر زمین و آسمان قبلہ ارباب ہدیٰ کعبہ اصحاب تقی فخر کونین حضرت امام حسینؑ ساتھ اپنے یاروں اور دوستداروں کے نماز صبح کی
تیمم سے پڑھ کر بیچ یاد معشوق حقیقی اور محبوب تحقیقی کے قبلہ رخ بیٹھے تھے کہ آواز نقارہ حربی کی اور صدائے نا ندمی کی لشکر مخالف سے
آئی اور جوق جوق سوار و پیادہ مکمل اور مسلح میدان کارزار میں نمودار ہوئے اور نشان میدان میں کھڑے کر دیئے اور آواز ہل من مبارز
کی بلند ہوئی یعنی ہے کوئی جنگ کرنیوالا کہ میدان میں آوے حضرت شاہزادہ حسین خیمہ کے اندر تشریف لائے اور عمامہ پیغمبر خدا عز و علا
صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک پر رکھا اور زرہ تن میں پہنی اور شمشیر یمانی حمایل کی اور خیمہ سے برآمد ہو کر اسپ باد پا پر سوار ہوئے
اور طرف میدان کے رونق افزا ہوئے سپاہ امام ہمام نے فوج عمر سعد بد انجام کی دیکھی کہ پرے کے پرے ساتھ برگ و نوا اور زرق و برق کے
چلی آتی ہے پس یہ بھی دریائے عشق حسینی میں موجیں مارتے ہوئے کمر جان شیرین کو ساتھ نیکوں خدمتگاری کے یقین کی ہاتھ سے باندھ کر
میدان میں آئے عمر سعد نے تعبیہ اپنے لشکر کا اس طرح سے کیا کہ میمنہ ناممون کو یعنی داہنی طرف کو بیچ عہدہ عمرو ابن حجاج کے اور میسرہ
ناسرہ کو یعنی بائیں طرف کو بیچ عہدہ شمر ذی الجوشن کے سپرد کیا اور علم اپنے غلام کو دیا کہ نام اوسکا زید ہے
اور حکم دیا کہ سوار عزیزہ ابن قیس کے فرمان بردار رہیں اور پیادہ شیث بن ربعی کے تابع حکم کے رہیں اور حضرت امام حسین نے
اپنی فوج میں کہ موافق ایک روایت کے بتیس ۳۲ سوار اور چالیس ۴۰ پیادے رکھتے سوائے حضرت امام کے اس طرح
انتظام کیا کہ داہنی طرف لشکر کے زہیر ابن القین کے سپرد کی اور بائیں طرف حبیب ابن مظہر کو دی اور

علم اپنے بھائی عباس ابن علی کو عنایت فرمایا جبکہ صفین دونون طرف کی آراستہ ہوئین اور حضرت امام حسینؑ کے دلاورون
اور بہادرون نے نقد جان کف کفایت اور دست عنایت پر رکھ لیا گویا کہ ہاتف غیبی سے اور عالم لاریبی سے اونکے گوش ہوش مین
یہ ندا پہونچی **ابیات** روز جنگ ہست جنگ باید کرد ✣ کوشش نام و ننگ باید کرد ✣ تا شود مرد عرصۂ میدان ✣
تنگ بر اسپ تنگ باید کرد ✣ شکم ماہ و پشت ماہی را ✣ ز نوک شمشیر رنگ باید کرد ✣ اندر آن خون غوطہ باید خورد ✣
جا بکام نہنگ باید کرد ✣ رزم با این سگان روبہ باز ✣ ہمچو شیر و پلنگ باید کرد ✣ **ابیات**
آج ہے روز جنگ جنگ کرو ✣ پاس ناموس یا من تنگ کرو ✣ صفحۂ دشت کربلا پہ تم ✣ ہان شجاعون کے خون سے رنگ کرو
چست و چالاک اور دلیر ہو ✣ اپنی گھوڑون کے تنگ تنگ کرو ✣ ہین عدو بے شمار تم تھوڑے ✣ پر شجاعت سے بس یہ تنگ کرو
اب شہادت کی بحر مین غوطہ ✣ کھاؤ باشوق مت درنگ کرو ✣ ہین یہ بے ننگ سگان روبہ مزاج ✣ جنگ تم ان سے چون پلنگ کرو
جان کا شیشہ گرچہ ہے نازک ✣ پر نہ اس رہ مین خوف سنگ کرو ✣ عشق پر یہ دوگام ہے تمکو ✣ اوس کے ملنے سے بس اومنگ کرو
جان و دل شوق سے جو باجو وصال ✣ دل مین فرحت خوشی درنگ کرو ✣ اس اثنا مین حضرت امام حسینؑ مخالفون کے فوج کی طرف تشریف
لائے اور بہ آواز بلند فرمایا کہ اہل عراق تمکو قسم خدا کی کہ تم یہ جانتے ہو کہ مین نواسا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا
اور جگر گوشہ فاطمہ زہرا کا اور قرۃ العین علی مرتضے کا اور برادر حسن مجتبے کا ہون اور چچا میرا جعفر طیار ہے جناب الہی
ہے اور میرے باپ کا چچا حمزہ سید الشہدا ہے کہا اوس قوم نے اے حسینؑ جو کہتا ہے تو صدق اور راست ہے
آپنے فرمایا جو تم مجھکو سچا اور ایسا جانتے ہو پس کس طرح سے قتل کرنا میرا درست سمجھتے ہو اور وہ پانی کہ یہود اور نصارا
اور جانور اور سگ اور خنزیر پیتے ہین مجھسے بند کرتے ہو کہ جان میری اور اہل بیت میرے کی مارے تشنگی کے
ہلاکت کو پہنچی ہے اور مین تمھارا بلایا ہوا آیا ہون اور پھر پکار کر کہا آپنے کہ اے عمر سعد اور اے حجر ابن حجاج اور اے شبث بن ربعی
اور اے فلان فلان تمنے مجکو خط اور ایلچی بھیج کر بلوایا اور آج میرے مقابل قتال کے واسطے آئے ہو یہ کیا حرکت ہے اونھون نے خطون کے
بھیجنے سے انکار کیا کہ ہمکو خبر بھی نہین آپنے اون کے خط منگا کر دکھا دیئے وہ بیچارا باخطا کہنے لگا کہ ہمنے بیوقوفی اور بے عقلی سے
لکھے تھے آپنے فرمایا کہ تم خدا اور رسول خدا سے شرم کرو اور روز قیامت سے اور ظلمات جہنم سے ڈرو **فرد** فریاد از آن زمانکہ علم زد بصوت محشر
از رسول کے آوے شہیدان کربلا ✣ **فرد ہندی** لرزیگا عرش روز قیامت کو جبکہ آہ ✣ کھینچینگے وا ے وے شہیدان کربلا ✣ بعد اس کے فرمایا
کہ الحمد للہ حجت میری تم پر تمام ہوئی اور تمکو مجھپر حجت کچھ نہین ہے اور جو کہ حق ارشاد و نصیحت کا تھا مین بجا لایا عمر سعد نے کہا اے حسین

یہ باتین اب کام نہین آتی ہین یا یزید کی بیعت قبول کریا اپنی ہلاکت اوس مردود نے یہ کہکر تیر کمان مین رکھکر حضرت امام حسینؑ
کی طرف پھینکا اور کہا کہ اہل کوفہ گواہ رہنا کہ پہلے سب سے مین نے لشکر حسین پر تیر مارا ہے اور گواہی امیر کے پیش آگے یعنی ابن زیاد کے حضور مین
دینا سبحان اللہ عجب شان الٰہی ہے کہ حضرت سعد بن قلص کا تیر حضرت پیغمبر صلعم کے روبرو پہلی پہل کافرون کی فوج پر چلا تھا اور اون کے
فرزند ناپسند کا تیر پہلی پہل حضرت حسین کی فوج پر پڑا الحاصل حضرت امام حسینؑ باگ گھوڑے کی ادھر پھیر کر اپنے لشکر مین تشریف لائے اور خلعت
صبر رضا کا کہ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ اور جامۂ استقامت کے آراستہ کیا اور دل جلالت منزل کو اوپر محاربہ اور
جنگ مخالفون کے رکھا اور اپنے ملازمون سے فرمایا کہ خندق مین آگ لگا دو تو کوئی بد ذات اور بد صفات خیمون کی طرف اور
مستورات کی طرف نہ جانے پاوے بموجب حکم عالی کے خندق مین آگ دے دی ادھر آتش خندق شعلہ زن تھی ادھر نائرۂ قتال کا
اشتعال تھا کہ اتنے مین مالک بن عروہ گھوڑا دوڑا کر حضرت امام حسین کی فوج کے روبرو آیا اور اونچی پکار کر کہا لیکن اوس مردود ملعون نے وہ کہا
کہ اوس کے لکھنے کو جی نہین چاہتا مگر چونکہ نقل کفر کفر نہین ہوتی لکھا جاتا ہے کہ اوس نے یون بکا کہ اے حسینؑ آخرت کی آگ سے پہلے تو نے یہین
آگ لگائی حضرت امام نے فرمایا جھوٹا ہے اے دشمن خدا کیا تجھے یہ گمان ہے کہ مین دوزخ مین جاونگا اور تو بہشت مین مسلم ابن عوسجہ نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اگر فرماؤ تو ایک تیر اس مردود کے منہ پر ماروں آپ نے فرمایا اے مسلم مین نہین چاہتا کہ پیش دستی اور پہل ہماری طرف سے
ہووے لڑائی مین اور تو قدرت خدا کی دیکھ کہ کیا ہوتا ہے یہ فرما کر آپ نے رو بقبلہ ہو کر کہا الٰہی کھینچ تو اسکو طرف آگ کے اور آتش دوزخ سے
پہلے اس کو چاشنی دنیا کی آگ کی چکھا دے کہ ہمین پاون اوس مردود دوزخی کا رکاب سے نکل گیا اور باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی اور گھوڑے نے
ادھر ادھر دوڑ کر اوس ناری کو خندق کی آگ مین ڈالدیا اور وہ مردود جلکر مرگیا خروش اور فغان لوگون سے اوٹھی حضرت امام حسینؑ نے
سجدۂ شکر کا کیا اور پکار کر کہا کہ الٰہی ہم ذریت اور اہل بیت تیرے رسول صلعم کے ہین داد ہماری ان ظالمون سے لیجیو یہ سنکر ابن اشعث
نے کہا کہ اے حسین تجھکو ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا قرابت ہے اور خوشی ہے کہ دم بدم لاف اور شیخی مارتا ہے تو یہ بات سنکر حضرت
امام حسینؑ کو غیرت آئی اور سر نیاز سے بیچ درگاہ کریم کارساز کے دعا کی کہ الٰہی پسر اشعث کا میرا نسب قطع کرتا ہے اور مجھکو تیرے
پیغمبر صلعم کا فرزند نہین سمجھتا تو آج ہی اسکی خواری مجھکو دکھا اور رگ جان کی قطع کر ہنوز تیر دعا کا ہدف آسمان پر نہ پہونچا تھا
کہ شہباز قضا کا فضائے عالم دہر سے دھر جھپٹا اور فی الفور اوس موذی کے پیٹ مین درد اوٹھا اور قضائے حاجت کے واسطے
گھوڑے سے نیچے اوتر بیٹھا کہ ایک سیاہ بچھو نے اوس کی ستر مین ڈنک مارا کہ وہ نجاست مین لوٹتا لوٹتا
مرگیا اور جعدہ مرقی نے آگے آن کر کہا اے حسینؑ یہ پانی فرات کا کہ دیکھتا ہے تو موج مار رہا ہے

قسم خدا کی کہ تو ایک قطرہ بھی نہ چکھیگا اور تشنگی سے ہلاک ہوگا حضرت امام حسین علیہ السلام نے دعا کی کہ الٰہی مار اسکو تشنہ فی الحال گھوڑا اوس مردود کا کودا اور بھاگا اور اُس کو اپنے اوپر سے ڈالدیا کہ وہ مردود گھوڑے کے پیچھے دوڑا یہانتک کہ تشنگی اور پیاس نے اوس پر غلبہ کیا اور العطش کہتا تھا اور بیتاب تھا لوگ اوسکو لب آب پر لیگئے مگر اوسکو مارے اضطرابی اور بیقراری کے قدرت پانی پینے کی نہوئی اور اوسی حال مین وہ شقی جان دی الغرض اہل عراق اور اہل شام اس قدر تھے سیاہ باطن اور بدانجام کہ ایسی کرامات دیکھتے تھے لیکن ویسی ہی جہالت اور عناد پر استقامت رکھتے تھے

قطعہ

اشقیا منکر کرامات اند * بر بساط مناکرت مانند *
اولیا را چو خویش پندارند * سر بہ اہل فنا فرو نارند

قطعہ ہندی

شقی جو ہین منکر کرامات کے * وہ قایل نہین حق کی آیات کے *
نہون معتقد اولیا کی کبھی * گرفتار ہین اپنی ہی بات کی *

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر مستجاب الدعوات بندہ خاص قاضی الحاجات شاہزادہ کونین قرۃ العین نبی الثقلین جناب امام حسین اوس قوم بے وفا پر جفا کے واسطے جیسی دعا کرتے امید قبولیت کی تھی کیا تاب و طاقت تھی اوس قوم بے حیا کی کہ آپ کی جناب مین بے ادبی اور گستاخی اور بے اعتنائی کرتی لیکن چونکہ تقدیر ازلی ساتھ معاملہ اہل نبوی کے یاین طور متعلق تھی اور جناب شہادت مآب کو درجہ شہادت عظمے حاصل کرنا تھا پس ہر حال مین راضی برضا رہے اور تابع تقدیر و قضا رہے اور صبر و سکوت اختیار کی اور نقد جان راہ عشق دوست مین نثار کی القصہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بعد نصیحت اور فہمایش مکرر کے جب دیکھا کہ یہ قوم قاسی القلب ہرگز جہل اور عناد سے باز نہین آتی اور کجروی چھوڑ کر سیدھی راہ کی طرف نہین جاتی اور یہی کہتے ہین کہ یا یزید کی بیعت قبول کرو یا ہم سے لڑو تب آپنے ناچار ہو کر فرمایا بہتر جنگ مین نے قبول کی لیکن چاہیئے کہ ایک سے ایک لڑتا جاوے تا معلوم ہووے کہ مرد کون ہے اور نامرد کون ہے اور ہنرمند کون ہے اور بے ہنر کون ہے مخالفون نے کہا بہتر ہے ہم اسی طرح سے لڑینگے اور عرب کی لڑائی کا یہ طور ہے کہ ایک کے مقابل ایک لڑنے کو آتا ہے اور معرکہ حرب و قتال مین نام اور لقب اپنا اور فخر اپنی قوم اور قبیلہ کا اور اپنے دلاوری اور بہادری کا ظاہر کرتا ہے اور اس مضمون کا شعر پڑھتا ہے کہ اوسکو رجز کہتے ہین الغرض حضرت امام حسین اپنے لشکر کی صف مین تشریف لائے اور مستعد بجنگ ہوے کہ اتنے مین عمر سعد کے لشکر مین سے ایک مردود دلاور نامدار میدان مین آیا کہ نام اوس کا سالم ہے اور بعضی کتابون مین لکھا ہے کہ نام اوس کا سامحہ ہے اور کوفہ کے سردارون اور بہادرون مین بڑا ہی نامور مشہور ہے مرکب تیز گام پر سوار اور وردی ملوکانہ اوسکے سلاح و ہتیار گھوڑا پھینکتا ہوا اور جولان دیتا ہوا میدان کارزار مین آشکار ہوا اور رجز پڑھکر ہل من مبارز کی دی اور مقابلہ اور مقاتلہ کرنے والا چاہا حضرت امام حسین کے پاس زہیر ابن القین کھڑا تھا اوسنے عرض کی کہ

کہ یہ مرد کہ میدان میں آیا ہی مبارز صف شکن اور دلاور غرا فگن ہے مجھکو اجازت ہو تو اوس سے ہمسری کروں میں اور علم لانے وگذار
کا کہ ساحت میدان میں اپنے بلند کیا ہے اوسکو ساتھ بازو قوت غلبہ کر توڑوں میں نے زہیر کو اجازت دی زہیر کہ مبارز مردانہ اور دلاور
فرزانہ تھا مقابل سالم کے میدان میں آیا اور گھوڑے کو جولانی دی فرد افگند مرکب بمیدان دلیر بغرید چون تند شیر
فرد یعنی نیزہ بحیدودیا دفعتاً جولان میں ٭ چو شیر کی مانند دی آواز پھر میدان میں ٭ سالم کے بدن میں خوف زہیر سے لرزہ پڑا اور وہ
مقابل آکر نصیحت کرنے لگا زہیر نے ایسا نیزہ اوس کے منہ پر مارا کہ گردن کے پیچھے سے نکل گیا اور سالم نے گھوڑے سے گر کر ساتھ خواری کے
جان دی اور جب اوس کا کام تمام ہوا زہیر اپنے لشکر کی طرف پھر آیا اور نعرہ مارا کہ میں ہوں زہیر ابن القین کون ہے کہ میرے سامنے آوے تا کہ ایک دگر زور آزمائی کریں
ہم دیکھیں کہ ہمت کسکو یاری دیتا ہے اور کسکی شوکت کو خاک خواری پر ڈالتا ہے فرد کوئے عشق است در تو تم بلا ہے ٭ کو حریفے
کہ قدم بر سر نہد کوئی نہد فرد کوئے عشق ہے اور نہ تم بلا ہے درپیش ٭ ہم بھی دیکھیں کہ میاں کون قدم رکھتا ہے اہل عراق اور شام نے
کہ نام اوس یگانہ آفاق کا سنا اور پہلے سے آوازہ اوس کی شجاعت کا اور دبدبہ اوس کی ہیبت کا اون کے کانوں میں پہنچا
ہوا تھا سب نے سر نیچے ڈالا اور اوس کے مقابلہ سے ڈرے جب عمر سعد نے اپنی فوج پر آواز کی کہ یہ کیا بے ہمتی ہے کہ
کوئی تم میں سے میدان میں نہیں جاتا کہ اسمیں نصر ابن کعب کہ بڑا بہادر ہے اور برابر سو سوار کے عرب میں اوسکو گنتے تھے
مقابل زہیر کے میدان میں آیا اور اوسنے چاہا کہ زہیر کو باتوں میں لگا کر اور غافل دیکھکر نیزہ مارے زہیر نے فریب اوس کا سمجھ کر ساتھ کمال
چالاکی کے ایک ضرب شمشیر سے سر اوس کا اوڑا دیا بعد اوس کے بھائی نصر کا کہ صالح اوس کا نام ہے میدان میں آیا اوسنے بھی جام موت کا
زہیر کے ہاتھ سے نوش کیا پھر بیٹا صالح کا کہ کعب نام تھا زہیر کے مقابل ہوا زہیر نے نیزہ اوس کی ناف پر مارا کہ پیٹھ سے نکل گیا اور بجانب عدم کے
روانہ ہوا بعد اس کے زہیر نے گھوڑا اپنا دوڑایا صف پر جھپٹا اور کئی کو راہ فنا کو بھیجا اور اودھر سے پھر کر مقابل سپاہ دین کے آکر کہا کہ
اب کون مقابل آتا ہے جو اوسکے مقابل آتا تھا ساتھ نیزہ کے ہاتھ عمر شجاعان کے فتنہ انگیز تھا اور ہاتھ قضا عاشقان کے سکیں کے
خون ہیں تھا خون اوس کا گراتا تھا اور خون کو ساتھ خاک میدان کے ملاتا تھا یہانتک کہ تھوڑی دیر میں ستائیس سردار بہادر
شربت موت کا چکھایا فرد عزیزان سپہر جا بجی میشتا ٭ یہ نیزہ دل پہ دشمنان میں گافتہ فرد ہر طرف نیزہ سے
کہتا تھا مصف دشمنوں کے دل کو دیتا تھا شگاف ٭ عمر سعد نے عبد الاحجار سے کہا کہ تو پشت و پناہ میرے لشکر کا ہے
مقابل زہیر کے ہو اور جو تیری عرض اور حاجت ہوگی میں روا کر دونگا اور بہت تجھکو انعام دونگا
حجار نے کہا ہیہات ہیہات اے عمر سعد تو عمر کی آتش کے شیر کے کیا کر سکتی ہے اور بجز آگے شہیار کے

کب اوٹھ سکتی ہے زہیر ابن القین دلاور اسدی یعنی قبیلہ بنی اسد سے ادھر تھا برابر ہزار سوار کے حرب مین گنا جاتا ہے مین اپنی جان سے
سیر نہین ہوا کہ اوس سے مقابلہ کرون **فرد** گورنے کہ با شیر بازی کند * بخون خودش ترکتازی کند * **فرد**
شیر سے جو گوزن جنگ کرے * ہے وہ شیشہ کہ قصد سنگ کرے * مگر ایک صلاح ہے جو تجکو پسند آوے کہ تین مقامون پر سو سوار گھات کی جگہ پر
استادہ ہین اور مین اوس سے مقابلہ کرتا ہون جس وقت کہ مجھمین اور اوسمین نیزہ بازی اور تیغ اندازی اور صنعت اور کاریگری
سپاہ گری کی ہونے لگے گی اور وہ مجھپر حملہ کریگا تو مین بھاگ کر پہلے سو سوارون مین آونگا جب وہ اس صف کو بھی توڑے گا تو
مین دوسرے سو سوارون مین آونگا جب وہ اوس صف کو بھی توڑیگا تو مین تیسرے سو سوارون مین آونگا پھر سب ملکر اوسے گھیر
لینگے اور ہر طرف سے اوسپر ضرب نیزہ اور شمشیر کی دینگے شاید کہ اس حکمت سے وہ گھوڑے سے گرے عمر سعد کو یہ رائے پسند آئی اوس
ویسا ہی کیا اور زہیر بیخبر اس مکر سے میدان مین کھڑا ہوا منتظر تھا کہ مخالفون مین سے کونسا بہادر نکلتا ہے اور لب خشک ہو رہے
تھے اور تشنگی کا غلبہ تھا کہ ناگاہ حجر میدان مین آیا اور دور کھڑا رہا زہیر نے کہا اے حجر نزدیک آ تو ہم اور تو آپسمین کام سپاہ گری کا
بجا لاوین حجر نے کہا مین تجھسے لڑنے کے واسطے نہین آیا ہون بلکہ نصیحت کے واسطے حاضر ہوا ہون کہ تو ایسا شجاع اور بہادر ہے اگر ابن زیاد
کی خدمت مین رہے تو دولت اور مال سے کمال بہرہ مند ہو تیری کیا عقل ہے کہ حسین کے پاس ہے تو کہ وہ مال و منال اور اختیار اور اقتدار
نہین رکھتا زہیر نے کہا اے ملعون جو دولت کہ حسین کے پاس ہے وہ اوس مردود کے پاس کہان ہے **مصرعہ** چہ نسبت خاک را با عالم پاک * زہیر نے
حملہ اوسپر کیا کہ وہ بھاگا زہیر کو دریغ آیا کہ یہ غدار مکار ہاتھ سے جاتا ہے چاہا زہیر نے کہ اسکو بھی واصل جہنم کا کیجیے زہیر نے گھوڑے کو باگ دیکے اوسکے پیچھے دوڑایا
کہ حجر نے بھاگ کر گھات کی جگہ اپنے تئین کیا اور پیادہ ہوا اور پکار اٹھا کہ جلدی پہنچو سوار کہ گھات مین لگ رہے تھے نکلے اور زہیر کو گھیر لیا اور ہر طرف سے
طعن و ضرب نیزہ و تیغ کا سر دہرنے لگا زہیر نے کچھ اندیشہ نکیا اور نیزہ و شمشیر سے سوارون پر تاخت لایا کہ سوارون نے پیٹھ پھیری اور دوسری گھات کی جگہ
پہونچے کہ زہیر پیچھے جھگتا ہوا وہانتک پہونچا اور وہان بہت مردون کو مار کر تیسری جگہ پہونچا آخر کو سوارون نے ہر طرف گھیر لیا اور زہیر نے اپنے نیزہ
ہاتھ سے ڈالکر شمشیر میان سے کھینچ لی اور سوار و حیب و راست سے تاخت لایا اور بہت دشمنون کے سر تن سے جدا کیے **فرد** آفرین برق تیغت کو بیکدم خصم را
فرق پیدا و میان تنگ و مغفر بیکند * **فرد ہندی** آفرین صد آفرین ہے تیری برق تیغ کو * دم مین خاکستر کیا ہے جیسے خرمن زندگی
الغرض پچاس سوار کو زہیر نے راہ عدم کا راہی کیا اور نود زخم سر سے پاؤن تک کھائے جب زخمون سے چور ہوا اور حضرت امام حسین نے وہ حال مشاہدہ کیا فرمایا
کہ زہیر کی مدد کرو اور لاؤ کہ سعد غلام حضرت امام کے نے ساتھ دس لڑکے اوپر فوج مخالف کے حملہ کیا اور کئی سوارون کو جان سے بیجان کیا اور زہیر
کو دشمنون کے لشکر سے باہر لایا اور حضرت امام کی فوج مین پہونچایا حضرت امام حسین زہیر کے سرہانے آ کھڑے ہوئے اور زہیر نے آپکے جمال باکمال پر

نظر کی اور زور کرکر اپنے سر کو آپکے قدمون تک پونچایا اور آنکھون کو قدم مبارک سے ملا **فرد** خاکِ قدم دوست شدم نیست کسے را
این عیش کہ امروز مرا و قدم تست **فرد ہندی** خاکِ قدم دوست ہوا کام برآیا٭ یہ عیش جو ہے آج مجھے اور کسے ہے
حضرت امام برحق نے صد آفرین اور مرحبا فرمائی اور کہا کہ اے زہیر ہنس بولو اور کچھ بات کہو عرض کی کہ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
جام آب لال کا میرے واسطے لائے ہین مین پیلون تو بولون حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جو مین اسکے واسطے جام لائے ہین پھر زہیر کو دیکھا کہ ہونٹ
اور منہ ہلاتا تھا کہ جیسے کچھ پیتا ہے اوس وقت طوطی روح اوسکی نے طرف شکرستان بیرقون فرحین کے پرواز کی حضرت شاہزادہ حسین
بہت روئے اور فرمایا کہ خوشی اور خنکی ہو زہیر کو کہ بہشت مین میرا ہمسایہ ہے اور خدائے عزوعلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اوس سے راضی ہین
فائدہ جاننا چاہیے کہ حضرت حسین کے یارون اور دلاورون نے ایسی ہی بہادریان اور جوانمردیان کین ہین کہ قطع نظر کرامات سے یہ جرات اور شجاعت
کسی زمانہ مین کسی پہلوان سے اور کسی میدان مین ظاہر نہین ہوئی انصاف اور حق یہ ہے کہ اگر یہ جراتین رستم گرد معائنہ کرتا ساری عمر کبھی دلاوری کا نام لیتا
اور روئین تن اگر یہ شجاعتین مشاہدہ کرتا عرق خجالت سے موم کے مانند پگل جاتا القصہ بعد شہادت پانے زہیر کے غلام زیاد کا اور غلام عبید اللہ ابن زیاد کا
جیسے رعد و برق کے مسلح اور زرہ پہنے ہوئے میدان مین اسپ کو جولان دیکر مقابل کو چاہا بریر ابن حضیر ہمدانی اور حبیب ابن مظہر نے اجازت
چاہی تھی آپنے اونکو اجازت ندی کہ اتنے مین عبد اللہ ابن عمر کلبی نے آپ سے اجازت چاہی آپنے اوسکو اجازت دی اور فرمایا کہ دیکھ دونون اسکے
ہاتھ سے مارے جاوینگے الغرض عبد اللہ اجازت لیکر اون دونونکے مقابل ہوا کہ اونمین سے ایک نے عبد اللہ پر نیزہ چلایا اوسنے نیزہ خالی
دیکر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا دیا کہ وہ زخمی ہوکر گھوڑے سے گرا عبد اللہ نے چاہا کہ کام اوسکا تمام کرے کہ دوسرا تیغ کھینچے ہوئے پیچھے سے آیا اور قصد کیا
کہ ایک ہاتھ تلوار کا مارے اور حضرت امام حسین کے لوگ پکار اٹھے کہ اے عبد اللہ خبردار ہو اور عبد اللہ نے کچھ خیال نہ کیا اور وہ جو گھوڑے سے گرا تھا
اوسکے سینہ پہ پیلا تلوار کا رکھکر جو زور کیا تلوار پیٹ سے اودھر نکل گئی کہ دوسرے غلام نے تلوار عبد اللہ پر ماری اور اوسنے ہاتھ پر لی
اونگلیان عبد اللہ کی قلم ہوگئین عبد اللہ نے تلوار اوسی پہلے غلام کے سینے سے کھینچکر سر پر غلام دوسرے کے ماری اور کام اوسکا تمام کیا اور
دونون کو مار کر میدان مین پکارا کہ اب کون ہے جو میرے مقابل آتا ہے وہ ظالم عہد شکن چار طرف سے اوس پر گرے اور عبد اللہ گھرا ہوا تھا
اور چپ و راست تاخت کرتا تھا اور داد دلاوری کی دیتا تھا اور بہت عدو دین کو دوزخ کی طرف روانہ کرتا تھا
آخر کو زخمون سے چور ہوکر شربت شہادت کا پیا اور بہشت کی طرف راہی ہوا بعد شہادت عبد اللہ کے بریر ابن حضیر ہمدانی
ساتھ اجازت حضرت امام کے میدان مین آیا اور قتال اور جدال مخالفون سے کی اور ایسی بہادری اور دلاوری کی کہ
فلک دوار اوس جنگ اور چالاکی کو دیکھکر حیران تھا اور مریخ خنجر گزار انگشت تحیر بدندان تھا **بیت**

نظر کی اور زور کر کے اپنے سر کو آپکے قدمون تک پونچایا اور آنکھون کو قدم مبارک سے ملا **فرد** خاکِ قدم دوست شدم نیست کسے را
این عیش کہ امروز مراو رقدم تست **فرد ہندی** خاکِ قدم دوست ہوا کام برآیا ٭ یہ عیش جو ہے آج مجھے اور کسے ہے
حضرت امام برحق نے صد آفرین اور مرحبا فرمائی اور کہا اے زہیر منہہ سے بول اور کچھ بات کہہ عرض کی کہ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جام آب لال کا میرے واسطے لائی ہین مین پیلون تو بولون حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جو مین اسکے واسطے جام لائین مین پھر زہیر کو دیکھا کہ ہونٹ
اور منہہ ہلاتا تھا کہ جیسے کچھ پیتا ہے اسی وقت طوطی روح اوسکی نے طرف شکرستان بہشت کے پرواز کی حضرت شاہزادہ حسین
بہت روئے اور فرمایا کہ خوشی اور خنکی ہو زہیر کو کہ بہشت مین میرا ہمسایہ ہے اور خدائے عز و علا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس سے راضی ہین
فائدہ جاننا چاہیے کہ حضرت حسین کے یارون اور دلاورون نے ایسی ہی بہادریان اور جوانمردیان کین ہین کہ قطع نظر کرامات سے یہ جرأت اور شجاعت
کسی زمانہ مین کسی پہلوان سے اور کسی میدان مین ظاہر نہین ہوئی انصاف اور حق یہ ہے کہ اگر یہ جرأتین رستم گرد معائنہ کرتا ساری عمر کبھی دلاوری کا نام لیتا
اور روئین تن اگر یہ شجاعتین مشاہدہ کرتا عرق خجالت سے موم کے مانند پگل جاتا القصہ بعد شہادت پانے زہیر کے غلام زیاد کا اور غلام عبید اللہ ابن زیاد کا
جیسے زرق و برق سے سلاح اور زرہ پہنے ہوئے نکلے میدان مین اسپ کو جولان دیکر مقابل کو چاہا بریر ابن حضیر ہمدانی اور حبیب ابن مظہر نے اجازت
چاہی تھی آپ نے اونکو اجازت نہ دی کہ اتنے مین عبد اللہ ابن عمر کلبی نے آپ سے اجازت چاہی آپ نے اوسکو اجازت دی اور فرمایا کہ یہ دونون اسکے
ہاتھ سے مارے جاوینگے الغرض عبد اللہ اجازت لیکر اون دونون کے مقابل ہوا کہ اونمین سے ایک نے عبد اللہ پر نیزہ چلایا اور اوسنے نیزہ خالی
دیکر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا دیا کہ وہ زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا عبد اللہ نے چاہا کہ کام اوسکا تمام کرے کہ دوسرا تیغ کھینچے ہوئے پیچھے سے آیا اور قصد کیا
کہ ایک ہاتھ تلوار کا مارے اور حضرت امام حسین کے لوگ پکار کے کہ اے عبد اللہ خبردار ہو اور عبد اللہ نے کچھ خیال نہ کیا اور وہ جو گھوڑے سے گرا تھا
اوسکے سینہ پر پہلا تلوار کا رکھہ کر جو زور کیا تلوار پیٹ سے اودھر نکل گئی کہ دوسرے غلام نے تلوار عبد اللہ پر ماری اور اوسنے ہاتھ پر لی
انگلیان عبد اللہ کی قلم ہوگئین عبد اللہ نے تلوار اوس پہلے غلام کے سینے سے کھینچکر سر پر غلام دوسرے کے ماری اور کام اوسکا تمام کیا اور
دونون کو مار کر میدان مین پکارا کہ اب کون ہے جو میرے مقابل آتا ہے وہ ظالم عہد شکن چار طرف سے اوسپر گرے اور عبد اللہ کھڑا ہوا تھا
اور چپ و راست تاخت کرتا تھا اور داد دلاوری کی دیتا تھا اور بہت عدد دون کو دوزخ کی طرف روانہ کرتا تھا
آخر کو زخمون سے چور ہو کر شربت شہادت کا پیا اور بہشت کی طرف راہی ہوا بعد شہادت عبد اللہ کے بریر ابن حضیر ہمدانی
ساتھہ اجازت حضرت امام کے میدان مین آیا اور قتال اور جدال مخالفون سے کی اور ایسی بہادری اور دلاوری کی کہ
فلک دوّار اوس جنگ اور چالاکی کو دیکھکر حیران تھا اور مریخ خنجر گذار انگشت تحیر بدندان تھا **بیت**

حملی نے مقاتلہ کر کے بہت ظالمون کو قتل کیا اور اس قدر دلاوری کی کہ بیان سے خارج ہے تب عمر سعد کے سردارون نے یہ صلاح کی کہ طرح ہم حسین کے بہادرون سے برابر نہو سکینگے بہتر یہ ہے کہ سب ملکر ایکدفعہ حملہ کرین الغرض بہت سوارون نے ملکر حضرت امام برحق کے لوگون پر حملہ کیا اور ہاشمی بہادرون نے اور آپکے ملازمون نے سعی بلیغ کر کر اونکو دفع کیا لیکن مسلم بن عوسجہ چند زخمون سے ہوکر گھوڑے سے گر پڑے حبیب ابن مظہر کو وصیت کی کہ بغیر شہید ہونے کے تو بھی ان ملعونون سے جنگ کئے جائیو تا کہ حسین کے روبرو شہادت پائیو حبیب نے کہا قسم رب کعبہ کی ایسا ہی کرونگا بعد شہادت مسلم اور نافع کے عبدالرحمن ابن عبداللہ یزنی نے عرصہ کارزار مین آکر یہ رجز پڑھا **فرد**

انا عبد الرحمن من آل یزن * دینی علی دین حسین و حسن * **ترجمہ** مین ہون عبدالرحمن آل یزن * مرا دین دین حسین و حسن *

اور بہانتک لڑا کہ شہید ہوا بعد اوسکے یحیی بن سلیم مازنی شہید ہوا اور بعد اوسکے قرہ بن قرہ غفاری نے شہادت پائی بعد اوسکے مالک بن انس المالکی نے بعد کوشش بسیار کے رخت زندگانی کا طرف سراے آخرت کے کھینچا بعد اوسکے عمرو بن مطاع الجعفی ساتھ عزّ شہادت کے فائز ہوا بعد اسکے حبیب بن مظاہر اسدی عرصہ قتال مین آشکار ہوا اور خوب لڑا آخر کو خلعت شہادت کا پہنا بعد اوسکے غلام ابی ذر غفاری کہ جو ام دلاوری کا تھا شہید ہوا بعد اسکے عابس جعفی نے شہادت پائی بعد اوسکے مسروق بن حجاج کہ حضرت امام حسین کا موذن تھا شہید ہوا بعد اوسکے جنادہ بن حارث انصاری جان ہار کر کر طرف فردوس کے گیا بعد اوسکے عمرو بن جنادہ مبانت ساتھ جان ہار کے کر جنت مین اپنے باپ کے نزدیک پہنچا بعد اوسکے ایک نوجوان میدان مین آیا کہ اوسکا باپ پہلے شہید ہو لیا تھا اور اوسکی ماں نے اوسکو میدان مین بھیجا تھا کہ حسین بن علی پر اپنے تئین فدا کرے اور حق امت ہونیکا ادا کرے جبکہ حضرت امام حسین نے دیکھا کہ وہ لڑکا واعیہ قتال رکھتا ہے آپنے فرمایا کہ باپ ابھی شہید ہوا ہے پس اسکی مادر اسکے قتال سے کاہیکو راضی ہوگی لڑکے نے سنکر کہا مین اپنی ماں سے رخصت لیکر آیا ہون اور اونہین نے مجکو میدان کارزار مین بھیجا ہے پھر اوسنے میدان مین مقابل صف اعدا کی یہ رجز پڑھا **قطعہ** امیری حسین و نعم الامیر * سرور فواد البشیر و نذیر * علی و ولی فاطمہ والدہ * فہل تعلمون لہ من نظیر * لہ طلعۃ مثل شمس الضحی * لہ غرۃ مثل بدر منیر * **ابیات ہندی** حسین ابن حیدر ہے میرا امیر * مبارک امیر و بشیر و نذیر * سر جان و دل احمدی کا ہے چین * علی فاطمہ کا ہے وہ نور عین * جہان مین نہین آج اوسکا نظیر * وہ ہے جیسے عزت کا بدر منیر * وہ طلعت مین ہے مثل شمس الضحی * وہ خلقت مین جیسے نور الہدی * اور قلع اور قمع دشمنون کا قرار واقعی کر کر مقام شہادت کو پہنچا لکھتے ہین کہ ظالمون نے از رہ شیطنت و بے رحمی کے سر اوسکا کاٹ کر طرف سپاہ حضرت امام مظلوم کے پھینک دیا کہ ماں اوس لڑکے کی دوڑی اور سر اپنے فرزند کا اوٹھا کر اپنی آنکھون سے اور منہ سے ملا اور کہا

خوب کام کیا تو نے اے فرزند میرے اور اے فرحت دینے والے میرے دل کے اور اے خنکی آنکھون میری کی بعد اوسکے وہ سرا اور ایک کے
مخالفون مین سے کھینچکر مارا اور وہ مخالف اوس صدمہ سے اوسی وقت جہنم کو پہونچا پھر اوس بی بی مردانہ دل نے چوب خیمہ کی لیکے
مخالفون پر حملہ کیا اور دو شخص کو مارا اور دوزخ کو بھیجا تب حضرت امام حسین نے اوسکو منع فرمایا اور مستورات مین بھیجا بعد اوسکے عمرو بن قرظہ انصاری
جام شہادت کا پیا اور بعد اوسکے عبد الرحمن بن عروہ نے شربت شہادت کا نوش کیا اور دونون نے کمال دلاوری اور بہادری کی پھر عابس بن ابی شبیب
شاکری نے قصد قتال کا کیا اور اپنے غلام سے کہ شوذب اوسکا نام ہے پوچھا کہ تو آج میرے ساتھ کیا معاملہ کریگا اوس غلام نے کہا کہ اے آقا اے نامدار
ہمراہ رکاب تیری کے حسین کے دشمنون پر تلوارین مارونگا تا کہ شہید ہون عابس نے کہا میرا بھی یہی گمان تھا کہ تو ایسا ہی کہیگا اب قدم آگے رکھ
آج کا دن وہ ہے کہ ہم خدا سے اجر طلب کرتے ہین جس قدر کہ ہمارے واسطے آج مقدر ہے اور پھر یہ دن کب ہاتھ آتا ہے بعد اسکے عابس بیچ خدمت
حضرت امام حسین کے آیا اور سلام کیا اور عرض کی کہ یا ابا عبد اللہ تیرے سوا کوئی میرا عزیز اور دوست زیادہ نہین ہے اگر کوئی چیز نفیس جان سے
ہوتی مین وہ تجھپر فدا کرتا اگر جان سے زیادہ اور چیز کوئی نہین ہے پس وہ تجھپر نثار کرتا ہون یہ کہکر اور شمشیر کھینچکر صف اعدا پر حملہ کیا اور
ہیبت اور دہشت اوسکی مخالفون کے دل مین زیادہ تر شیر ژیان اور پیل دمان سے پڑی اور ہنر سپاہ گری کے اس قدر اوس سے ظاہر ہوئے
کہ طائر ہوش وحواس دیکھنے والون کا آشیانہ دماغ سے صحرائے تحیر کو پرواز کر گیا اور مخالفون مین سے کسیکو قدرت نتھی کہ مقابل اوس
شہسوار نامدار کے آوے عمر سعد نے کہا کہ سب ملکر ایکبار اسپر حملہ کرو انبوہ کثیر نے اوسپر حملہ کیا اور تیرون کا اور پتھرون کا مینہہ اوسکے
اوپر برسایا کہ عابس نے ناچار ہوکر زرہ اور خود اپنا پھینک دیا اور ہلکا ہوکر تاخت مخالفون پر لایا ربیع ابن تمیم کہتا ہے کہ مین دیکھتا تھا
قسم خدا ے زمین و آسمان کی کہ قریب دو سو آدمی کے اوسنے اپنے آگے رکھہ لیے تھے اور بھگائے لیے جاتا تھا اور کشتون کے پشتے لگاتا تھا
یہان تک کہ عابس اور غلام اوسکا تیرون اور پتھرون سے اور نیزون اور تیغون سے نہایت زخم کھا کر دار السلام مین داخل ہوئے
بعد اوسکے عبد اللہ اور عبد الرحمن کہ بنی غفار سے ہین حضرت امام برحق سے اجازت لیکر اور بشارت بہشت کی پاکر
میدان مین آئے اور روضہ رضوان مین پہونچے پھر غلام ترک حضرت امام حسین کا کہ حافظ قرآن اور قاری تھا میدان مین آیا
اور بہت مردودون کو مارا اور زخم گران اوٹھا کر گرا کہ آپ اوسکے سر پر جا کر کھڑے ہوئے آپکو دیکھکر ہنسا اور ساتھ رحمت حق کے
واصل ہوا بعد اوسکے حنظلہ بن سعد العجلی میدان مین آیا اور جنگ مردانہ بجالایا تا کہ شہادت پائے بعد اوسکے یزید ابن زیاد المشعب
میدان مین آیا اعدا کی طرف کبھی تیر مارے اور کئی شخص کو دوزخ کو روانہ کیا آخر کو آپ بھی شہید ہوا بعد اوسکے ہر ہر یار و دوستدار
حضرت امام برحق کا آتا تھا اور آپکو سلام کر کر اور رخصت ہوکر میدان مین جاتا تھا اور داد شجاعت کی دیکر جام شہادت کا پیتا تھا

یہان تک مقدمہ آنکر پہونچا کہ سوا اہلبیت کے یارون مین سے کوئی باقی نرہا اور حضرت امام حسینؑ کے کسی اصحاب کا احوال مین نے نہین لکھا اگرچہ تاریخ کی
کتابون مین لکھا ہے اور ان صاحبون کا بھی احوال جو کہ اس کتاب مین لکھا ہے بہت مختصر اور تھوڑا تھوڑا چھانٹ کر لکھا ہے تاکہ یہ رسالہ بڑا نہو جاوے

مخزن آٹھوان بیچ ذکر شہادت حضرت حُر کے اور بیان شہادت خویش و اقربا حضرت امام حسینؑ کے

اور بیچ خاطر سعادت مآثر محبان اہلبیت کے ظاہر اور ہویدا ہووے کہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ جب بہتر سے زیادہ یار حضرت امام حسینؑ کے
خلعت شہادت کا اپنے بدنون پر راست کر چکے اور حضور رب تعالیٰ مین پہونچ چکے اوس وقت حضرت امام حسینؑ پکارے کہ کوئی ایسا بھی ہے
کہ حمایت اور مدد کرے حریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حُر بن یزید بن حارث ریاحی کہ کوفے کے سردارون مین سے تھا اور برابر ہزار سوار کے
گنا جاتا تھا عمر سعد کے لشکر مین سے جدا ہو کر حضرت امام حسینؑ کی خدمت مین آیا لیکن اور تاریخ کی کتابون مین لکھا ہے کہ حُر پہلے ہی آپکی خدمت
مین آیا ہے کہ ہنوز لڑائی شروع نہوئی تھی بہر تقدیر پہلے حُر نے عمر سعد کو نصیحت کی کہ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ملہ کرنا سوجب دوزخ
مین جانیکا ہے اور سبب زوال دنیا اور آخرت کا ہے جب دیکھا کہ اوس ملعون نے اپنے دین و دنیا کی بربادی پر کمر باندھی ہے تب حُر نے
حضرت امام برحق کے لشکر کی طرف رخ کیا مگر لرزہ حُر کے اعضا کو شدت سے تھا اور ہاتھ پاؤن اوسکے کانپتے تھے کہ مہاجرین اوس نے
کہا تو جملہ مشاہیر اہل قبضہ و شمشیر سے ہے اور جب کہین کوفے کے شجاعون کا اور بہادرون کا ذکر آتا ہے تو پہلے زبان پر نام تیرا ہوتا ہے
کیا باعث کہ تو اس جنگ مین لرزتا ہے اور کانپتا ہے حُر نے کہا قسم خدا کی مین نے نفس کو اختیار دیا کہ یہ دوزخ کو قبول کرتا ہے یا بہشت
کو اختیار کرتا ہے واللہ نفس نے بہشت کو اختیار کیا حُر نے یہ کہکر اور گھوڑا گھوڑے کو مار کر دوڑا کر حضرت امام حسینؑ
کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین وہ ہون کہ پہلے تیرے مقابل نکلا تھا یعنی راہ
مین قریب کربلا کے چنانچہ ذکر اسکا پہلے گذرا اور آج مین ہی پہلا توبہ کرنے والا ہون اس قوم مین سے کہ تیری خدمت مین حاضر
ہوا ہون یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے تیرے مقابلہ اور لڑائی سے توبہ کی اور تیرے دشمنون سے لڑائی کی نیت کی آیا میری
توبہ قبول ہے یا نہین آپ نے فرمایا توبہ تیری قبول اور تو حُر ہے یعنی آزاد ہے دنیا مین اور آخرت مین یعنی برائی
اور دوزخ سے الغرض حُر نے عرض معروض کر کر توجہ میدان کی طرف کی اور مقابل مخالفون کے ہوا مصعب نے کہ بھائی
حُر کا ہے دیکھا کہ حُر نے دنیا پر پشت پا ماری اور آخرت کو اختیار کیا اور ہاتھ بیچ دامن آل عبا کے مارا اس سے عشق اہلبیت کا اسکے
دل شوق منزل کے تو وہ بھی لب معشوق ہو گیا اور گھوڑا دوڑا کر اپنے بھائی سے آملا اور کہا اے بھائی خدا تیرا بھلا کرے کہ تو خضر راہ کا ہوا اور
ہمکو ظلمات مکروہات مین سے نکال کر اوپر چشمہ آب حیات کے پہونچایا اب مین تجھسے موافق ہون اور کوفیون کا مخالف انشاء اللہ تعالیٰ

ہم اور تم دونون شفاعت امام حسینؑ سے بہرہ مند ہوینگے حر اپنے بھائی کو بیچ خدمت حضرت امام برحق کے لایا آپنے اوسکو بھی گلے سے لگایا اور بشارت جنت کا کلام فرمایا القصہ حر مرد مردانہ اور دلاور فرزانہ اوپر اسپ بادپا تازی نژاد کے سوار ہوکر میدان مین نمودار ہوا اور مقابلہ کرنے والا چاہا صفوان کہ کوفہ کے بہادرون مین مشہور تھا مقابل حر کے آیا اور وار نیزہ کا حر کے سینہ کی طرف کیا حر نے نیزہ سے نیزہ کا وار رد کر کمال چابکدستی اور تیزی سے ایک نیزہ صفوان کے سینہ پر دیا کہ پار نکل گیا اور صفوان کو صدر زین سے اوٹھا کر سر پر لا کر زمین پر ٹپک دیا کہ جان اوسکی دار الجزا کو پہونچی خروش دونون لشکرون سے اوٹھا صفوان کے تین بھائی اور تھے اونہون نے ایکبارگی حر پر حملہ کیا حر نے ایک کی کمر مین ہاتھ ڈالکر زین پر سے اوٹھا لیا اور زمین پر دے مارا کہ گردن اوسکی ٹوٹ گئی اور دوزخ کی طرف بھاگا اور ایک کے سر پر ضرب تیغ بیدریغ کی دی کہ سینہ تک کھل گیا اور جہنم کو پہونچا اور تیسرا بھاگتا تھا کہ نیزہ اوسکی پیٹھ پر مارا کہ پار ہوگیا اور وہ مردود فی النار ہوگیا حر میدان سے پھر کر بیچ خدمت امام برحق کے آیا اور زمین خدمت کی چومی اور عرض کی یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مجھسے راضی ہے آپنے فرمایا مین تجھسے راضی اور میرا خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھسے راضی پھر حر میدان مین آیا اور ہر طرف تاخت لایا تھوڑی دیر مین کشتون کے پشتے لگا دیئے کہ اسمین مخالفون نے حر کے گھوڑے کو پے کیا اور حر گھوڑے سے جدا ہوکر لڑتا تھا اور نیزہ اور تلوار سے وہ کام کرتا تھا کہ سب دیکھکر اوسکو دنگ تھے اور مخالف اوسکے ہاتھ سے بہ تنگ تھے اور حضرت شاہزادہ حسینؑ نے دیکھا کہ حر پا پیادہ جنگ کرتا ہے اور صفحہ زمین پر جوانی سے دلاوری کے رنگ کرتا ہے آپنے گھوڑا تازی با ساز گرانمایہ کے حر کی سواری کے واسطے بھیجا حر نے رکاب بوسہ دیکر گھوڑے پر سوار ہوکر اور جولان دیکر باگ مخالفون کی طرف پھیری

بیت

عنان مرکب خود تاب میداد ٭ بنوک سنان آب میداد

فرد

عنان کو تازی کو تاب دیتا تھا ٭ لہو سے نوک سنان کو وہ آب دیتا تھا

اور جوق جوق اور پرے کے پرے پراگندہ کیئے پھر چاہا کہ حضرت امام کی خدمت مین حاضر ہووے مگر گویا آواز ہاتف غیبی کی گوش ہوش مین پہونچی کہ اے حر حورین تیری منتظر ہین کہ حر نے وہین سے پکار کر کہا کہ اے شاہزادہ حسینؑ تیرے نانا کی خدمت مین جاتا ہون حضرت امام حسینؑ نے رو کر کہا مین بھی عنقریب آتا ہون پھر حر اس قدر لڑا کہ نیزہ اوسکا ٹوٹ گیا اور تیغ آبدار ہاتھہ مین لی اور جسکی کمر پر مارتا تھا دو نیم کرتا تھا اور جسکے سر پر دیتا تھا سینہ تک شگاف ہوتا تھا یہان تک لڑا کہ عمر سعد کے علمدار تک پہونچا اور چاہا کہ علم کے اور علمدار کے دو ٹکڑے کرے کہ شمر ملعون نے ساتھ فوج کثیر کے حملہ کیا اور سب طرف سے جسم پہ تیر اور نیزہ اور تلوار پڑنے لگی کہ قصور ابن کنانہ نے حر کے سینہ کے بیچ نیزہ مارا اور زخم کاری لگا تب بھی جھپٹکر حر نے شمشیر بے نظیر قصور کے سر پر دی کہ اوس حال مین بھی تلوار نے قصور نکیا اور قصور کا سر سینہ تک کاٹا اور قصور بے قصور بلا قصور

جہنم میں داخل ہوا پس حضرت امام حسین مرکب تیزگام دوڑا کر حر کے پاس پہونچے اور حر کو اوٹھا کر اپنے لشکر میں لائے اور اپنے زانو مبارک پر
حر کا سر رکھا اور آستین مبارک سے اوسکا رخ پاک کرتے تھے کہ حر نے آنکھیں کھولکر حضرت امام کی طرف نظر کی اور مسکرایا اور نقد جان کو نثار کیا
حضرت امام برحق اور اصحاب آپکے بہت روئے اور حضرت امام حسین نے کئی بیتیں اوسکے شعر میں اوس وقت کہیں ایک شاعر اوسکی مدح میں کہتا ہے **ابیات**

خوشا حر فرزانہ نامدار * کہ جان کرد بر آل احمد نثار * ز رخش تکبر فرود آمده * شده بر براق شهادت سوار *
ز عشق جگر گوشۂ مصطفی * بر آورد از جان دشمن دمار * **ابیات ہندی** * اودھر سے حر سا مرد نامدار *
آل احمد پہ کیا جان کو نثار * کبر کے مرکب سے اوترا با خوشی * پھر ہوا اسپ شہادت پر سوار * دشمنان دین کو اوس دوست نے *
آتش دوزخ میں ڈالا بار بار * بعد اوسکے مصعب بھائی حر کا مخالفون سے جا لڑا [illegible] اور کشتہ ہوکر خون سے بدست شربت شہادت کا نوش
کیا بعد اوسکے حر کا بیٹا کہ علی نام تھا اور حر کا غلام مخالفون سے نکلکر حضرت امام برحق کی محبت میں [illegible] راہ رحم اور وفا
کیا اور کمال مرتبہ کو داد بہادری کی دیکر شرف شہادت سے مشرف ہوے **فصل** [illegible] حضرت امام
کے اور سوا امام زین العابدین کے انیس ۱۹ تن موجود لشکر شہادت اثر میں باقی تھے [illegible] سعادت آثار اور
ایک غلام نیک انجام **قطعه** * چو نوبت به آل پیمبر رسید * جہان را ز ماتم [illegible] * زمین شد پر از فتنہ و ولولہ *
فلک گشت پر شور و شغب و غلغلہ * **ابیات ہندی** * جبکہ نوبت آل پیغمبر کی پہونچی [illegible] * چاک عالم کیا [illegible] اور زبان *
غلغلہ اوٹھا جہان میں فتنہ کا برپا ہوا * پر ہوا شور و فغان سے یہ زمین و آسمان * زمین و آسمان زبان حال سے یہ مقال [illegible] ادا کرتے تھے **ابیات**
چیست یارب کہ آتش در عرصۂ عالم زدند * فتنہ انگیختند و عالم برہم زدند * ناشده روز قیامت [illegible] عالم [illegible] * نا رسیده [illegible] آن دم [illegible] شد *
ابیات [illegible] آگ جہان میں لگ گئی * عالم ہوا تباہ خدایا دھائی ہے * بے نفع [illegible] * سارا جہان گریہ قیامت کی آئی ہے *
روایت ہے کہ جب حضرت امام مغموم و شہید مظلوم نے دیکھا کہ جملہ یاران اور سرمرده ہوا اور کوئی باقی نہ رہا بھائیوں اور فرزندوں کی طرف سے غم و الم زیادہ
اوپر دل مبارک کے مستولی ہوا اور اہلبیت نے جانا کہ آپکو ہماری طرف سے اندیشہ غم لاحق ہے سب نے متفق ہو کر عرض کی کہ اے نور دیدہ رسول الثقلین اور اے
سرور سینہ شاہ مردان صلوات آپ کچھ اندیشہ نہ فرمایئے اور غم و غصہ نہ کھایئے کہ ہم سب آپکے بعد اپنی زندگی سے [illegible] ہیں آج اپنے سر کو آپکے
قدم مبارک پر نثار کرینگے تو کل کے دن حشر میں سرفرازی پاوینگے حضرت امام برحق نے اوسکے حق میں دعا خیر کی اول سب سے جعفر عبد اللہ فرزند حضرت مسلم کے
اجازت لیکر اور حضرت امام برحق سے رخصت ہو کر میدان میں آئے کبھی ساتھ شمشیر آبدار کے مانند [illegible] کام فرماتے تھے اور کبھی ساتھ
نیزہ آتشبار کے مانند شہاب ثاقب کے حملہ کرتے تھے اور بہ نیت انتقام اور عوض پدر بزرگوار کے ابدان مبارزون کو زیر و زبر

کرتے تھے کہ قدامہ ابن اسد فزاری مخالفون مین سے نکلکر مقابل ہوا اور وہ بڑا مشہور پہلوان تھا اور سلاح بدن پر آراستہ
کئے ہوئے اوپر مرکب تیزگام کے نمودار ہوا بعد ظاہر ہونے صنعت سپاہ گری کے طرفین سے حضرت عبداللہ نے اوسپر حملہ کیا اور
وہ بھاگ نکلا عبداللہ نے گھوڑا اوسکے پیچھے دوڑایا از بسکہ کئی دن سے گھوڑے نے پانی نہین پیا تھا رہ گیا حضرت عبداللہ نے گھوڑا بھی
چھوڑا اور نیزہ بھی ہاتھ سے ڈالدیا اور شمشیر میان سے لی اور پیادہ پا دوڑے اور قدامہ نے پھر کر نیزہ آپکے سینہ پر مارا کہ اپنے زخم کھاکر
نیزہ اوسکا خالی کردیا اور پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے قدامہ نے اپنا گھوڑا پھیر کر چاہا کہ حملہ دوسرا کرے کہ عبداللہ نے تلوار اوسکے
کلّے پر دی کہ آدھا کلّہ اوڑگیا پھر عبداللہ نے اوسکے کمر بند مین ہاتھ ڈالکر خانہ زین سے اوٹھاکر زمین پر پھینکا کہ قدامہ تحت الثریٰ کو پہونچا
اور آپ اوسکے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنا گھوڑا اپنے غلام کے حوالہ کیا اور اپنا نیزہ جاکر لیا اسلام بن قدامہ نے عمر سعد سے کہا کہ مین نے
بہت لڑائیان اور پہلوان بہادر دیکھے ہین لیکن اس ہاشمی جوان کے برابر کوئی جوان شجاع اور جری نہین دیکھا **فرد**
سالہا سعی نماید فلک چوگان قدر + تا چنین شاہ سوار سوی میدان آرد + **فرد ہندی** + چرخ چوگان تیر برسون تک اگر کوشش کرے
جب کہین میدان مین لاوے اس طرح کا شہسوار + الغرض حضرت عبداللہ سلّت او چپ لشکر عمر سعد کے تاخت کرتے تھے اور بہتیرون کو خاک ہلاکت پر
سرنگون ڈالتے تھے کہ ایکبار تبہ سوار او پیادون نے آپکو گھیر لیا اور مارے تشنگی کے طاقت آپ مین نہی اور دو پاؤن آپکے گھوڑے کے قلم ہو گئے
کہ آپ گھوڑے سے جدا ہوئے اور زخم گران بار اوٹھاکر جنت کو تشریف لیگئے بعد اونکے جعفر ابن عقیل یعنے چچا عبداللہ کے
اپنے بھتیجے کے واسطے زار زار روکر حضرت امام برحق سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور رخت حیات دشمنون کا بہ ضرب
تیغ بیخ سے اوکھاڑا اور کشتون کے پشتے ڈالدئے جب اون سگان مردم خور نے دیکھا کہ ہم اس شیر کارزار سے
درماندہ اور عاجز آگئے تب سب نے ملکر اونکو درمیان مین لیا اور زخم نیزہ و شمشیر کا چہار طرف سے دیا آخرکار جعفر نامدار نے
دریای شہادت مین غوطہ لگاکر گوہر شاہوار شرف کا کف میدان مین لیا اور غریق رحمت حق ہوکر ایوان روضۂ رضوان
مین آرام کیا بعد اونکے عبدالرحمن ابن عقیل بھائی جعفر نے مقابل مخالفون کے ہوکر اور نہایت دلیری فرماکر
جام شہادت سے شربت سعادت کا نوش کیا بعد اونکے محمد ابن عبداللہ بن جعفر طیار یعنی حضرت مرتضے کے بھتیجے کے
فرزند اور حضرت امام حسین کے بھانجے یعنی بی بی زینب کے بیٹے اپنے ماموں اور اپنی مان سے رخصت حاصل کرکے گلزار کارزار کی گشت
کرتے ہوئے تشریف لائے اور ساحت حربگاہ کو خون دلاوران سے رشک صد چمن کردیا پھر مرغ روح محمد نے طرف آشیانہ قدس کے پرواز کرکے
باغ بہشت مین جا آرام کیا حضرت زینب اپنے فرزند دلبند کے فراق مین مثل بھتیجون کے زار زار اور اونکی تسلی اور تشفی کرتے تھے خلعت حمیدہ کو اس

مصرع ؏ باد ابر رحمت گہربار ✦ بعد انکے عون بن عبداللہ یعنی محمد کے بھائی جب اپنے بھائی کو دیکھا کہ خاک خون میں پڑے جان دے چکے
بے اختیار طرف میدان کے دوڑے اور اپنے بھائی کے قاتل کو ساتھ ایک ضرب شمشیر کے واصل جہنم کا کیا اور بڑی بہادری و دلاوری کر کے بہشت میں
رونق افزا ہوئے بعد اونکے عباس بعد فرزند امام حسن کے کہ نوجوان باطلعت ستودہ صفات خوبصورت نیک سیرت تھے بیچ خدمت عمو بزرگوار اپنے شہریار کے
کے حاضر ہوئے اور اجازت میدان کی چاہی آپنے بعد تکرار بسیار کے رو کر اور گلے سے لگا کر رخصت دی روایت ہے کہ فرزند حسن نے میدان
میں مطلق توقف نکیا اور اونہنے تین دفعتا قلبگاہ میں یعنی میمنہ لشکر کے پہونچایا یہاں تک قریب عمر سعد کے پہونچے اور اوس مقام پر بائیس
دلاوروں کو ساتھ بادغا کے برباد کیا اور عمر سعد بھاگ کر سواروں میں جا چھپا اور اپنے دلاوروں کو ساتھ خلعت اور انعام کے امیدوار
کیا کہ اس جوان ہاشمی کو کسی طرح قتل کیا چاہیے اور عبداللہ قلب میں سے میدان میں آئے کہ سہیل بختری ابن عمر شامی روبرو عمر سعد کے
آیا اور کہا اے عمر دعوی سپہسالاری کا رکھتا ہے اور اس نوجوان ہاشمی سے اس قدر بھاگتا ہے تو عمر نے شرمندہ ہو کر کہا کہ جان عزیز ہے اگر
اوس وقت اوسکے آگے سے نہ بھاگتا میں ہرگز نہ مجکو چھوڑتا اور اے بختری اگر تو میری بات کو سچا جانتا ہے تو یہ نوجوان ہے اور میدان
مقابل آ اور اپنی بہادری دکھا بختری نے غصہ میں آکر ساتھ پانسو سوار کے عبداللہ پر حملہ کیا اور حضرت امام حسین نے محمد ابن
انس اور اسد ابن ابی دمانہ کو کہ یہ دو آپکے یاروں میں سے باقی رہے تھے اور فیروزان کو کہ غلام حضرت امام کا ہے حضرت عبداللہ کی مدد
کیواسطے بھیجا حضرت عبداللہ اور فیروزان سپاہ میں سے نکلکر بختری کے مقابل ہوئے اور بختری میں اور فیروزان میں نیزہ بازی ہونے لگی
عبداللہ نے ساتھ دونوں یاروں کے سواروں پر حملہ کیا فیروزان نے یہ نقشہ دیکھکر اور بختری کے آگے سے نکلکر حضرت عبداللہ کے پاس آگیا پھر چار سوار نے
پانسو سواروں کو گھیر لیا اور بھگاتے ہوئے قلب لشکر تک لیگئے پھر شیث ابن ربعی ساتھ پانسو سواروں کے اور بختری کے متفق ہوا
الغرض قریب ہزار سوار نے اون چارتن کو بیچ میں لے لیا حضرت عبداللہ نے ساتھ اون دونوں یاروں کے شیث کی طرف رخ کیا
اور فیروزان نے بختری کی فوج پر تاخت کی اور اوسکے لشکر کو زیر و زبر کیا عمر سعد سے نقل ہے کہ وہ مردود کہتا تھا کہ خدا کی قسم
فیروزان اوس دن اس قدر جنگ کرتا تھا کہ اگر ایک جام پانی کا پیتا تو ہمارے لشکر میں سے ایک بھی اوسکے ہاتھ سے
نہ بچتا ایک سو بیس نیزے سے اور بیس آدمی شمشیر سے اوسنے ہلاک اور قتل کیے تھے آخر کو فیروزان کثرت حرب سے
اور شدت تشنگی سے ناطاقت ہو گیا تھا کہ گھوڑے سے ایک مردود کا نیزہ کھا کر گرا اور سپر سر پر رکھکر مخالفوں سے
لڑتا تھا کہ اسد بھی اوسکے پاس آپہنچا اور چاہا کہ فیروزان کو اپنے گھوڑے پر سوار کرے کہ انبوہ کثیر نے دونوں کو
گھیر لیا اور ہر طرف سے طعن اور ضرب نیزہ و شمشیر کی اونپر کر کے سر راہ بستان شہادت کی لی پھر حضرت

عبد اللہ نے اگر قاتل بسند کو قتل کیا اور فیروزان کو کچھ زخم تیغ سے ہوا تھا لیکن گھوڑے پر اپنے بیٹھا گھوڑا آگے ہی دن کا بھوکا پیاسا
تھا دو آدمی کے بوجھ سے گھبرا ہو رہا حضرت عبد اللہ پیادہ پا ہوئے اور فیروزان کو اپنے لشکر میں لیے چلے کہ راہ میں فیروزان نے راہ بہشت
کی لی عبد اللہ نے بہت گریہ کیا لکھا ہے کہ اوس وقت تک حضرت شاہزادہ عبد اللہ کے بدن پر ستر زخم آ چکے تھے اور آپ نے بہت ناکارون کو واصل
فی النار کیا تھا اور بحتری کو زخمی کیا تھا کہ پھر آپ میدان مین آئے اور مقابل اپنا چاہا کسیکو تاب و توان نہین تھی مارے خوف و دہشت کے
کہ مقابل آوے اسمین عمر سعد نے اپنے لشکر والون کو گالیان دین کہ یوسف ابن الاحجار روبرو عمر سعد کے آیا اور کہا کہ تو سپہ سالار ہے
کیون نہین اس سے مقابلہ کرتا عمر سعد نے کہا کہ مجکو ابن زیاد کا حکم لڑوانیکا ہے لڑنیکا نہین ہے پس تم سب سے فرمان بردار ہے اے ابن الاحجار
جا تو اوس لڑکے سے لڑ نہین تو مین تیری شکایت ابن زیاد سے کرونگا ابن الاحجار ناچار میدان مین آیا اور عبد اللہ کے ہاتھ سے
جام مرگ کا پیا پھر اوسکا بیٹا اور اوسکا بھتیجا میدان مین آ کر آپکی ضرب تیغ سے دوزخ کو روانہ ہوا پھر حضرت عبد اللہ نے مبارز کو چاہا
کوئی نہ نکلا حضرت عبد اللہ تنگ ہو کر چپ و راست لشکر کے تاخت لائے اور بارہ ناکار کو جام موت کا چکھائی اور نیزہ سر مبارک پر پھراتے ہوئے
اپنے لشکر مین بیچ خدمت حضرت امام حسین کے آئے اور کہا اے چچا صاحب العطش العطش آپ نے فرمایا اے جان چچا کی تیرے نانا اور باپ
اب بہشت مین تجھے پانی پلاوینگے حضرت عبد اللہ پھر اجازت لیکر میدان مین آئے اور زخم گران نیزہ اور تلوار اور ناوک اور خنجر کے کھا کے
اور شربت شہادت کا نوش کیا حضرت امام مظلوم کو اور مخدرات عصمت کو اپنے غم و درد مین بیہوش کر دیا **نظم** دردا کہ دل از حادثہ غمناک افتاد

دردیدہ سیل خاشاک افتاد + نو بادہ باغ عمر از شاخ امید + بے آنکہ رسیدہ بود بر خاک افتاد + **نظم ہندی**

آہ اس درد سے ہر یار ہے غمناک پڑا + اشک کے سیل سے یہ خیمہ مین خاشاک پڑا + پھل نیا باغ حسن کا چمن عالم مین + شاخ امید سے جھڑ کر سر خاک پڑا

روضۃ الاحباب مین محمد بن انس کی شہادت نہین لکھی ظاہر یہ ہے کہ وہ بھی حضرت عبد اللہ کے ساتھ شہید ہوئے بعد اونکے حضرت
قاسم ابن الحسن اپنے برادر عزیز کی شہادت کو مشاہدہ کر کر آہ سرد دل پُر درد سے کھینچ کر اپنے عم بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوئے
اور عرض کی کہ اے شاہزادہ دو جہان اگر حکم ہووے تو اپنے بھائی کا عوض ان بیدینون سے لون مین آپ نے فرمایا اے جان عم تو
حسن کی یادگار ہے اور میرا انیس دل فگار ہے کیونکر تجکو اجازت دون بعضے لکھتے ہین کہ مادر قاسم کی خیمہ سے باہر نکل آئین اور قاسم کا
ہاتھ پکڑ لیا **فرد** + اے بدلم گرفتہ جا لطف کن از نظر مرو + مرہم سینہ ام توئی مرہم دیدہ ہم تو شو + **فرد ہندی**

اے گل خوشنما نہ تو میری نظر سے دور ہو + مرہم سینہ ہے جو تو چشم کا تو ہی نور ہو + لکھا ہے کہ حضرت قاسم بے اختیار روتے تھے اور حضرت
امام حسین بھی زار زار روتے تھے کہ ایک مرتبہ دونون آپس مین گلے سے ملکر بیہوش ہو گئے پھر جو ہوش مین آئے حضرت قاسم نے حضرت

چاہتے تھے اور آپ رخصت نہ دیتے تھے یہانتک کہ قاسم نے ہاتھہ اور پاؤن آپکے چومے اور بہت روئے تاکہ رخصت حاصل کی اور
میدان مین آئے اور باوجود چھوٹی عمر کے قتال عظیم کیا اور پینتیس ۳۵ مبارزون کو خاک ہلاکت پر ڈالا حمید نقل کرتا ہے کہ مین عمر سعد کی
سپاہ مین تھا اور نظارہ جنگ قاسم ابن حسن کا کرتا تھا کہ عمر بن سعید ازدی نے مجھسے کہا کہ مین اس لڑکے پر حملہ کرونگا مین نے اوس سے کہا سبحان اللہ
یہ کیا اندیشہ باطل ہے قسم ہے خدا کی کہ اگر قاسم مجھے تلوار مارے تو اوس پر وار نہ کرون پس قاسم کا ستانا اس گروہ کے چھوڑ کہ جنہون نے اوسکو گھیر رکھا ہے
اور تو قصد نکر ابن سعید نے کہا واللہ مجکو اب تحمل نہین ہے یہ کہکر متوجہ قاسم کے ہوا اور ضرب شمشیر کی اوسکے سر پر دی کہ قاسم منہ کے بھل گر پڑا
اور پکارا کہ یا چچا امام حسین حضرت شبیر نے جب اپنے بھتیجے کو دیکھا کہ خاک و خون مین غلطان ہوا مانند شیر کے کہ اوپر شکار کو دوڑے
تاخت لاتا ہے طرف ابن سعید کے دوڑے اور ضرب تلوار آبدار کی دی کہ ہاتھہ ابن سعید کا کہنی سے جدا ہو گیا اہل کوفہ ابن سعید کو بچانے کو سپاہ مین
لے گئے جب غبار اور گرد بیٹھی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین قاسم کے سر پر کھڑے روتے ہین اور اوسکے قتل کرنے والے کو نفرین کرتے ہین
پھر حضرت قاسم کو اوٹھا کر اہلبیت کی لاشون مین ملا دیا اور کہا اے اہلبیت میرے صبر کرو اور خدا کا شکر کرو **فائدہ** جاننا چاہیے
کہ روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسین نے اجازت میدان کی قاسم کو نہ دی تھی تو حضرت قاسم خیمہ مین جا کر سر زانو پر
رکھے ہوئے روتے تھے کہ اونکو یاد آیا کہ میرے باپ حسن نے مجکو ایک تعویذ دیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ تو اسکو اپنے بازو پر رکھیو جس دن
کہ تجکو غم و ملال بے حد پیش آوے تو اوسکو کھول کر دیکھنا جو اوسمین لکھا ہوا اوس پر عمل کرنا پس آج کہ وہ دن ہے لازم ہے
کہ مین اوسکو کھول کر دیکھون الغرض حضرت قاسم نے یہ دل مین سوچ کر تعویذ اپنے بازو سے کھولا اور کاغذ کو ملاحظہ کیا
اوسمین حضرت امام حسن نے اپنے دست مبارک سے لکھا تھا کہ اے قاسم وصیت کرتا ہون مین تجکو کہ جب میرا بھائی حسین دشت کربلا
مین دریان کو فیون اور شامیون کے گھر جاوے البتہ سر اپنے کو اوسکے قدم پر نثار کیجیو حضرت قاسم نے جب وہ وصیت نامہ
پڑھا ایسے خوش و خرم ہوئے کہ کبھی نہ ہوئے تھے اور وہ کاغذ لا کر حضرت امام برحق کو دکھایا اور رن مین جانے کی رخصت چاہی
حضرت امام برحق نے خط اپنے بھائی حسن کا پہچانا اور قاسم کو گلے لگا کر روئے کہ دونون بیہوش ہو گئے بعد اوسکے ناچار حضرت
قاسم کو میدان کی رخصت دی اور یہ بات کہ عوام مین مشہور ہے کہ حضرت امام حسین کو اوس وقت وصیت حضرت امام حسن کی
یاد آئی یعنی مقدمہ نکاح حضرت قاسم کے اور اوس وقت حضرت قاسم کو خیمہ مین لیجا کر اپنی ایک بیٹی کے ساتھہ نکاح کر دیا کسی معتبر
کتاب مین نہین ہے مگر ایک تو یہ نقل منتخب التواریخ مین مین نے دیکھی ہے کہ وہ کتاب قصبہ دھر سو سید کے ہان ہے اور وہ کتاب اوسدن بہت مستندی
مشہور ہے اور روضۃ الشہدا مین دیکھی ہے لیکن عالمون کے نزدیک اور اہل تاریخ کے نزدیک اس روایت کا اور اس نقل کا مطلق اعتبار نہین ہے

اور جس تفصیل سے کہ روضۃ الشہدا مین یہ احوال لکھا ہے محض غلط اور سراپا تکلف اور نامناسب ہے اسواسطے کہ ایسی باتین اون جنابونکے
شایان نہین ہین القصہ بعد شہادت حضرت قاسم کے ابوبکر فرزند حضرت علی بھائی حضرت امام حسین کے اجازت حضرت امام برحق سے لیکر میدان
کارزار مین آشکار ہوئے اور عرصۂ میدان کو بہت نامردون سے تمکروہ سے خالی کیا تا وقتیکہ نقد حیات کو بازار شہادت مین فروخت کیا اور روضۂ جنت
کی طرف سبکرو ہوئے بعد اونکے حضرت عمر فرزند حضرت علی کے باجازت امام برحق کے مخالفون سے جنگ کر کر اور داد شجاعت کی دیکر روضۂ رضا
پروردگار مین تشریف لیگئے بعد اونکے حضرت عثمان فرزند حضرت علی کے سبط نبی سے رخصت لیکر دشمنون سے جا لڑے اور جراحتیں بہت سی اٹھا کر
خلد برین کے صدر نشین ہوئے بعد اونکے حضرت عون فرزند حضرت علی کہ جوان خوش صورت زیبا سیرت صافی طینت پاکیزہ طویت تھے بیچ خدمت
امام برحق کے حاضر ہوئے اور اجازت چاہی آپنے فرمایا کہ اے بھائی دشمن بسیار ہین بیچ پیادہ و سوار بیشمار ہین حضرت عون نے جواب دیا
یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیر کو لومڑیون کے ہجوم سے کیا ڈر ہے اور شہباز کو چغد و کبوتر سے کیا خطر ہے **قطعہ**

بکوشم درین حرب مردانہ وار + نہ اندیشم از لشکر بیشمار + دلم دست بازو بجا آورم + جہان بر عدو تنگ باساورم +

قطعہ ہندی + لڑونگا مین اعدا سے مردانہ وار + عدو مین اگرچہ ہین بیشمار + بتائید حق قوت دست ہے +
مخالف سے برلاؤنگا مین دمار + یہ عرض کی اور مرکب تیز رفتار اوٹھایا اور قلب سپاہ دشمن پر حملہ کیا اور بیچ دریا کے بیجا ساتھ بازو توانا
کے غوطہ لگایا کہتے ہین کہ ہزار سوار و پیادے نے اونکو گھیر لیا حضرت عون نے شعاع برق تیغ آبدار سے بینائی اون فوج نابکار کی اور دادی
اور صفون کی صفون کو درہم برہم کر کر بیچ خدمت امام برحق کے حاضر ہوئے آپنے منہ اور آنکھین اونکی چومین اور کہا اے بھائی اپنے زخمونکو خیمہ کے
اندر جا کر باندہ اور ذرا آرام پکڑ عرض کی اے برادر بزرگوار تشنگی سے ہلاک ہوتا ہون بہتر یہ ہے کہ ساقی کوثر کے ہاتھ سے آب زلال
فردوس کا نوش کرون مین اور یہ جب میسر ہو کہ جام شراب شہادت کا پیان ہوین القصہ حضرت عون کمیت گھوڑے پر سوار ہوئے
اور وہ گھوڑا تھا کہ حضرت شاہ مردان شیر یزدان نے اپنی حالت حیات مین حضرت عون کو بخشا تھا اور زرہ داؤدی اور تیغ
یمانی حمائل کی اور نیزہ سعدی ہاتھ مین لیا اور حضرت امام برحق سے اجازت لیکر رو میدان کی طرف کیا شور و غلغلہ سپاہ مخالف
مین پڑا اور ہر خرد و کلان دھکدھک کانپنے لگا **فرد** + چہ آفت است کہ باز اجل پدید آمد + کدام سرو بالا زین برون آمد +

قطعہ + کہتے تھے * پھر سوار آیا + لو آفت روزگار آیا * ہے سرو زمین زین پہ نکلا +
وہ رونق کارزار آیا + الغرض قریب دو ہزار سوار کے حضرت عون کے گرد ہوئے اور یہ سوار نامدار خلف صاحب ذوالفقار حیدر طرح حملہ کرتے تھے کشتوں کے
پشتے لگ جاتے تھے آخر کار ابن حیدر کرار سا طعن نیزہ ابن خالد بن طلحہ کے مرکب سے زمین پر گرے اور پکار کر کہا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحیت کے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ کے علی علیہ و باللہ تسلیم جاتا ہون مین میدان آخرت کو وفاداری مین اور تیری پیدا ہوا تھا دنیا مین معرکہ کے لئے

فرد گر سرم خاک گشت بر در تو ✦ باد جانا سعادت سر تو ✦ فرد ہندی ✦ یہ سر جو خاک دریا ہو تو بہتر ہے

فدا قدم پہ جو سو بار ہو تو بہتر ہے ✦ بعد شہادت عون ابن علی کے حضرت جعفر فرزند علی کے امام سے بعد اجازت لیکر معرکہ قتال مین گئے اور داد مردانگی کی دیکر اپنے بھائی کے بہشت نزہت مین ملحق ہوئے بعد اونکے حضرت عبداللہ فرزند حضرت علی کے ساتھ دیدہ گریان کے اور ان بھائی کے آگے شاہزادہ دو جہان کے واسطے اجازت میدان کے حاضر ہوئے اور عرض کی قطعہ ✦ اے غمت تخم شادمانیہا ✦ وصل تو اصل کامرانیہا

میرو مر کو بہاے غم تو دل ✦ میبرم از درت گرانیہا ✦ قطعہ ہندی ✦ غم عشق اپنی شادمانی ہے

وصل دلدار کامرانی ہے ✦ کوہ غم دل پہ رکھکے ہم چلے ✦ کوئی دم کی یہ زندگانی ہے ✦ ای بھائی طاقت نہین بھائیون کی جدائی سے طاق ہوئی اور جان میری میدان محبت مین پامال فراق ہوئی الغرض عبداللہ اجازت لیکر متوجہ مصاف گاہ کے ہوئے لکھتے ہین کہ ایک سو ستر مخالف مارے اور پھر آپ جان جنات مین سدھارے فرد نجات یافت ازین دامگاہ رنج و عنا ✦ نزول کرد بدرجات جنت الماوا فرد ہندی

رنج و عنا کی قید سے پائی نجات ہے ✦ جنت ہے سیرگاہ نہین یہ رباط ہے ✦ بعد اونکے حضرت عباس علی فرزند حضرت علی مرتضیٰ کے حالات برادرون کے دیکھکر بہت روئے اور مضمون اس بیت کا کہا فرد آیار اوران وعزیزان کجا شدند ✦ در دشت کربلا ہمہ از ہم جدا شدند فرد ہندی

بھائی عزیز و یار ہمارے کدھر گئے ✦ آپس سے کربلا کی زمین مین جدا ہوگئے ✦ اور علم لیے ہوئے حضرت امام برحق کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی اے برادر بزرگوار والے سید نامدار میرے بھائی سب دار القرار کو کوچ کر گئے اور احباب و اصحاب سارے گذر گئے بندہ کے حال پر بھی عنایت کیجئے اور اجازت میدان کی دیجئے حضرت امام یہ سنتے ہی گریہ و زاری کی اور کہا اے بھائی عباس تم بھی تیاری کی عرض کی یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب دنیا سے بہت تنگ ہون اسواسطے ارادہ جنگ ہے نہین چاہتا ہون کہ داد اپنے بھائیون کی ستمگارون سے لیتا ہون اور ستمگران کوفہ و شام کو بیجان کرون آپنے فرمایا اگر یہ تیری مراد ہے تو میدان مین جا تو اور پہلے حجت دین کی اونپر اوٹھا اور نصیحت اور پند کو سنا اگر مانین تو پھر ٹھیک اونکو منا الغرض عباس علی سبط نبی سے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت حاصل کر کر عرصہ حربگاہ مین متوجہ ہوئے اور خلف حیدر کرار مبارز نامدار اور شجاع عالیمقدار تھے جرأت اور قوت حضرت شاہ مردان سے میراث رکھتے تھے رایت فتح و نصرت کا ہمیشہ بلند کرتے تھے اوس وقت اوپر مرکب تیز پا آہن جامہ صد ابرق نما کے سوار ہو کر ساتھ تیغ مصری اور سپر کی اور خود رومی کے مقابل اعدائے دین اور اشقیاے بے دین کے ہوئے فرد بر ستہ گرفتہ در کف والے بہ تیغ شیر ✦ پاے نہادہ بر سر و خنجر بزیر ران

فرد ہندی ✦ ابر کے مانند ڈھال اور تیغ بجلی کی نشان ✦ خود مثل ماہ و مثل چرخ مرکب

زیر ران شہ عرصہ جنگ گاہ مین آکر عنان مرکب کی تھامی اور پہلے اوس قوم کو نصیحت کی جبکہ عصیان اور نافرمانی مخالفون کی دریافت فرمائی حضرت امام حسین ع کی خدمت مین آکر عرض کی روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ اس اثنا مین صدا العطش کی اور گریہ و زاری اہلبیت کی بچگان عباس کے کھینچی اور بیتاب و بے طاقت ہوکر مشک کاندھے پر ڈالی اور سقا کہکے اپنے بھائی حسین کے انکالی اور آب فرات پر پہونچے اثنا راہ مین پانسو سوار نے اون پر حملہ کیا اور وار نیزہ و تیر و تیغ و ناوک کا دیا آپنے سپر سر پر رکھکر نیزہ بازی سے اسی آدمیون کو مارا اور جان سے بیجان کیا اور باقی کو پراگندہ کر کے اپنے گھوڑے کو دریا مین ڈالا کہ مخالفون نے تیر اور نیزہ سے آہنگ جنگ کا ساز کیا حضرت عباس علی پر رجز پڑھتے ہوئے دریا سے نکلے **ابیات**

عباس علی ست شیر غازی + از بیشہ خسرو حجازی + آوردہ بزیر ران در دست + آب ینبی و بادپای تازی
سرمے بازم نگر کہ گیدم + نزدیک خدا سر فرازی +

ابیات

+ عباس علی ہے شیر غازی
فرزند علی حجازی + قبضے مین رکھے ہے آب ینبی + نیچے رانون کے بادتازی + سر کو دیتا ہے تاکہ پاوے
نزدیک خدا کے سرفرازی +

لوگ اونکی شمشیر اور نیزہ کے خوف سے ہٹ گئے آپنے پھر گھوڑے کو دریا مین ڈالا اور مشک پانی سے بھرا لکھتے ہین کہ آپنے چاہا تھا کہ پانی پیوین لیکن نہ پیا شاید حضرت امام برحق کی تشنگی یاد آئی اور تنہا پانی پینا مروت نہ جانا الغرض گھوڑے پر سوار ہوکر اور مشک داہنے ہاتھ مین لیکے اپنے لشکر کی طرف چلے کہ سوار و پیادہ بیشمار گرد ہوئے اور پے در پے زخم تیر اور نیزہ کے آپکے بدن مبارک پر آنے لگے یہانتک کہ داہنا ہات آپکا شانہ سے جدا ہو گیا کہتے ہین کہ مشک اپنے بائین کاندھے پر لی پھر اوسکو بھی ظالمون نے بدن سے جدا کیا پھر مشک اپنے دانتون مین پکڑی کہ ایک تیر آکر مشک مین لگا اور سوراخ ہو گیا آپنے فرمایا کہ کیا حکمت الٰہی ہے کہ پیاسون کے حلق مین قطرہ پانی کا نہین پہونچتا ہے

قطعہ

آب شور جہان تلخ لیکن لذت
کہ شربت تو مہیا از شراب طہور + بدین عقیق فنا دل منہ بہانہ گمر + برائے عشرت تو بر کشیدہ اند قصور +

قطعہ ہندی

یہ آب تلخ جہان کا نہ اپنے لب پر رکھ + کہ تیرے واسطے تیار ہے شراب طہور + سرا تنگ فنا مین نہ دل لگا کہ وہان + ترے عیش مہیا ہوئے ہین حور و قصور

بعد اس حال کے عباس گھوڑے سے گرے اور جنات فردوس مین جاکر آب کوثر سے سیراب ہوئے حضرت امام برحق بہت روئے اور فرمایا کہ اب پیٹھ میری ٹوٹ گئی بعد شہادت عباس علی کے حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور حضرت علی اکبر علیہ السلام باقی رہے مردون مین سے اور ایک طفل صغیر یعنی علی اصغر علیہ السلام کہ نام اونکا عبد اللہ ہے پس حضرت امام حسین ع نے سلاح اپنے بدن مبارک پر آراستہ کئے اور بذات خود ارادہ میدان کا کیا حضرت علی اکبر نے جب دیکھا کہ پدر بزرگوار امام نامدار نے قصد میدان کا فرمایا تب وہ فرزند رشید اپنے پدر سعید کی خدمت مین آئے

ہو عرض کی کہ اے پدر بزرگوار یہ بات خدا نکرے کہ مین بیٹے آگے ایک لمحہ دنیا مین رہون آپ مجکو ظالمون مین چھوڑیے اور اتنا توقف
فرمائیے کہ مین اپنی جان کو آپکے قدمون پر نثار کرون شہربانو بی بی حضرت امام حسین کی اور بہنین اور بیٹیان حضرت امام ہمام کی سب
اونہم حضرت علی اکبر کے ہاتھون اور پانون سے لپٹتی تھین اور رن مین جانیکو منع کرتی تھین اور حضرت امام برحق بھی روتے تھے اور جانے
نہ دیتے تھے جبکہ علی اکبر نے نہایت زاری کی اور قسمین عظیم دین تب حضرت امام برحق نے سلاح اپنے دست مبارک سے علی اکبر کے
بدن پر آراستہ کئے اور زرہ اپنی پہنائے اور پٹکہ حضرت علی مرتضی کا کمر کو باندھا اور خود فولادی اونکے سر پر رکھا اور گھوڑے پر
سوار کیا ماں اور بہنین علی اکبر کی لگام اور رکاب گھوڑے کی نہ چھوڑتی تھین اور بجائے آنسون کے خون آنکھون سے بہاتی تھین آپنے فرمایا کہ اے
علی اکبر سے اوٹھاؤ کہ وہ ارادہ آخرت کے سفر کا رکھتا ہے **فرد** + جانم بجانب سفر آہنگ میکند + صحرا اوشت بر دل ما تنگ میکند +
فرد ہندی + سفر کا جو بیٹا تو جان آہنگ کرتا ہے + بیابان کو بھی میرے دل سے تنگ کرتا ہے + پس علی اکبر پدر و مادر اور
خواہر کو وداع کر کے میدان مصاف گاہ مین آشکار ہوئے اکثر تاریخ کی کتابون مین لکھا ہے کہ حضرت علی اکبر اٹھارہ برس کے
تھے اور روے مبارک اونکا مانند آفتاب کے اور گیسو اونکے مثل مشکناب کے اور از روے خلق اور خلق کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے ساتھ بہت مشابہت تمام رکھتے تھے جس وقت کہ میدان مین تشریف لائے فضاے حرب گاہ کی شعاع رخسار اونکے سے نورانی
ہو گئی اور تمام سپاہ عمر سعد کی خوبی اور جمال اونکا دیکھکر حیران ہوئی اور عمر سعد سے پوچھنے لگے + **قطعہ**
این کیست سوار کہ بلاے دل و دین ست + صد خانہ برانداختہ و خانہ زین ست + ماہیست درخشندہ کہ بر پشت سمند ست + سرو یست خرامندہ کہ بر روے زمین ست +
قطعہ ہندی + یہ آفت جان کون ہے یا اہل یقین + صد خانہ برانداز ہے یا خانہ زین ہے + ہے جلوہ گر پشت فرس یا مہ تابان +
ہے سرو خرامندہ کوئی لشکر دین + عمر سعد نے کہا یہ فرزند ارجمند حسین علیہ السلام کا ہے اور شکل و شمائل مین حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مشابہت تمام رکھتا ہے الغرض حضرت علی اکبر نے میدان مین گھوڑے کو جولان کیا
اور یہ رجز پکار کر پڑھا **فرد** + انا علی ابن حسین ابن علی + نحن بیت اللہ اولی بالنبی + **فرد**
ہندی + مین علی ابن حسین ابن علی + کعبہ اللہ اور ہم جان نبی + روایت ہے کہ حضرت
علی اکبر میدان مین ہر چند مبارز اور مقاتل کو چاہتے تھے لیکن اونکے مقابل کوئی نہ آتا تھا کہ آپنے بہ تنگ ہو کر
چپ و راست لشکر مخالف کے تاخت اور دوڑ کی اور مخالفون کو تھوڑی دیر مین زیر و زبر اور درہم برہم کر دیا اور میدان سے
پھر کر پدر بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا یا ابتاہ العطش العطش **فرد** تشنگی نے مجھے ہلاک کیا + غم فرقت نے دردناک کیا

اے پدر بزرگوار اگر ایک جام آب کا میسر ہو تو پھر میں دمار اس قوم نابکار سے نکالتا ہوں حضرت امام برحق نے روکر حضرت
علی اکبر کو اپنے سو برو بٹھالیا اور دست مبارک سے خاک چہرہ منور کی پونچھی اور انگشتری اپنی علی اکبر کے دہن میں دی کہ اسکو او نھوں نے
چوسا اور اسکی برکت سے تشنگی کچھ کم ہوئی اور پھر میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھتے تھے کہ مضمون اسکا یہ ہے **ابیات**

راہ آب از کلاب میخواہد | بچہ شیر در طریق خطر
ساقی کوثر آب میخواہد | میر مجلس شراب میخواہد
ساقی کوثر آب چاہتا ہے | **ابیات ہندی**
سوئے دوزخ شتاب میخواہد | موسنان در بہشت منکر را
آب کہاں ہیچ و تاب چاہتا ہے | بچہ شیر ان سگوں سے آہ
موسنان اہل بیت کا منکر | میر مجلس شراب چاہتا ہے
راہ دوزخ شتاب چاہتا ہے

القصہ میمنہ اور میسرہ تاخت کی اور طارق بن شیث اور طلحہ بن طارق اور مصراع کو کہ نامی
پہلوان اور دلاور تھے ساتھ طرح طرح کی صفت سپاہگری اور نیزہ بازی اور شمشیر اندازی سے مارا اور راہ عدم کو راہی کیا جس وقت
کہ مصراع کے سر پر آپ نے ضرب شمشیر آبدار کی دی تلوار نے سر سے تازین اسپ کا کاٹا اور وہ ہر دو دو ٹکڑے ہو کر آدھا ادھر اور آدھا ادھر
گر پڑا شور و غل اور فریاد لشکر مخالف سے اوٹھی پھر علی اکبر کو دو ہزار سوار نابکار نے گھیر لیا اور آپنے نیزہ بازی کر کے ان سب بینشمار آدمیوں کو
مقتول اور مجروح کر کے سبکو آگے رکھہ لیا اور تمام لشکر کو کہ سات دفعہ ہٹا دئے چلے گئے اور وہان سے پھر کر اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا
یا ابتاہ العطش العطش حضرت امام حسین علیہ السلام بہت روئے اور فرمایا اے جان پدر غم مت کھا کہ آب کوثر سے سیراب ہوگا تو حضرت علی اکبر
اس بشارت سے خوشنود ہو کر میدان میں گئے اور دست و چپ لشکر کے ہاتھ سے لائے اور بدن مبارک پر بیشمار زخم کھائے آخر کو ساتھ طعن نیزہ
ابن نمیر کے گھوڑے سے زمین پر گرے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام گھوڑا دوڑا کر اور فوج مخالف کو بضرب نیزہ اور شمشیر ہٹا کر میدان
سے علی اکبر کو اوٹھا کر خیمہ میں لے آئے اور روح پاک آپکی بیچ مقام قدس کے پہونچی احوال حضرت امام برحق کی گریہ و زاری کا اور حضرت
شہر بانو کی بیقراری کا اور حضرت زینب اور کلثوم کے رونے کا اور سکینہ کے بلکنے کا خارج از رقم ہے اور اوسکے رقم سے حیران او ر
عاجز قلم ہے کسی شاعر نے خوب بیتیں کہیں ہیں **ابیات** اے عزیز پدر کجا رفتی | وز کنار پدر چرا رفتی
بسرا پردہ بقا رفتی | اگر از کلبہ فنا رفتی
سوئے کاشانہ لقا رفتی | برنخوردی ز بوستان حیات
اسوئے اہل خود فرا رفتی | فرع زہرا و مرتضی بودی
تو بہ نزدیک مصطفی رفتی | مصطفی جد تست میدانم
ابیات ہندی | اے عزیز پدر یہاں سے گیا
میرے پہلو سے اوٹھ بہا کے گیا | بھل نہ چکھا حیات سے تو نے
اے میرے پھول گلستاں سے گیا | آہ دار البقا میں جا بیٹھا
چھوڑ کر مجکو آسمان سے گیا | جا ہی پہونچا نبی کی خدمت میں

جسکہ دنیا مین اپنی جان سے گیا ✤ پاس نہ ہرا وہ مرتضے کے ہے ✤ تو کہ دنیا کے درمیان سے گیا **فرد** ماہ نورا چہ اتفاق افتادہ ✤
کہ حسین نہ بود در محاق افتاد **فرد** تا وا نشد آن تازہ گل از رو برون شد ✤ چون غنچہ دلم تہ بہ تہ آغشتہ بخون شد **فرد** کیا ماہ نو کو اتفاق ہوا ✤
بن ترقی کیے محاق ہوا ✤ وہ بن گل کھلے نہ تھا جو بیرون ہے ✤ یہ غنچہ دل تہ بہ تہ آغشتہ خون ہے ✤ **فصل** جاننا چاہیے کہ جب امام حسین نے
دیکھا کہ کوئی یار مددگار نہیں رہا اور محمد رسالت مآب کی حرمت و عفت و طہارت کی خروش و فغان کی آتی ہین تب فرمایا کہ اسیر دیگیان حرم نبوت اور اسیر و زیر پاے و فتکان
پردۂ عفت تا نہ ہوتی تو شماتت نکرین اور صبر و شکیبائی اختیار کرو تو ثواب بے حساب پاؤ پھر آپ نے اپنی بیٹی سکینہ کو کہ خورسال تھین پیار کیا اور گلے لگایا
اور زینب و کلثوم سے اونکی دلداری اور شفقت کے لئے وصیت کی اور بہنون کو اور بی بی کو وصیت کی کہ اس مصیبت مین بہنا نہ
سر کھولنا اور طمانچہ منہ پر اور سینہ پر نہ مارنا اور کپڑے نہ پھاڑنا اور بیان نکرنا اور چلا چلا کر نہ رونا کہ یہ گناہ عظیم ہے
اور کار جاہلون کا ہے پر مین فقط رونے سے منع نہین کرتا کہ یہ کام عزیزون اور دردمندون کا ہے اس اثنا مین علی اصغر
کہ طفل شیرخوار تھے تشنگی سے اور خشک ہونے شیر مادر سے قریب ہلاکت کے پہونچے حضرت امام حسین نے یہ حال اپنے نونہال کا دیکھکر گھوڑے پر
سوار ہوئے اور علی اصغر کو اپنی گود مین اوٹھا لیا اور آگے مخالفون کی صف کے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے قوم موافق تمہارے
گمان کے تقصیروار ہون تو مین ہون اس طفل نے تو کچھ تقصیر نہین کی ہے ایک گھونٹ پانی کا اسکو دو کہ یہ بچہ بغیر پانی کے ہلاک
ہوتا ہے اون سنگین دل جفاکارون نے کہا کہ ہم تمکو اور تمہارے بچون کو بغیر اجازت ابن زیاد کے ہرگز ہرگز ایک قطرہ پانی کا
نہ دینگے اور ایک ملعون نے اون میں سے ایک تیر حضرت امام حسین کی طرف مارا کہ وہ علی اصغر کی حلقوم مین لگا کہ طائر روح
اوس معصوم کا آشیانہ قفس کو پرواز کر گیا یہ آنحضرت نے علی اصغر کی لاش اونکی والدہ کے حوالہ کی اور کہا کہ یہ کا آب کوثر سے
سیراب ہوا پھر اپنے زمین تھوڑی سی کھود کر پاس خیمہ کے اوس معصوم کو دفن کیا حضرت شہربانو اور بیبیان اہل بیت کی
اوس طفل بے گناہ کے غم مین فغان و زاری کرتی تھین اور حضرت امام برحق بے اختیار روتے تھے **ابیات**
تا جدا گشتی از کنار پدر ✤ تیرہ شد بے تو روزگار پدر ✤ غمگسار پدر تو بودی و گشت ✤ بے تو یاد تو غمگسار پدر ✤
تو رفتی زبیش جان از پس تو ✤ تو خورسند بودی جان پدر ✤ اے گل سرخ ناشگفتہ بیفتد ✤ زود رفتی ز بوستان پدر ✤
ابیات ہندی گودی سے اپنے باپ کے بیٹا جدا ہوا ✤ آنکھون مین اوسکے تیرہ یہ الفت ہوا ✤ آرام جان حضرت عالیہ جسکا دیکھنا گیا
بیٹا شیر خوار سے پیاسا جو تھا ✤ وہ سفید جسکے جان تشنہ مر گیا ✤ دردو غم الم مین پدر مبتلا ہوا ✤ وہ گل ابھی کھلا بھی نہ تھا باغ دہر مین
... آہ کیا ہوا ✤ معصوم کو تشنہ دق ہوا حال ✤ راہ خدا مین باپ کے پہلے فدا ہوا ✤ روایت ہے کہ حضرت امام

زین العابدین فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام کے نہایت بیماری مین مبتلا تھے کہ طاقت نشست و برخاست کی نرکھتے
تھے جب اونھون نے دیکھا کہ پدر بزرگوار غربت بیپرور دگار تنہا بے یار و مددگار رہگئے ہین اور آپ بذات خود قصد میدان کا
کرتے ہین تب وہ بدشواری تمام اوٹھکر اور نیزہ ہات مین لیکر میدان کارزار کی طرف چلے کہ نظر حضرت امام برحق کی
اپنے فرزند بیمار پر پڑی کہ رن کو جاتا ہے اور ناتوانی سے پاؤن اوسکا لغزش کھاتا ہے بے اختیار ہوکر
دوڑے اور حضرت زین العابدین کو پکڑا اور منع کیا اور فرمایا کہ اے بیٹا نسل میری تجھسے دنیا مین رہیگی اور خلق تجھکو پدر
اہلبیت کہیگی یہ فرما کر اونکو خیمہ مین لیگئے اور بہت وصیت فرمائی اور نعمت عرفان کی اور معرفت قرآن کی کہ سینہ
بسینہ آپکے خزانہ باطن مین محفوظ اور مشمون تھی حضرت زین العابدین کو بخشی اور سپرد کی اور حضرت شہربانو سے
کہا کہ بہادانی میرے ہتھیارون کی لاؤ ابیات ✤ اینکہ آمد نوبت من الوداع ✤ الوداع اے عترت من الوداع ✤
زود زینہا سے شما خواہد شدن ✤ سوزناکا از فرقت من الوداع ✤ میدہم خواہید چون بر بہا ✤ گریہ گیرد از حسرت من الوداع ✤
ابیات ہندی ✤ آگئی اب نوبت ہماری الوداع ✤ اے طلے دختر پیاری الوداع ✤ عترت حیدر خدا حافظ کہ اب ✤
چھوٹے ہیں ہم اپنے پیاری الوداع ✤ ہم ادھر جائینگے اور تم رہو ادھر ✤ بس کرو گی آہ و زاری الوداع ✤ ہو گئی آنکھون سے تمہاری رات دن ✤
بارش ابر بہاری الوداع ✤ دل ہے جو یاد جمال یار اب ✤ ہجر نے حد جان ماری الوداع ✤ بعد آنے جاودانی کے حضرت
امام برحق نے قباے جامہ مصری تن مبارک پر چست کی اور عمامہ شریف رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سر مبارک پر
رکھا اور سپر حضرت امیر حمزہ سید الشہدا کی پیٹھ پر ڈالی اور ذوالفقار حیدر کرار کی حمائل کی اور نیزہ ہاتھ مین لیا اور گھوڑے پر
کہ ذوالجناح اوسکا نام تھا سوار ہوئے اور قصد میدان کا کیا کہ پردہ نشینان حجلہ عصمت اور طہارت کی رونے لگین اور رو رو کر
جان اپنی کھونے لگین کہ شاہزادہ جہان واسطے جنگ اعدا کے تو جاتا ہے اور ہمکو تنہا چھوڑتا ہے آپنے فرمایا کہ مین نے تمکو خدا کے سپرد کیا
کہ وہ وکیل اور کفیل میرا اور تمہارا ہے وکفی باللہ وکیلا یہ کہکر میدان مین دشمنون کی صف کے روبرو استادہ ہوئے اور نیزہ زمین مین گاڑ دیا
اور زبان عربی مین یہ رجز اس مضمون کا پڑھا ابیات ✤ جد من خیر الوری افضلترین انبیاست ✤ آفتاب اوج عزت شمع جمع اصفیاست ✤
منقبت ہا بے پدر گر بیشمارم ممکن نیست ✤ در عروج لافتی و بدر برج ہل اتی ✤ مادرم خیر النسا فرزند خاص مصطفیٰ ✤ بر کمال او کلام الصفتہ من گواہ است ✤
و برادر گر بپرسی شاہ حسن ✤ آنکہ سبط مصطفیٰ و نور چشم مرتضیٰ است ✤ ہست عم من جعفر طیار کاندر باغ خلد ✤ دائما پرواز او تا آشیان کبریاست ✤
عترت پیغمبر منم ... ✤ ... جملہ عالم کمراست ✤ ... اخلاق شما ✤ بیوفائی و نفاق و حیلہ و مکر و خباثت ✤

جملہ فرزندان و خویشان عزیزان مرا — قتل کردید این چہ آئین است یا قوم نجات
این زمان ہر بلا کہ بر من حالت است اید — کشتن من کی ہمی مذہب ملت روا است
تشنہ لب رفتند یاران من از بی مہر مرم — در قیامت حضرت حق حاکم او شماست

ابیات ہندی

نانا مرا بلاشک سردار انبیا ہے — خورشید اوج عزت کونین کی ضیا ہے
در درج لافتی کا میرا پدر علی ہے — موج بحر ہل اتی کا بھی شاہ مرتضی ہے
خیر النسا ہے مادر شاہ حسن برادر — وہ پارہ جگر ہے جان مصطفے ہے
میرا چچا ہے جعفر طیار نام اوسکا — پرواز اوسکی دائم تا عرش کبریا ہے
بیشک چچا پدر کا میرا امیر حمزہ — سید الشہیدان سردار اتقیا ہے
مجھسا نسب میں کوئی دیکھا ہے اس جہان کے — اے اشقیا بتاؤ ہان کون دوسرا ہے
اے قوم ظالم بیشک تم ہو تباہ ہمیشہ — ہم پر جو تمنے کیا ہے جور و ستم جفا ہے
تمنے کئے جو بے قتل فرزند و خویش میرے — پھر فکر میں ہو میرے کس دین میں روا ہے
سارے گئے پیاسے اور میں بھی تشنہ لب ہوں — جانوگے یاد تمکو حاکم وہاں خدا ہے

پھر آپنے فرمایا کہ اے قوم تم اگر خدا جل شانہ پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہو تو مجھپر ستم اور ظلم کرنا روا مت رکھو اور پانی مجھسے بند نہ کرو کہ فردا عرصات قیامت میں میرا نانا اور باپ تمکو حوض کوثر سے پانی نہ دینگے پس تم مجھکو یا کسی طرف جانے دو یا میرے اہل و عیال کو پانی دو کہ میں قیامت کو تمسے کچھ خصومت اور جھگڑا نکروں گا اور جو تم اس حرکت سے باز نہیں آتے تو خیر رضینا بقضاء اللہ تمام کے اور کوفہ کے لوگ یہ سنکر خدا کے غضب سے ڈرنے لگے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیکسی پر رونے لگے بختری ابن ربیعہ اور شبث بن ربعی اور شمر ذالجوشن کہ سگ سیرت اور پلید طینت تھے اندیشہ میں آئے کہ ایسا نہو کہ لوگ خوف الہی سے حسین علیہ السلام کو چھوڑ دیں اور کام ہاتھ سے نکل جاوے پس بہ نرمی روبرو حضرت امام حسین علیہ السلام کے یہ تینوں ملعون آئے اور کہا یا ابن ابی تراب قصہ کوتاہ کرو اور تجبر سر سے نکال ڈالو اور عبید اللہ ابن زیاد کے پاس حاضر ہو اور یزید کی بیعت قبول کر تو اس مہلکہ سے خلاصی پاوے اور جو تو یہ نمانے گا تو ہم پانی مطلق نہ دینگے اور تو تشنگی سے ہلاک ہو جاوے گا حضرت امام برحق نے سنگدلی اور بیحیائی اونکی سے تعجب کیا فائدہ جاننا چاہیے کہ ارباب سیر کے لکھتے ہیں اور یہ لکھنا اونکا حق ہے کہ اسمیں کچھ شبہ اور شک نہیں ہے کہ حضرت امام حسین فارس شعلہ بار آتش حرب کے تھے کہ مبارزان اور بہادر میدان کی جرأت اور گرمی جنگ بے درنگ اونکی سے گریزان تھے اور پہلوان عظیم الشان معرکہ کی قوت و شجاعت اونکی سے ترسان تھے اور حضرت امام برحق انجام کار اور مآل حال اپنے سے عالم اور واقف تھے اور حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے اس معرکہ سے خبریں پہلے بارہا دیں تھیں پس اوس فہیم انجام کو بارہا فہمایش کرنا اور اپنی تشنگی و بیکسی کا حال زبان مبارک پر لانا محض واسطے قائم کرنے حجت اور دلیل کے تھا اوس قوم پر کہ حق تعالی کے روبرو کوئی بات اپنی طرف سے حمایت ہووے اور شاید

کہ خدا تعالیٰ کسی کسی کو اس قوم میں سے توفیق اور ہدایت دیوے الغرض اوس حال میں بھی پرورش امت کی منظور تھی اور بھلائی
امت کی آپکے دل سے سو سو کوس دور تھی کسیکا خوب شعر ہے **فرد** وہ جو حوصلہ ہے حسین کا نہ تو دید ہے نہ شنید ہے
چلی اوسکے حلق پہ جب چھری کہا عاشقوں کی یہ عید ہے القصہ عمر سعد نے بآنگ اپنے لشکر پر پکاری کہ ابن حیدر کو بات کرنے دو اور جلد اسکا
کام تمام کرو ساری فوج عمر سعد کی خوف سے حضرت امام برحق کے قتل پر مستعد ہو گئی اول سب سے تمیم بن قحطبہ کہ شام کا سردار اور مبارز نامدار تھا آپکے مقابل آیا
آپنے پہلے حملہ مین تیغ بیدریغ سے گردن اوسکی بدن سے جدا کردی کہ وہ کئی قدم پر جا کر پڑی فوج سارے تیز دستی دیکھکر ہراسان ہوئی اور کوئی
مقابل نہ آیا آخر کو یزید الطحی آپکے مقابلہ مین مستعد ہوا اور وہ مبارز شام و عراق مین مشہور اور معروف تھا اور جلادت اور شجاعت
مین مصر اور روم تک اوسکی دھوم تھی پس اوسنے آتے ہی حضرت پر حملہ کیا اور آپنے تلوار اوسکی خالی دیکر ایک ہاتھ تلوار آبدار کا کمر پر ایسا دیا
کہ بدن اوسکا ککڑی کے مانند دو نیم ہو گیا پھر بسبب غلبہ عطش کے آپنے دریائے فرات کا قصد کیا کہ فوج مخالف آپ مین اور فرات مین
حائل ہوئے اور آپنے مرکب اوٹھایا اور تیغ بیدریغ سے سر مخالفون کا مانند برگ خزان کے جھاڑا یہان تک کہ تمام فوج کو پراگندہ کر دیا
اور رستہ آب فرات کا کشادہ کیا اور دریائے فرات پر پہونچے اور گھوڑا اپنا پانی مین ڈالا اور چلو مین پانی پینے کو اوٹھا کر
اور لب تک لا کر گرا دیا اور نہ پیا ایسا ہی بعضی کتابون مین لکھا ہے شاید کہ نہ پینے کی وجہ یہ ہو گی کہ آپکو تشنگی اہلبیت اور عیال و اطفال
کی اوس وقت یاد آئی ہو گی اور تنہا پانی پینا مروت سے بعید سمجھا ہو گا القصہ آپ فرات سے نکلکر اپنے خیمہ کی طرف تشریف لائے
لکھتے ہین کہ فرات سے خیمہ تک چار سو آدمی آپنے مارے پھر آپ اپنے خیمہ مین اوترے اور حضرت زین العابدین کو گلے لگایا اور
پیشانی پر اونکے بوسہ دیا اور سب اہلبیت کو وصیت اور نصیحت اور تشفی اور تسلی فرمائی روایت ہے کہ حضرت شہربانو نے
عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اس ملک مین غریب ہون سوائے تیرے میرا کوئی نہین اور
تیری بہنین اور بیٹیان اولاد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہین کسی حلال زادے حرام زادے کو ان پر دست قدرت نہو گا
ہاں سب طریقہ عزت کا انکے ساتھ نگاہ رکھینگے مگر مین کہ بیٹی یزدجرد بادشاہ کی ہون مبادا کہ دشمن قصد میرا کرین
[illegible] حرمت حرم محترم تیری کی نرکھین آپنے فرمایا اے شہربانو تو خاطر جمع رکھ اور غم نکھا کہ کسیکو تجھپر قدرت نہو گی اور کوئی
تیرا قصد نکریگا اور تو ہمیشہ عزت اور حرمت کے ساتھ رہیگی انشاء اللہ تعالیٰ القصہ حضرت امام حسین نے ایک ایک کو اپنی اولاد
اور اہلبیت سے وداع کیا اور یہ وداع آخری تھی کہ پھر میدان سے پھر کر خیمہ کو تشریف نہین لائے اور اس وداع کے بعد زن و مرد مین کہ
[illegible] ہوئے روایت ہے کہ حضرت امام برحق خیمہ سے میدان کارزار مین آئے اور مبارز چاہا عمر سعد نے کہا کہ اے لوگو حسین

تحریر مین لاتا ہون اور ہواداران اہل بیت کو حال مختصر سناتا ہون وبیان اخبار دلخراش اور ناقلان آثار جانکاہش روایت کرتے ہین کہ
ریحان روضہ رسالت یاسمن گلشن ولایت گلدستہ باغ لافتیٰ لالہ شائستہ چمن ہل اتیٰ یادگار خاندان نبوت گل گلزار دودمان فتوت
شہباز بلند پرواز اوج جلالت عنقا جانفزا قاف قناعت قمر بہت شہسوار مضمار شجاعت ہژبر نیزار جرأت مشہبات شناور بحر
کوہ تمکین شہید اکبر حضرت امام حسین علیہ من التسلیمات افضلہا و من التحیات اکملہا جس گھڑی زخمون سے
چور ہوے اور نشہ شراب عشق مین مخمور ہوے پس آپنے ایک مقام مین توقف فرمایا اور ظالمون مردون نے آپکا قصد کیا لیکن قبائل عرب کے
آپکے قتل کرنے سے جی چھپاتے تھے اور اس کام کو ایک دوسرے پر حوالہ کرتا تھا اور وہ اوسکو اشارہ کرتا تھا اور وہ اوسکو اشارہ کرتا تھا کہ آپنے
ایک جام پانی کا طلب کیا کسی نے آپکو لا دیا اور وہ جام آپنے لبون سے لگایا اور چاہا کہ پانی نوش فرماوین پیشتر اس سے کہ ایک قطرہ بھی
حلق مبارک کے جاوے کہ حصین ابن نمیر نے آپکے دہن مبارک پر تیر مارا کہ ایک بوند پانی کی نصیب نہوئی پھر آپ وہان سے فرات کی
طرف روانہ ہوے اور مخالفون کے تیرون کے نشانہ ہوے اور آپ پے در پے حملے فرماتے تھے کہ مخالف جان دیکر دوزخ کو جاتے تھے صواعق
محرقہ مین لکھا ہے کہ جس وقت حسین بن علی نے حملہ کیا شمشیر برہنہ ہات مین تھی اور یہ رجز پڑھتے تھے **ابیات عربی**

انا ابن علی الخیر من آل ہاشم + کفانی بہذا مفخرا حین افخر + وجدی رسول اکرم من مشی
ونحن سراج اللہ فی الناس یزہر + وفاطمۃ امی سلالۃ احمد + وعمی یدعی ذو الجناحین جعفر
وفینا کتاب انزل صادقا + وفینا الہدی والوحی یذکر + **ابیات ہندی** یہ ہے فضیلت اولاد ہاشم
پسر اوسکا ہون مین جو ہے عالم + کفایت فخر یہ کرتا ہے مجکو + کہ جد میرا ہے افضل سب کا یارو + چراغ حق ہین خلق اسمین ہم ہم
ہمارا جعفر طیار ہے عم + مری ماں فاطمہ ہے جان احمد + سراپا ہون مین ظاہر شان احمد + سنو قرآن ہوا ہے ہم مین نازل
ہدایت وحی سب ہے ہم مین حاصل + اور وہ جو قوم حائل ہوتی درمیان اونکے اور درمیان پانی کے یعنی اگر بر تقدیر کہ حضرت امام برحق کو پانی
ملتا اور غلبہ تشنگی نہوتا ہرگز قادر نہوتے مخالف اوپر قتل اونکے اسواسطے کہ حضرت امام برحق بڑے شجاع اور بہادر تھے کہ ٹلنے والے اپنی جگہ سے
نتھے اور جس وقت کہ آپکے ہمراہیون مین ایک بھی شخص ان مین نہ رہا اور حضرت اکیلے رہ گئے اور آپ تنہا رہ گئے تو آپنے ایسے حملے کئے کہ مخالفون کے بہادرون
بہادرون کے ہمتین ہار گئے یہانتک کہ حملہ کیا آپ پر جماعت کثیر نے اور قصد کیا حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تب آپنے آواز دی پکار کر کہ منع کرو ان
اوباشون کو کہ مستورات اور بچون کی طرف جانے سے پھر آپ پانی کے لئے اور ... تیر ... زخم ... بہت بہا آپ کا لہو ... جاتا رہا اور زمین پر گر پڑے
مضمون صواعق کی عبارت کا یہ ہے کہ جب آپ چھوٹے تھکے ہوے اور زمین پر گرے ایک دو دن بعد تیر آپکی پیشانی نورانی پر مارا کہ چہرہ مبارک آپکا

خون ... تمام ریخ ہو گیا آپنے فرمایا کہ میں بااین صورت اپنے جد و پدر سے ملاقات کرونگا اور سب ستمگارونکی حکایات
کہونگا القصہ بہ ایسی یعنی چار سیبی اور دو زخم نیزہ اور تیر اور تیغ کے بدن مبارک پر لگے تھے کہ اوس وقت آپ بقبلہ بیٹھے اور
اپنے معشوق حقیقی کی مناجات میں مشغول ہوئے کہ ایک ایک دو دو ملعون سر مبارک کے جدا کرنے کے واسطے روبرو آتے تھے لیکن شرم
کہا کر چلے جاتے تھے اور یہ کہتے تھے ایسا نہو کہ فردا قیامت کو خون حسین کا ہماری گردنون میں ہووے ۔ **فرد**

خون کہنا آل احمد کا نہین سہل کام | **فرد ہندی** | خاک غم برفرق فرزند محمد ریختن
سہل کا ہے پیشتر ان آل احمد ریختن

شمر علیہ اللعنہ نے دیکھکر نعرہ مارا کہ اے لوگو اب توقف اور تاخیر کیا ہے کیوں نہیں سر کاٹتے ہو تم کہ ابن
زرعہ ... آپکے دست مبارک پر زخم شمشیر کا دیا اور سنان ابن انس نخعی نے نیزہ پشت مبارک پر مارا کہ پہلو نکل گیا اور بدن شریف
آپکا زمین پر گر پڑا کہ خولی ابن یزید اصبحی اپنے گہوڑے پر سے اوتر آیا تاکہ آپکا سر مبارک کاٹے کہ آپ نے تیز نظر سے اوسکی طرف دیکہا
پہر وہ ملعون لرزنے لگا اور یہ فعل قبیح اوس سے نہو سکا لیکن اوسکے بہائی نے کہ نام اوسکا شبلی ابن یزید ہے اور وہ کوڑہی تہا
سفید داغ کوڑہ کا کہ جسے ابرص کہتے ہیں سر مبارک کو تن مبارک سے جدا کیا اور ایک روایت یہ ہے کہ شمر نے وہ بہی ابرص
ہے آپکو ذبح کیا اور سر مبارک جدا کیا اور آپکے بدن مبارک پر گہوڑون کو دوڑایا اور روح پرفتوح آپکی اعلی علیین میں
تشریف لیگئی وقت سہ پہر کے جمعہ کے دن دسوین تاریخ محرم کی کہ سن ہجری اکسٹھ تہے اور عمر شریف آپکی چھپن یعنی چھہ اوپر پچاس
برس اور کئی مہینے کی تہی انا للہ وانا الیہ راجعون لکہا ہے کہ اوس وقت میں زمین لرزتی تہی اور شور و فغان آسمان میں
میں پہیلا تہا اور جن و انسان اور جنگل کے سب حیوان نالہ اور زاری کرتے تہے اور آفتاب سیاہ ہوگیا تہا اور کارخانہ عالم کا تباہ ہوگیا تہا
اور اہلبیت کی زاری اور بیتابی اور بیقراری خارج از تقریر ہے

ابیات

اندرین غم نہ فلک نہ زمین و سما بگریستند
کاہل عالم از ثریا تا ثرا بگریستند | آفتاب و ماہ و عرش و کرسی لوح و قلم
در غم شاہ شہید کربلا بگریستند | در ہوای آن لب محروم از آب فرات
ماہی اندر آب و مرغ اندر ہوا بگریستند | در قصور جنت الفردوس حوران سر بسر
از برای خاطر خیر النسا بگریستند | اولیا گشتہ بہر مرتضی زاری کنان
انبیا با اتفاق مصطفی بگریستند

ابیات ہندی

آہ اوس دن فقط ارض و سما روتے تہے | لے ترپ کے بہی ... روتے تہے
عرش و کرسی و خورشید و فلک لوح و قلم | بہر فرزند نبی زار و قطار روتے تہے
حور عین گریہ کنان فاطمہ کے ہمراہ تہین | انبیا ساتہ محمد کے حیدر روتے تہے
اولیا غم شبیر میں حیران ہو کر | ہمرہ شاہ شہیدان شیر خدا روتے تہے
روح جن ملک و آدم و انعام تمام | ماہی آب سے تا مرغ ہوا روتے تہے

القصہ بعد شہادت شاہزادہ کونین کے شمر مردود اور کئی مطرود خیمہ گاہ کی طرف گئے اور تمام اسباب جو کہ تہا سب لوٹ لیا لیکن بسبب حفاظت

اور حمایت الہی کے مستورات کی طرف نہیں گئے چاہا تھا کہ حضرت امام زین العابدین کو قتل کرے اور تلوار کھینچ کر قصد کیا ہی تھا
کہ حضرت حمید ابن مسلم نے ہاتھ اوس ملعون کا پکڑ لیا اور اس حرکت سے منع کیا کہ یہ لڑکا خود بیمار ہے اور بچہ ناتوان ہے

وصل

جاننا چاہیے کہ جس وقت شہید ہوئے حضرت امام برحق کربلا میں کہ عراق کی زمین سے متصل کوفہ کے ہے اور اوس طرف بھی کہتے ہیں عالم میں گویا قیامت
برپا ہوئی اور عجائب اور غرائب نشانیاں ظاہر ہوئیں۔ صواعق محرقہ میں لکھا ہے اون نشانیوں میں سے ہے کہ روز شہادت حسین ابن علی
کے ہویدا اور آشکارا ہوئیں تھیں ایک یہ ہے کہ دنیا میں تاریکی اور اندھیرا چھا گیا تھا اور آفتاب سیاہ ہو گیا تھا کہ دنکو ستارے دکھائی
دیتے تھے اور تمام جہان میں جس جگہ سے پتھر اوٹھاتے تھے نیچے سے خون سرخ تازہ نمودار ہوتا تھا اور آسمان سرخ ہو گیا تھا بسبب قتل
امام مظلوم کے اور ایسی حالت درپیش آئی تھی کہ لوگوں کو یہ گمان تھا کہ مگر قیامت برپا ہوئی عثمان ابن شیبہ سے روایت ہے کہ اوس دن
سے لیکر سات دن تک بعد اوسکے آسمان کے رنگ کی یہ حقیقت تھی کہ اوسکے رنگ سے دیواریں مکانوں کی ایسی سرخ دکھائی دیتی تھیں
کہ گویا لحاف ہیں کسم میں رنگے گئے اور ستارے بیشمار ٹوٹتے تھے اور آپس میں ایک پر ایک پڑتا تھا ابن جوزی سے روایت ہے کہ تین
دن تک دنیا اندھیری رہی یعنی ظلمت اور سیاہی چھائی رہی بعد تین دن کے ظاہر ہوئی سرخی آسمان پر اور برسا لہو آسمان سے
اور کپڑے کسو کسو کے کہ اوس لہو سے سرخ ہو گئے تھے سرخی اونکی دھوتے دھوتے اور پھٹتے پھٹتے بھی نگئی قتل کے دوسرے دن صبح کو لوگوں نے
پانی کے برتن لہو سے بھرے پائے اور ایک روایت میں ہے کہ مانند لہو کے آسمان سے برسا اوپر گھروں کے اور دیواروں کے خراسان میں اور شام میں اور
کوفہ میں اور روایت کرتا ہے ثعلبی کہ آسمان اوس حادثہ سے رویا اور رونا اوسکا سرخ ہونا اوسکا ہے اور کنارے آسمان کے
سب طرف سے چھ مہینے تک اوسی دن سے سرخ رہے پھر اوسکے بعد ہمیشہ سرخی آسمان پر دکھائی دیتی ہے ابن سیرین کا قول ہے
کہ روایت پہونچی ہے ہمکو اس قدر کہ سرخی جو شفق میں ہے آج پہلے قتل حسینؑ سے نتھی یعنی یہ سرخی آسمان کی شفق میں اوسی دن سے ہے
کہ جس دن حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے ابن جوزی نے کہا ہے اسمیں یہ حکمت ہے کہ آدمی جب غضب میں اور غصہ
میں ہوتا ہے تو اوسکا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور حق تعالی جسم اور نقشہ اور چہرہ سے منزہ اور پاک ہے پس حق تعالی
نے اثر اپنے غضب اور غصہ کا اوپر قتل حسینؑ کے بھی ظاہر کیا اوپر آسمان کے کنارے کے تاکہ ظاہر ہووے کہ قتل
حسین کا ایسا بڑا گناہ ہے کہ اونکے قتل پر غضب اور غصہ خدا کا ہمیشہ ہے اور قیامت تک مدام رہیگا اور کہا ابن جوزی
نے کہ عباس چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جبکہ جنگ بدر میں قید ہوئے تھے تو اونکی آہ و زاری کی آواز سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو نیند نہ آئی تھی پس کیونکر آرام وچین ہوا آنحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنکے

آہ وزاری حسین کے اور جس وقت وحشی قاتل امیر حمزہ کا اسلام لایا اور مسلمان ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وحشی کو کہ میرے
روبرو نہ آیا کر اور منہ اپنا مجھ سے چھپایا کر میں دوست نہیں رکھتا اس بات کو کہ دیکھوں دوستوں کے قاتل کو اور حالانکہ سبب اسلام کے پہلے گناہ سب
جھڑ جاتے ہیں اور آدمی پاک صاف ہو جاتا ہے گویا کہ اب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحشی کی صورت دیکھنے
سے پس کیونکر گوارا ہو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا اوس شخص کا کہ جس نے ذبح کیا حسین علیہ السلام کو یا حکم کیا ہو اونکے قتل کیواسطے
اور چڑھایا ہو حسین کے اہلبیت کو اور حسین کے قتل کے دن جن اور پری نے آپکی شان میں مرثیے کہے ہیں اور پریوں نے نوحہ اور زاری
اس غم میں کی ہے چنانچہ تہذیب التہذیب میں اور مفتاح النجاح میں اور کتابوں معتبر میں لکھا ہے کہ آسمان کی طرف سے پریوں کے
نوحہ اور مرثیہ کی آواز آتی تھی ایک بیت پریوں کے مرثیہ کی یہ ہے **فرد عربی** مسح الرسول جبینہ فلہ بریق فی الخدود
ابواہ من علیا قریش جدہ خیر الجدود مضمون اس بیت کا یہ ہے **ابیات** ہاتھ پھیرا تھا محمد نے جبیں پہ مدام
اوسکی پیشانی پہ تھا اس سے وہ نور تمام اوسکے رخسار تھے چمکارہ تھا نمایاں اوسکا نور اوسکے منور تھا دل ہر خاص و عام والدین اوسکے عرب میں افضل تھے
اور سب نانا ہے اسکا جو کہ ہو خیر الانام لکھا ہے کہ گھوڑا حضرت امام حسین علیہ السلام کا خون آلودہ خیمہ اطہر کی طرف آیا ہے
اور اہلبیت نے اوسکو بے سوار نا بدار کے دیکھکر شور و فغان مچایا ہے اور اوس گھوڑے نے ہر طرف دوڑ کر پھر اپنے
سر کو زمین پر اپنا ٹیکا کہ روح ناتوان اوسکے تن سے نیم جان سے نکل گئی روایت کی ترمذی نے کہ دیکھا ام سلمہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
یعنی جس دن کہ حضرت امام حسین شہید ہوئے اوسی دن شہر مدینہ میں حضرت ام سلمہ نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت
روتے ہیں گرد و غبار ریش مبارک پہ اور سر مبارک پر پڑا ہوا ہے ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا حضرت سے یعنی یہ کیا حال ہے یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پس آپنے فرمایا کہ قتل کیا گیا حسین ابھی اس وقت اور اسیطرح دیکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہر مدینہ میں بیچ
خواب کے ابن عباس نے کہ چہرہ مبارک اور موئے شریف آپکا گرد آلود ہے اور بال پراگندہ و پریشان ہیں اور دست مبارک میں
ایک شیشہ ہے کہ اوس میں خون بھرا ہوا ہے عبد اللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے یعنی ماں باپ میرے تجھ پر فدا ہوں یہ کیا حال ہے یا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپنے فرمایا کہ یہ خون حسین کا
ہے اور اوسکے ساتھ والوں کا کہ آج صبح سے اس وقت تک میں نے چنا ہے اور شیشہ میں رکھا ہے پس ابن عباس
وغیرہ نے جو دریافت کیا تو وہی دن تھا قتل حسین کا کہ جس دن یہ خواب دیکھا تھا روایت ہے ام سلمہ سے کہا
کہ جس دن شہید ہوئے حسین اوس دن رات کے وقت غیب سے میں نے آواز سنی تھی کہ کوئی یہ کہتا ہے **ابیات**

ایها القاتلون جهلا حسینا　ابشروا بالعذاب والتذلیل　قد لعنتم علی لسان داود

موسیٰ وحامل الانجیل　کو بعضون نے اوسکا یہ ہے

ابیات

اے قاتلان ابن نبی جاہلان شام　خوش ہو عذاب و ذلت و لعنت تمام

موسیٰ اور عیسیٰ و داؤد نے تمہین　بھیجا ہے تو یہ تحفہ لعنت بصبح و شام

پس روئی ہین اور کھولا ہین نے سنتے کو یعنی اوس شیشہ کو کہ جسمین مٹی اور کنکر یہ دیا رکھے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام سلمہ جس دن کہ لہو ہو جاوے وہ دن بڑا سخت اور بڑی مصیبت کا ہوگا ام سلمہ کہتی ہین کہ جو ان ہین ہین نے اوس شیشہ کو کھول کر دیکھا تو وہ مٹی اور کنکر لہو ہو گئے تھے روایت ہے کہ ام سلمہ نے جنون کا نوحہ اور آہ و زاری سنی اور روئین یہانتک کہ غش مین ہو گئین الغرض بہت کتابون مین اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ دن عاشورے کا جس دن حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوے ہین عجب دن تھا کہ آسمان و زمین اوس دن روے ہین اور پیغمبرون کی روحون نے اور زمرہ ملایک مقربین نے ساتھ روح پاک سید الاولین اور آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گریہ و زاری کی ہے اور بہشت کی حورون نے اور عالم کی پریون نے ساتھ روح مطہر حضرت فاطمہ زہرا کے غم اور الم اور بیقراری کی ہے اور مچھلیون نے بیچ دریا اور جانورون نے بیچ ہوا کے فریاد و فغان اوٹھائی ہے اور انسان اور جن اور سارے جہان و عالم نے اوس دن اپنی تصویر عیش عشرت کی اور مثال سرور اور فرحت کی مٹائی ہے

ابیات

حسینے کان نبی را نور دیدہ است　جہان تاریک بے نور است امروز

[illegible]　بدست خصم مجبور است امروز

بریدہ حلق او تشنہ جگر خون　سرا از تن تن ز سر دور است امروز

رخی چون آفتاب اے دریغا　به تیغ ستم مستور است امروز

ابیات ہندی

دلا جان تو آج عاشورہ ہے　جہان ہے سیہ روز بے نور ہے

علی کا پسر نور چشم نبی　نپٹ آج مظلوم و مجبور ہے

یہ اعدا نے احوال اوسکا کیا　کہ تن سر سے اور تن سے سر دور ہے

و رخ اوسکا آفتاب انور تھا　تہ تیغ آج مستور ہے

کیا ظلم ایسا اونھون نے بحال　مسلمان و کافر یہ دستور ہے

ایضاً

روز عاشور است بردار ایدل از تاریخ کہ　واندرین ماتم پلاس عجز در گردن کنید

چاک سازید از غم شاہ شہید جیب جان　[illegible]

فائدہ

جاننا چاہیے کہ جب ظالمون نے خیمہ اہل حرم کو اور اسباب کو غارت کیا اور لوٹ لیا پس تھیلیان دینار کی کہ لوٹ کر لے گئے تھے اونکو کھولا کہ آپس مین تقسیم کرین اور بانٹ لین جیون ہین کہ کھولا گیا دیکھتے ہین کہ وہ دینار ٹھیکریان ہو گئی ہین اور ہر ایک سکہ کے ایک طرف یہ آیت لکھی ہوئی ہے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ یعنی قریب

جاوینگے ظالم اور دیکھینگے کہ کس طرح اولٹ پلٹ جاوینگے اور دوسری طرف یہ آیت لکھی ہے ولا تحسبن اللہ غافلا
عما یعمل الظالمون یعنی اے لوگو مت جانو تم یہ کہ خدا غافل ہے ظالمون کے عمل و فعلون سے یعنی ظلم کی سزا اونکو دیگا
اور مظلوم کی داد اون سے لیگا اور غلہ جو لوٹ کر لے گئے تھے راکھ ہوگیا تھا اور اونٹ جو لیکر ذبح کیے تھے گوشت اونکا کڑوا اور زہر
ہوگیا تھا **فصل** جاننا چاہیے کہ عاشورے کے دن عمر سعد نے سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا خولی ابن یزید کے سپرد کیا
کہ کوفہ مین عبید اللہ ابن زیاد کے پاس لیجاوے اور آپ اوسنے اوس دن اور دوسرے دن کربلا مین مقام کیا اور اپنے لشکر کی لاشون کو
جمع کیا اور اونپر نماز گذارنی اور دفن کیا اور تن مبارک حضرت امام حسین کا اور سب شہیدون کا صحراے کربلا مین درمیان خاک و
خون کے پڑا رہا اور سب شہیدون کے سر تن سے جدا کر کے موافق ایک روایت کے تن شہیدون کے صغر کی بستیون تک
اسی طرح جنگل مین پڑے رہے اہلبیت نبی نے دمشق سے پھرت کر دفن کیے اور اہلبیت کی بیبیون کو اونٹون پر
سوار کیا بارہوین تاریخ محرم کی وہ مردود یعنی عمر سعد ساتھ اپنے جاہ و حشم کے قافلہ اہلبیت کو اور شہیدون کے
سرونکو برچھیون اور نیزون پر رکھ کر کربلا سے کوفہ کو لیچلا اور حال مستورات اہلبیت کا اس گنہگار سے رقم نہین ہوسکتا
لیکن یہ یقینی جاننا چاہیے کہ وہ اہل بیت طہارت اور آل و عیال رسالت پناہ تحت حمایت پروردگار کے اور بیچ سراپردہ
غیرت حضرت جبار کی محفوظ اور مصئون تھے کہ کسو مردود اور مطرود کی نگاہ فاسد کا اور نظر بد کا اوس طرف گذر ہو سکتا تھا
فائدہ جاننا چاہیے کہ بیچ احوال حضرت شہربانو کے تین روایتین اس بندہ نظر اللہ کی نظر سے گذری ہین ایک یہ کہ
بموجب وصیت حضرت امام حسین کے شہربانو بعد قتل حضرت کے اوسی اسپ ذوالجناح پر کہ آپکی سواری کا گھوڑا تھا سوار
ہوئین اور وہ گھوڑا جنگل کو چلا گیا بعد اوسکے کسو پر حال نہین کھلا کہ وہ گھوڑا کیا ہوا اور شہربانو کہان گئین اور روایت
دوسری یہ ہے کہ کوئی شخص اونکے وطن کا اونکو ہمراہ اپنے اونکے وطن مین لیگیا اور ملک نوشیروان مین اونکے گھر پہونچا دیا
اور روایت تیسری یہ ہے کہ حضرت شہربانو اہلبیت نبوی مین سدا رہین اور اہلبیت سے کبھی جدا نہوئین یہ روایت
صحیح ہے واللہ اعلم بالصواب القصہ جب قافلہ اہل حرم کا ساتھ اہل ستم کے کربلا سے کوفہ کو چلا اثناے راہ مین شہیدون کی لاشون پر
گذر ہوا اور مخدرات حجرات عصمت نے تن بے سر خاک مین غلطان دیکھے نالہ و زاری و فریاد و بیقراری اہلبیت کی اوس وقت اس قدر
تھی امکان نہین کہ تقریر اور تحریر مین سماوے اور اثناے راہ مین بعضے لوگ مخالفون مین از کردہ خود پشیمان ہو کر روتے تھے
حضرت امام زین العابدین نے اونکو دیکھکر فرمایا کہ یہ جو روتے ہین اپنے کوئی پوچھے کہ میرے باپ اور بھائیون اور چچاؤن کا قتل

کیون کیا ہے یعنی آپہی تو قتل کیا ہے اور آپہی روتے ہین عجب تجھ پر ستمگار غدار ہین القصہ بعد روانگی اہل حرم اور اہل ستم کے
کربلا سے کوفہ کی طرف موافق ایک روایت کے لوگ ایک گانو کے کہ نام اوسکا غاضریہ یا غاضریہ ہے کربلا مین آئے اور لاشین شہیدون کی
اوس سرزمین مین دفن کین اور ہوین یا تیرہوین تاریخ محرم کی الغرض غلغلہ کہ پہلے سب سے سر مبارک حضرت امام برحق کا کوفہ کو لیگیا تھا
ابن زیاد نے اپنے دربار عام مین وہ سر مبارک لیکے اپنے روبرو ایک لگن مین رکھا حضرت انس نے کہا اور وہ اصحاب رسول اللہ سے ہین
اور اوس وقت ابن زیاد کے دربار مین بیٹھے تھے کہ حسین ابن علی بہت مشابہت رکھتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور جس وقت
انس روتے تھے کہتے ہین کہ ریش مبارک حضرت امام حسین کی خضاب کی ہوئی تھی ساتھ وسمہ کے باخضاب کے روایت ہے ترمذی سے کہ اس
ایک چھڑی ابن زیاد بیجیا ہاتھ مین تھی اور اوس چھڑی کو مارتا تھا حضرت امام حسین کے دندان مبارک پر اور اوس چھڑی کو لگاتا تھا
بینی مبارک سے اور اندر بینی کے اور کہتا تھا نہین دیکھا مین نے ایسا حسن اور البتہ حسین کے دانت خوب تھے روایت ہے ابن ابی الدنیا سے
کہ اوس وقت نزدیک ابن زیاد کے زید بن ارقم تھے کہ پیر مرد تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اونھون نے فرمایا کہ اوٹھا لے
تو اپنی چھڑی کو لب و دندان حسین سے یعنی بے ادبی اس سر مبارک کے ساتھ مت کر پس خدا کی قسم بارہا دیکھا ہے مین نے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسہ دیا کرتے تھے درمیان اون دونون لبون کے پھر زید پھوٹ پھوٹ کے رونے لگے پس کہا ابن زیاد نامراد نے کہ رولاوے اللہ تعالیٰ
تیری آنکھون کو اے سن رسیدہ اگر تو بوڑھا او بے عقل نہوتا تو مین تیری گردن مارتا پس زید بن ارقم کھڑے ہوگئے اور کہا تم غلام اور بردے
ہوگئے اے آدمیو آج سے بعد کہ تم نے قتل کیا فرزند فاطمہ کو اور امیر اور حاکم کیا تم نے مرجانہ کے بیٹے کو یعنی ابن زیاد کو قسم خدا کی کہ اچھے
اچھون کو تم نے قتل کیا او بدون کی اور بدذاتون کی تم نے فرمانبرداری قبول کی پس عقل سے دور ہے اوس شخص کو کہ پسند کرے ذلت کو اور عار کو
پھر کہا زید بن ارقم نے کہ اے ابن زیاد حدیث کرتا ہون مین اور سناتا ہون تجکو وہ بات کہ بہت ناخوش ہو تو اوس سے زیادہ
غصہ مین لاوے وہ بات تجکو وہ یہ ہے کہ مین نے دیکھا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ بٹھایا تھا اپنی داہنی ران پر حسن کو اور بائین
ران پر حسین کو پھر رکھا تھا دست مبارک دونون کے سر پر اور کہا تھا خدایا مین سپرد کرتا ہون دونون کو تیرے
اور تیرے نیک بندون کے پس کیا کیا تو نے امانت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کہ تھی وہ امانت تیرے پاس اے ابن زیاد
روایت ہے کہ جس وقت سر مبارک حضرت امام حسین کا ابن زیاد کے مکان مین لائے ہین تو اوس وقت اوس مکان
کی دیوارون مین سے خون جاری تھا روایت ہے کہ جس وقت رکھا گیا سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا
روبرو ابن زیاد بدنہاد کے تو اوس وقت قاتل حسین علیہ السلام یعنی سنان بن انس نخعی اس کام کا

انعام مانگنے ابن زیاد بد اعتقاد کے پاس آیا اور یہ بیتین پڑھین **ابیات عربی** املا رکابی فضۃ و ذہبا
فقد قتلت الملک المحجبا ‌ و من صلی القبلتین فی الصبا ‌ قتلت خیر الناس اما و ابا
و خیرہم اذ یذکرون نسبا ‌ فی ارض نجد و حرام و یثربا **ابیات ہندی** رکاب اوس شخص کی سونے روپے سے بھر دے تو
کہ قتل اوسنے کیا ہے شاہ عالیجاہ وہ لیبا ‌ نمازین دونون قبلے کی طرف پڑھتا تھا لڑکپن مین ‌ کہ اونمین ایک تو کعبہ ہے دوسرا مسجد اقصی ‌ کیا ہے قتل اوسنے وہ کہ جسکی باپ بہت ہی بزرگ
بزرگ و بہتر اولاد آدم کون ہے و لیبا ‌ حرم مین نجد مین یثرب مین بلکہ سارے عالم مین ‌ نہ اوسکا نسب مین کوئی ثانی ہے دیکھا ‌ بس غضب اور غصہ مین آیا ابن زیاد
یہ بیتین سنکر کہا اگر تو حسین کو ایسا شریف اور بزرگ جانتا تھا تو کیون تو نے اوسے قتل کیا ابن زیاد نے یہ کہکر کہا قسم خدا کی تو
مجھسے خیر کو نہ پہنچیگا اور تجکو بھی اوسکے پاس پہونچاتا ہون پھر ابن زیاد نے اوسکی گردن مارنے کا حکم دیا کہ وہ دوزخی درکات
جہنم مین پہونچا **فصل** جاننا چاہیے کہ یہ معاملات کوفہ مین ہو رہے تھے کہ اس اثنا مین عمر سعد قافلہ حرم کا ساتھ لیکر کوفہ مین آیا
اور اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو روبرو ابن زیاد کے لے گیا نظر ابن زیاد کی حضرت زین العابدین پر پڑی پوچھا یہ لڑکا کیسا ہے
کہا یہ علی فرزند حسین کا ہے کہ بیمار ہے اوس موذی نے کہا کہ اسکو بھی گردن مارو کہ اسمین حضرت زینب حضرت زین العابدین کے
بدن سے چمٹ گئین اور سپر ہو گئین اور کہا کہ پہلے مجکو قتل کر لو تو پھر اس لڑکے کو قتل کرنا اور حضرت زین العابدین نے فرمایا کہ خدا تعالی کی راہ مین
قتل ہونا اور سر دینا ہماری میراث اور عادت ہے اور کرامت شہادت کی ہمکو حاصل ہونی یہ اللہ کی ہمپر بڑی عنایت ہے اور حضرت
زینب نے ایسے سوال و جواب سخت اوس مردود سے کیے کہ ہوش اوسکے اوڑ گئے اور کہا کہ زینب کیون نہ ایسی لسان و دلیر ہو کہ بیٹی مرتضی علی کی ہے
کہ وہ بہادر اور شاعر تھا اور اپنے ملازمون سے کہا کہ مجکو اس گفتگو سے نجات دو کہ ان لوگون کو نکالنے محل مین
فلانے گھر مین اوتار دو اور ملازمون نے موافق اوسکے حکم کے عمل کیا لکھتے ہین کہ ابن زیاد نے ابو برزہ کو بلایا کہ وہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے اصحاب مین سے ہین اور اون سے پوچھا کہ میرا حال اور حسین کا حال دن قیامت کے
کیا ہوگا اونھون نے کہا خدا تعالی جانے کہا جو تیری خاطر مین گذرتا ہے کہہ دے اونھون نے کہا اتنا جانتا ہون
کہ شفاعت کرنے والا حسین علیہ السلام کا اوسکا نانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ہوگا
اور شفاعت تیری کرنے والا باپ تیرا ہوگا زیاد **لطیفہ** اس نقل مین یہ ہے کہ زیاد حرامی ہے
اور یہ بات مشہور اور معروف ہے ابن زیاد یہ رمز سمجھ گیا اور غصہ مین آیا اور کہا کہ قسم خدا کی اے ابو برزہ
اگر تو میرے سایہ حمایت مین نہوتا تو مین تجکو گردن مارتا اور احوال ابن زیاد کی غلیظت اور حرام زدگی کی

کتابون مین بہت لکھی ہین کہ اس رسالہ مین گنجایش اونکے لکھنے کی نہین ہے القصہ ابن زیاد بدنہاد نے حکم دیا
کہ سر مبارک حضرت امام حسین کا اور سر سب شہیدون کا نیزون اور برچھیون پر رکھکر کوفہ کے شہر مین گشت کرو لکھا ہے کہ اسلام
مین اول سر کہ نیزہ پر رکھا گیا ہے وہ سر مبارک حضرت امام حسین کا ہے کہ یہ ستم کبھی کسی ظالم نے نہین کی تھی **فرد**

سر فرزند احمد نبی ... بر سر نیزہ بود العجبی **فرد ہندی** فرزند احمد نبی کا سر شریف
نیزہ کے سر پر ہے وہ نہایت عجب ہے

زید بن ارقم نقل کرتے ہین کہ جس وقت سر مبارک شاہزادہ کونین حضرت امام حسین کا نیزہ پر رکھکر
کوچون اور گلیون مین پھراتے تھے مین اپنے کوٹھے کی کھڑکی مین بیٹھا تھا کہ سر مبارک حسین علیہ السلام کی کے پاس آیا تو مین نے دیکھا کہ زبان
مبارک پر آیت کلام اللہ کی جاری ہے اور آواز پڑھنے کی چلی آتی ہے اور لب مبارک ہلتے ہین اور وہ آیت یہ ہے اِنَّ اَصْحَابَ
اَلْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا حاصل معنی آیت کا یہ ہے کہ حق تعالے فرماتا ہے
تحقیق اصحاب کہف ہماری قدرت کی نشانیون سے تعجب کرنے والے تھے کہ حق تعالے نے بادشاہ کافر کے
ہاتھ سے انھین بچایا اور ایک پہاڑ کی کھو مین چھپایا کہ وہان کسیکا گذر نہین اور سے اما سال اونکو سولایا اور بعد
سالہا سال کے پھر اونکو جگایا جب وہ جاگے تو اونھون نے جانا کہ اب تھوڑی دیر کے بعد جاگے ہین پھر جو معلوم کیا اونھون نے
تو کیا دیکھتے ہین کہ زمانہ ہی اور ہے اور چلن ہی کچھہ اور ہے اور بادشاہ اور ہے نہ وہ بادشاہ نہ وہ زمانہ نہ وہ دین و آئین پس اصحاب
کہف نے خدا کی قدرتون کو دیکھکر تعجب کیا زید بن ارقم کہتے ہین کہ جب مین نے یہ آواز سر مبارک سے سنی تو ہیبت سے
بال میرے بدن پر کھڑے ہوگئے اور کہا مین نے کہ واللہ یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ امر تمہارا سب سے زیادہ تعجب کا مقام ہے
اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ اپنی کوٹھے کی کھڑکی مین بیٹھے ہوئے کلام اللہ پڑھتے تھے اور یہ آیت اوس وقت تلاوت کرتے تھے
کہ سر مبارک کھڑکی کے پاس پہنچا اور سر مبارک مین سے یہ آواز آئی کہ اَمْرِیْ اَعْجَبُ فَاَعْجَبُ یعنی امر میرا عجیب ہے اور سب سے
زیادہ تعجب کی جگہہ ہے زید بن ارقم نے سنکر کہا سچ فرماتا ہے تو یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ سر مبارک حضرت
امام حسین علیہ السلام کا سب سرون کے بیچ اسوجہ سے تھا کہ جیسے چاند چودھوین رات کا ہوتا ہے ستارون مین اور خوشبو
گیسوے مبارک کی مشام جان مین پہونچتی تھی خوشتر عنبر اور مشک سے **فرد** کہ جان می بدل نسیم صبا این چہ بوست
مشک را این بوۓ باشد بہت گیسو ز دوست **فرد ہندی** کہ جان بادصبا جو چلی آتی ہے اوسکے گیسو کی ہے بو مشک مین یہ بو کہان

القصہ بعد اسکے ابن زیاد نے اہل بیت کو قیدیون کے مانند اور سب سرون کو ہمراہ شمر و خولی بن کے ساتھہ

کتابون مین بہت لکھی ہین کہ اس رسالہ مین گنجایش اونکے لکھنے کی نہین ہے القصہ ابن زیاد بدنہاد نے حکم دیا
کہ سر مبارک حضرت امام حسین کا اور سر سب شہیدون کا نیزون اور برچھیون پر رکھکر کوفہ کے شہر مین گشت کروائے کہ اسلام
مین اول سر کہ نیزہ پر رکھا گیا ہے وہ سر مبارک حضرت امام حسین کا ہے کہ یہ ستم کبھی کسی ظالم نے نہین کی تھی **فرد**

سر فرزند احمد نبی — بر سر نیزہ شد بوالعجبی

فرد ہندی

فرزند احمد نبی کا سر شریف — نیزہ کے سر پہ ہو نہایت عجیب ہے

زید بن ارقم نقل کرتے ہین کہ جس وقت سر مبارک شاہزادہ کونین حضرت امام حسین کا نیزہ پر رکھکر
کوچون اور گلیون مین پھراتے تھے مین اپنے کوٹھے کی کھڑکی مین بیٹھا تھا کہ سر مبارک جب اوس کھڑکی کے پاس آیا تو مین نے دیکھا کہ زبان
مبارک پہ آیت کلام اللہ کی جاری ہے اور آواز پڑھنے کی چلی آتی ہے اور لب مبارک ہلتے ہین اور وہ آیت یہ ہے اِنَّ اَصْحَابَ
الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا حاصل معنی آیت کا یہ ہے کہ حق تعالے فرماتا ہے
تحقیق اصحاب کہف ہماری قدرت کی نشانیون سے تعجب کرنے والے تھے کہ حق تعالے نے بادشاہ کافر کے
ہاتھ سے اونھین بچایا اور ایک پہاڑ کی کھو مین چھپایا کہ وہان کسیکا گذر نہین اور سالہا سال اونکو سولایا اور بعد
سالہا سال کے پھر اونکو جگایا جب وہ جاگے تو اونھون نے جانا کہ اب تھوڑی دیر کے بعد جاگے ہین پھر جو معلوم کیا اونھون نے
تو کیا دیکھتے ہین کہ زمانہ ہی اور ہے اور چلن ہی کچھ اور ہے اور بادشاہ اور ہے نہ وہ بادشاہ نہ وہ زمانہ نہ وہ دین و آئین پس اصحاب
کہف نے خدا کی قدرتون کو دیکھکر تعجب کیا زید بن ارقم کہتے ہین کہ جب مین نے یہ آواز سر مبارک سے سنی تو ہیبت سے
بال میرے بدن پر کھڑے ہوگئے اور کہا مین نے کہ واللہ یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ امر تیرا سب سے زیادہ تعجب کا مقام ہے
اور ایک یہ روایت ہے کہ وہ اپنی کوٹھے کی کھڑکی مین بیٹھے ہوئے کلام اللہ پڑھتے تھے اور یہ آیت اوس وقت تلاوت کرتے تھے
کہ سر مبارک کھڑکی کے پاس پہنچا اور سر مبارک مین سے یہ آواز آئی کہ اَمْرِیْ اَعْجَبُ وَاَعْجَبُ یعنی امر میرا عجیب ہے اور سب سے
زیادہ تعجب کی جگہہ ہے زید بن ارقم نے سنکر کہا سچ فرماتے ہو یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ سر مبارک حضرت
امام حسین علیہ السلام کا سب سرون کے بیچ اسوجہ سے تھا کہ جیسے چاند چودھوین رات کا ہوتا ہے ستارون مین اور خوشبو
گیسوے مبارک کی مشام جان مین پہونچتی تھی خوشتر عنبر اور مشک سے **فرد**

بو جہان می آید از باد صبا این جعد بو — مشک را این بو نباشد نکہت گیسوے اوست

فرد ہندی

جو جہان باد صبا سے چلی آتی ہے — اوسکے گیسو کی ہے بو مشک مین کب بو یہ جہان

القصہ بعد اسکے ابن زیاد نے اہل بیت کو قیدیون کے مانند اور سب سرون کو ہمراہ شمر و [illegible] کے ساتھ

پہونچا تھا کہ اوس سے زمین و آسمان روشن تھا اور وہ راہب اور اوسکے خادم شرف اسلام کر کر اوس دیر مین سے نکلے اور ہمیشہ
خدمت اہلبیت کی اونکا پیشہ رہا روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ ایک منزل مین یحیی یہودی نے اس قافلہ کو دیکھا
اور نظر اوسکی اوپر سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کے پڑی دیکھا کہ لب جنبش کرتے ہین پاس آکر سنا کہ یہ آیت پڑھتے ہین
وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ یہ حال دیکھکر بہت تعجب کیا اور پوچھا کہ یہ سر کسکا ہے کہا کہ
حسین ابن علی کا پوچھا ماں اسکی کون ہے لوگون نے کہا فاطمہ بنت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا کہ یہ قیدی کون ہین کہا
کہ یہ حسین کے اہل بیت ہین وہ یہودی سنکر بہت رویا اور کہا کہ اگر اسکے نانا اور باپ کا دین حق نہوتا تو یہ کرامت
اسکے سر سے ظاہر نہوتی یہ کہکر کلمہ شہادت کا پڑھا اور اوسی وقت مسلمان ہوا عمامہ اپنا ٹکڑے ٹکڑے کر کے اہل بیت
کی بی بیون کو بھیجا اور پیراہن خز کا کہ پہنے ہوئے تھا اوتار کر ساتھ ہزار درم کے نزدیک حضرت امام زین العابدین کے بھیجا
موکلون اور نگاہبانون نے اوسکو بہت سرزنش کی اور برا بھلا کہا اور درپے اوسکی بیحرمتی کے ہوگئے یحیی کہ جو بسبب
عشق اہلبیت کے سرمست ہوگیا تھا مقابل اون بیدینون کے ہوگیا آخر کو تلوار چلی پانچ مرد دو دون کو یحیی نے فی النار کیا
پھر آپ بھی جام شہادت کا پیا اب تک مزار اوسکا مشہور اور معروف ہے جیران کے دروازے پر اور خلقت یحیی شہید کہتی ہے
اکثر خلق کی دعا اوس مزار پر بارگاہ الہ مین قبول ہوتی ہے واللہ اعلم بالصواب جاننا چاہیے کہ کربلا سے کوفہ تک اور کوفہ سے
لیکر دمشق تک اس قدر واردات قافلہ اہل حرم کی اور کرامات سر مبارک کی اور قضایا اشعار راہ مین پیش آئی ہین کہ
بیان اونکا دفترون مین نہین سکتا ہے پس اس مختصر مین تو کب سما سکتا ہے القصہ بعد طی منازل اور قطع مراحل کے دمشق مین پہنچے
اور سر مبارک کو یزید کے آگے لیگیا اور سب قصہ مفصل کہا یزید نے دیر تک سر اپنا نیچے رکھا بعد ایک ساعت کے سر اوٹھا کر کہا تم
مین بدون قتل حسین کے تمہاری اطاعت سے راضی نہوتا اور جو حسین میرے پاس آتا تو مین گذر کرتا لعنت ہو جو ابن زیاد پر
کہ اوسنے حسین کو قتل کروایا اگر مین اوس لڑائی مین ہوتا تو حسین کا سب کہنا مانتا اور اپنے فرزندون کو اگر مین اوپر
فدا کرتا تو مضائقہ نتھا کہ وہ فرزند فاطمہ کا تھا اکثر کتابون مین لکھا ہے کہ یہ باتین یزید کی ظاہر کی تھین تو لوگ لعنت
اور نفرین کرین اور باطن مین اور دل مین یزید بے نہایت خوش ہوا اور ابن زیاد سے بہت راضی ہوا
کہ اوسکو اپنا اس قدر مصاحب اور مقرب کیا کہ اپنے محل مین جانے کی اوسکو پروانگی دی اور اپنی عورتون کے پاس جانے
کی اجازت دی یعنی اوس سے کچھ پردہ اور ستر بھی نرکھا اور اکثر کتابون مین لکھا ہے کہ جسدن سر مبارک دمشق مین آیا

آیا ہے یزید پلید نے شہر کی اور دربار کے محل کی زینت اور آراستگی بہت کی ہے اور فوج کو آراستہ کیا تھا اور وہان نقارہ جانا بجے
تھے اور یا عید کا سامان بنایا تھا اور سر مبارک کو سونے کی لگن مین اپنے روبرو رکھا تھا اور ایک چھڑی ہاتھ مین تھی کہ اوسکو
لب و دندان پر حضرت امام علیہ السلام کے مارا اور کہا کیا خوب لب و دندان تھے حسین کے سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ حسب اتفاق کے
اوس دن اوسکے دربار مین تھے اور وہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب مین سے ہین اونھون نے پکار کر کہا کہ اے یزید کاٹے
اللہ تعالے تیرا ہاتھ کہ تو نے لکڑی اوس مقام پیارے پر ماری کہ جس مقام پہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بوسہ دیا کرتے تھے یزید علیہ
اللعنہ نے غصہ مین آکر کہا کہ اگر پاس صحبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مجھکو نہوتا تو مین تجھکو گردن مارتا سمرہ نے کہا سبحان اللہ
تجھکو صحبت کا تو پاس ہوا اور فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بیٹے کی رعایت تو نے نہ کی یہ کہکر تحمل چھوڑا حضرت سمرہ
کی بات سے لوگون کو کمال رقت اور زاری ہوئی صواعق مین لکھا ہے کہ اوس وقت اوسکے دربار مین ایلچی بادشاہ روم
کا حاضر تھا یہ حال اسنکر اور دیکھکر بہت تعجب کیا اور کہا کہ ہمارے ملک مین بیچ ایک جزیرہ کے ہم حضرت عیسی علیہ
السلام کے گدھے کا سم ہے اور ہم لوگ نصاری ہر برس دور دور سے آکر اوس سم کا حج کرتے ہین اور نذر نیاز بہت چڑھاتے
ہین اور اوس سم کی اس قدر تعظیم کرتے ہین کہ جس قدر تم کعبہ کی تعظیم کرتے ہو یعنی فقط اتنے واسطے کہ وہ ہمارے پیغمبر کے
گدھے کا سم ہے اور تم عجب مسلمان ہو کہ تمنے اپنے پیغمبر کے فرزند کو قتل کیا گواہی دیتا ہون مین کہ تم ناحق پر اور باطل پر ہو
اور اوسی وقت ایک یہودی بھی حاضر تھا اوسنے کہا کہ مجھمین اور داؤد پیغمبر مین ستر واسطے ہوتے ہین
یعنی ستر پیڑھیان ہوتی ہین یعنی وہ حضرت داؤد کی اولاد مین تھا اور اوس واسطے سے یہود میری تعظیم اور تکریم
کرتے ہین تم عجب لوگ ہو قتل کیا تمنے اپنے پیغمبر کے فرزند کو القصہ اہل بیت نبوی بموجب حکم یزید کے اوسکے محل خاص
مین داخل ہوئے اور کئی دن وہان مقام کیا بعد چند روز کے اور حویلی مین تشریف لیگئے اور کئی دن وہان مقام کیا
کہتے ہین بیان کرتے کی تعزیت کیواسطے اور ماتم پرسی کیواسطے آتی تھین اور اوس اثنا مین کلام اور سوال و جواب کہ درمیان
حضرت زینب اور یزید کے اور درمیان حضرت امام زین العابدین کے اور یزید پلید کے ہوئے اور اونکا بیان بہت طول
رکھتا ہے اور لوگون نے اس امر مین رسالے تالیف اور جمع کئے ہین بعضی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یزید نے
اسباب سفر کا واسطے اہل بیت کے تیار کیا اور سب کے واسطے پوشاک اور خرچ راہ لائق اونکے مہیا کیا اور نعمان بن
بشیر کو کہ یارون مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تیس سوار مکمل کے ہمراہ رکاب حضرت زین العابدین کے

اور اہلبیت کو کردیا اور واسطے محافظت اور نگہبانی کے بہت سی تاکید کردی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا اور سر
شہیدوں کے حضرت امام زین العابدین کے حوالہ کیے نعمان بن بشیر بہت تعظیم اور تکریم سے اہل بیت کو ساتھ لیکر مدینہ کی طرف
روانہ ہوئے اور راہ میں خدمت آل نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جیسی چاہیے بجا لایا اور سبکو راضی رکھا اور اہلبیت نے بہت دعا خیر کی
لکھتے ہیں کہ بیسوین تاریخ صفر کے حضرت امام زین العابدین اور اہلبیت کربلا کے میدان میں پہونچے اور سر حضرت امام حسین کا
بدن سے لگاکر پھر دفن کیا اور سر اور شہیدوں کے بھی اونکے بدنوں سے ملاکر دفن کیے پھر قطع مسافت کرتے ہوئے مدینہ منورہ میں
پہونچے اہل مدینہ کی آہ وزاری اور اصحاب اور اولاد مہاجرین و انصار کی گریہ اور بیقراری اور خرد و کلان کا شور و فغان
خارج از حد بیان تھی گویا قیامت قائم ہوئی تھی اوس دن کہ جس دن اہلبیت مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تھے اور ایک روایت
یہ ہے کہ حضرت امام زین العابدین نے سر مبارک کو مدینہ میں لاکر دفن کیا اور ایک روایت یہ ہے کہ سر حضرت امام حسین علیہ السلام کا یزید کے
خزانہ میں تھا چنانچہ سلیمان ابن عبد الملک نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ بے نہایت
مجھپر مہربانی اور عنایت فرماتے ہیں صبح اوسنے یہ خواب حضرت امام حسن بصری سے کہا اونھوں نے فرمایا کہ شاید تونے کوئی نیکی
کی ہے آل پیغمبر کے ساتھ کہا ہان پایا تھا میں نے سر حسین کا یزید کے خزانہ میں میں نے اوسپر سات کپڑے لپیٹے اور با جماعت
اوسپر نماز پڑھی اور اوسکو دفن کر کر قبر اوسکی بنادی پس حضرت امام بصری نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہربانی
اسکا یہی سبب ہے سلیمان بن عبد الملک نے کہ بادشاہ تھا اس تعبیر پر بہت مال اور اسباب حضرت امام حسن بصری کے پیش کش کیا

فائدہ جاننا چاہیے کہ صواعق میں لکھا ہے قتل کیے گئے حضرت امام حسین کے ساتھ کربلا میں انیس مرد اہل بیت سے کہ وہ بیٹے اور
بھتیجے اور بھائی بھانجے آپکے تھے اور بعضی روایت میں ہے کہ اکیس مرد تھے اہل بیت سے جو آپکے ساتھ شہید ہوئے کہا حضرت امام حسن بصری نے
کہ نہ تھا مانند اونکے اوس دن ایک آدمی بھی روے زمین پر یعنی اونکی بزرگی اور خوبی میں زمین کے پردہ پر کوئی نہ تھا

مخزن دسوان بیچ ذکر حال قاتلان اہل بیت کے اور بیچ بیان شان نو امام کے

علمائے تاریخ دان اور فضلائے عالیشان لکھتے ہیں کہ جو جو شخص شریک تھا قتل حسین بن علی میں دنیا میں بھی وہ گرفتار عذاب
الٰہی کا ہوا اور مورد عتاب عالم پناہی کا ہوا یا وہ قتل کیا گیا برے حال سے یا اندھا ہوا یا اوسکا کالا منہ ہو گیا
یا اوسکا مال و دولت برباد ہو گیا تھوڑی مدت میں چنانچہ ایک مرد نے خواب میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
دیکھا کہ آستین آپکی چڑھی ہوئی ہیں اور ہاتھ میں شمشیر برہنہ ہے اور آگے آپکے نطع ہے

یعنی زیر انداز چمڑے کا بچھا ہوا ہے اور آپ نے حسین ابن علی کے قاتلون مین سے اوس شخص کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہے اور اس شخص کو بھی لعنت کی اور ایک سلائی اوس خون سے بھر کر اوسکی آنکھ مین بھی دیدی پس صبح کو جو یہ اوٹھا تو اندھا تھا اور ایک شخص نے انکے سر مبارک کو اپنے گھوڑے کے گردن سے باندھا تھا اوسکا منہ توے سے بھی کالا زیادہ ہوگیا تھا اور ہر رات دو شخص خواب مین اوسکو اوٹھا کر ایک جگہ آگ کے قریب لیجاتے تھے اور وہ آگ بہت تیز ہوتی اور شعلہ مارتی اور اوسکو اوس آگ مین ڈالتے اور جلاتے غرض ہر رات یہ واردات اوس پر ہوتی یہان تک کہ سب برے حال سے وہ موا اور ایک بوڑھے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپکے سامنے ایک طشت لہو کا بھرا ہوا رکھا ہے اور حضرت امام حسین ع کے قاتلون کو آپکے سامنے لاتے ہین اور آپ اونکو لہو لگاتے ہین یہان تک کہ اوس شخص کو بھی لیگئے اوسنے کہا مین تو اوس لڑائی مین حاضر نہین ہوا آپ نے فرمایا چاہتا تو تو بھی تھا اس امر کو یہ فرما کر آپنے اونگلی سے اس شخص کی طرف اشارت کی صبح کو اندھا اوٹھا اور یہ حال یارون سے کہا اور ایک ملعون مردود نے حضرت امام برحق کے حق مین کہا کہ قتل کیا گیا فاسق فرزند فاسق کا حق تعالے نے دو ستارہ اسکی آنکھون پر ڈالے کہ وہ نابینا ہوگیا اور ایک مرد تھا شام مین کہ منہ اوسکا خوک کا یعنی سور کا ہوگیا تھا کہ وہ دشنام دیا کرتا تھا اور برا کہا کرتا تھا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو اور اونکی اولاد کو ہر روز ہزار بار اور جمعے کے دن چار ہزار بار اوسنے دیکھا خواب مین کہ حضرت امام حسین ع پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت اوسکی کرتے ہین اور وہ شخص بھی حاضر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی اوسکو اور اوسکے منہ پر تھوک دیا پس چہرہ اوسکا خنزیر کا ہوگیا روایت ہے ابن جوزی سے کہ کربلا کی بستی مین ایک شخص نے ضیافت کی تھی اور لوگ اوسکے گھر جمع ہوگئے تھے آپس مین یہ ذکر کرتے تھے کہ جو کوئی قتل حسین ع کا شریک ہوا وہ بہت برے حال سے موا اور یہ موت اوسنے پائی ضیافت کرنے والے نے کہا کہ وہ شخص بھی حاضر تھا اور شریک تھا کچھ بھی نہین ہوتا یعنی لوگون کی بات کو جھوٹ جانا پس پچھلے پہر رات کو چراغ کی بتی کو اوکسانے لگا کہ آگ چراغ سے اوسکے بدن کو لگ گئی اور جلکر کوئلے کے مانند ہوگیا اور بعضون کو اون ظالمون مین سے مرض عطش کا ہوگیا کہ بہتیرا پانی پیتے تھے اور پیاس نہ بجھتی تھی روایت ہے ایک مجلس مین لوگ بہت بیٹھے تھے اور یہ ذکر تھا کہ جسنے حسین ع کے قتل پر مدد کی اور شریک ہوا اوسپر کچھ نہ کچھ بلا پڑی مرنے سے پہلے ایک شخص نے کہ اس امر شنیع مین شریک تھا اور ہنوز صحیح وسالم تھا اس بات کا انکار کیا پس چراغ کو درست کرنے لگا کہ چراغ سے آگ اوسکو لگی اور جلا جلا پکارتا تھا یہان تک کہ دریاے فرات مین جا پڑا اور غوطے

غوطے مارے لیکن اوسی حال مین گرفتار رہا یہان تک کہ موا اور ایک شخص نے بوقت بند ہونے پانی کے کربلا مین حضرت امام حسین کے حق مین کہا کہ حسین اپنے تئین گویا جگر آسمان کا جانتا ہے لیکن اب آسمان سے ایک قطرہ پانی کا بھی نہین برستا آپنے سنکر کہا الٰہی اسکو پیاسا مار پس اوسکو پیاس ہوگئی ہر چند پانی پیتا تھا لیکن پیاس جاتی تھی اسی حال مین دوزخ کو پہونچا روایت ہے جس وقت حضرت امام حسین زخمون سے چور ہوئے اور گھوڑے سے جدا ہوئے اوس وقت کسو نے رحم کہا کر پانی کا ایک جام آپکو لا کر دیا اور آپنے لب سے لگا لیا کہ ایک ملعون نے تیر مارا اور آپکے تالو مین جا لگا اور پانی پینا نصیب نہوا آپنے اوسکے لیے بد دعا کی پس ہوگئی گرمی آگ کی سی اوسکے شکم مین اور سردی برف کی سی اوسکی پشت مین اور تر لگے اوسکے برف رہتی تھی اور پنکھا ہلایا جاتا تھا اور پیچھے اوسکے تنور ہوتا تھا اور عطش عطش پکارتا تھا اور دودہ اور پانی اور ستو بقدر خوراک پانچ آدمیون کے اوسکو پلاتے تھے لیکن پانی طلب کیے جاتا تھا وہ یہان تک کہ پیٹ پھول کر مر گیا اور پیٹ پھٹ گیا روایت ہے اون ظالمون نے جو اسباب حضرت امام حسین برحق کا اور اہلبیت کا لوٹا تھا اور غارت کیا تھا جسنے کہ ایک پیراہن پہنا تھا وہ بڑی بیماری مین گرفتار رہا ہو جبال اوسکے سر کے اور داڑھی کے جھڑ گئے اور جسنے پائجامہ آپکا پہنا تھا وہ شل ہوگیا مرتے دم تک جگہ سے ہل نہین سکا اور جسنے کہ آپکی دستار باندھی تھی اوسکو کوڑھ ہوگیا اور جسنے کہ آپکی زرہ پہنی تھی وہ دیوانہ اور بے عقل ہوگیا **فائدہ** جاننا چاہیے کہ روایت ہے حاکم سے طرق متعددہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل نے کہا ہے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ قتل کیے ہین یحییٰ پیغمبر کے خون کے عوض مین ستر ہزار آدمی اور قتل کرونگا مین حسین کے خون کے عوض مین ستر ہزار اور ستر ہزار آدمی یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے اہل عراق اور اہل شام مین آپسمین نا اتفاقیان اور دشمنیان ظاہر ہوئین اور زمین عرب مین گرد مدینہ منورہ اور کعبہ معظمہ کے اور گرد کوفہ اور شام کے فتنہ اور فساد اور جنگ سالہا رہی اور قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صادق آیا **فصل** جاننا چاہیے کہ یزید پلید نے طرح طرح کے ظلم اور گناہ اور فسق و فجور کیے کہ اونکی حد اور انتہا نہین ہے چنانچہ عبد اللہ ابن حنظلہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگون کو اوسکے عمل اور اوسکے مصاحبون کے فعل دیکھکر یہ گمان گذرتا تھا کہ آسمان پر سے پتھر برسینگے اور یزید نماز نہ پڑھتا تھا اور شراب پیتا تھا اور نکاح کروا دیتا تھا مان کا بیٹے سے اور بھائی کا بہن سے اور باپ کا بیٹی سے اور روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یزید کی بد ذاتی اور

برائی کی خبر دی ہین چنانچہ فرمایا ہمیشہ امر امت میری کا قائم ساتھ عدل اور خیر کے رہیگا یہان تک کہ اول رخنہ ڈالے گا
امر امت مین اوسکا ایک مرد بنی امیہ مین سے کہ نام اوسکا یزید ہوگا اور فرمایا کہ اول میری سنت کو اور میرے طریق کو بدلیگا
ایک شخص بنی امیہ سے ہوگا کہ اوسکو یزید کہتے ہونگے وعلی ہذا القیاس اور حضرت ابو ہریرہ کہ بڑے اصحابی ہین کہا کرتے تھے کہ خدایا
پناہ مانگتا ہون مین تجھسے اوس زمانے سے کہ ساٹھوان برس ہجرت کا شروع ہوگا اور پناہ مانگتا ہون سرداری اور حکومت لڑکون یعنی
نوجوانون نوعمر سے پس قبول کی حق تعالی نے دعا اونکی کہ وفات پائی اونھون نے اوس زمانہ مین کہ ہجرت کے برس انسٹھ تھے
اور حکومت یزید کی ہوئی ساٹھوین برس ہجرت کے الغرض مدینہ کے لوگ ایک تو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کا
حال دریافت کرکر یزید پلید سے بیزار ہو رہے تھے پھر پے در پے سنا اور معلوم کیا اونھون نے کہ یزید طرح طرح شراب پیتا ہے
اور رات دن حرام کے کامون مین غرق رہتا ہے اور شکاری کتون اور تازی کتون سے شکار کرتا ہے اور اونکو اپنے پاس
بٹھاتا ہے اور اوس سے کھیلتا ہے اور طنبورا اور مزامیر اوسکی مجلس مین بجتے ہین اور مجمع اہل فسق اور فساد کا اوسکے پاس
رہتا ہے پس سب لوگ مدینہ کے اوسکی حرکتون سے خفا اور بے نہایت بیزار ہوئے اور اوسکی بیعت سے پھر گئے
اور عبد اللہ ابن حنظلہ سے سب نے بیعت کی پس یزید نے مدینہ منورہ کے لوگون کا حال اور حقیقت سنکر بیچ سال تریسٹھ
ہجرت کے لشکر عظیم مدینہ پر بھیجا اور مسلم بن عقبہ کو سردار لشکر کا کیا اور مدینہ کے لوگ بھی مستعد جنگ کے ہوئے اور
ایک طرف مدینہ کی خندق درست کی جبکہ مقابلہ ہوا دونون فرقون مین مدینہ منورہ کی فوج غالب آئی اور فتح مدینہ کے
قریب تھا کہ فوج مدینہ کی فتح پاجاے اور فوج مردود کی شکست کھاوے کہ مروان نے کہ اندر مدینہ کے تھا اور فوج مدینہ
سے ظاہر مین ملرہا تھا دغا کی اور فوج یزید کو ایک طرف مدینہ کے اندر بلالیا پس فوج پلید نے اندر آتے ہی قتل
عام شروع کردیا جبکہ قوم لعین اور بے اہل دین سے خالی ہے آداب مدینہ کا اور پاس روضہ مطہرہ کا اون بے دینون نے
کچھ نرکھا اور فساد عظیم برپا کیا قریب تین سو اصحاب کے شہید ہوئے اور سات سو حافظ اور قاری شہید ہوئے
اور اون ناپاکون نے ایسی ایسی بے ادبیان اور حرمزدگیان کین کہ دل کو اونکے لکھنے کا گوارا نہین او قلم کو اونکی تحریر کا
یارا نہین اگرچہ معتبر کتابون مین سب کچھ لکھا ہے لیکن اپنے سے نہین لکھا جاتا الغرض جو کہ یزید کی بیعت کرتا تھا اوسکو
چھوڑ دیتے تھے اور جو انکار کرتا تھا اوسکو بے تامل قتل کرتے تھے اور اس لڑائی کا نام واقعہ حرہ ہے حرہ کہتے ہین
اوس زمین کو جہان پتھر بہت ہوتے ہین پس جہان کہ جنگ ہوئی تھی سنگستان تھا اور مسلم بن عقبہ کو مسرف کہتے ہین

کہ اوسنے قتل مین اسراف یعنی زیادتی بہت کی پھر فوج یزید کی بموجب حکم اوس مردود کے کعبۃ اللہ پر گئی کہ مکہ معظمہ مین عبد اللہ بن زبیر سے لوگون نے بیعت کی تھی اور یزید کے حاکم کو وہان سے نکالدیا پس وہان جنگ عظیم ہوئی اور کعبۃ اللہ کو اوس ملعون کی فوج نے منجنیق اور گولے مارے کہ حجر اسود ٹوٹا اور کعبۃ اللہ مین آگ لگا دی فوج مردود یہان لڑ رہی تھی کہ یزید پلید کے مرنے کی خبر آئی اور وہ فوج شام کے ملک کو پھر گئی اور مکہ معظمہ ناپاکون کے دفع ہونے سے صاف اور خالص ہوا بعضے مورخ لکھتے ہین سبب موت اوس نابکار ناہنجار سگ راہ وسم آزار راندہ درگاہ کردگار کا یہ تھا کہ ایک رات شراب کے نشہ مین چور تھا اور خمار بادہ کبر سے مخمور تھا کہ حالت مستی اور بیشعوری مین اوٹھکر چلا کہ پاؤن نے لغزش کھائی اور گرا اور سر نامبارک اوسکا زمین سے ٹکرا کھا کر پھٹ گیا پس فرشتے دوزخ کی اوسکی روح ناپاک کو گھسیٹکر اسفل السافلین کو لیگئے واللہ اعلم لکھا ہے کہ چوسٹھہ برس پیچھے ہجرت کے جبکہ یزید ہوا اور دار الجزا کو گیا الغرض حضرت امام حسین علیہ السلام کے سال شہادت سے تیسرے برس اوس مردود نے موت پائی اور سپہر لعنت کرتی ہے ساری خدائی دریغ صد دریغ واسطے حکومت چند روزہ کے اور بنا بر محبت دنیاے پر ساز و نمود کے آل پاک صاحب لولاک سے ایسی بدی کی کہ جسکے سبب حاصل طعن اور لعن ابدی کے اور اولاد اور فرزند اوس مردود کے خلافت سے محروم رہے اور خراب و پریشان و مغموم رہے نسل اوس بدبخت کی ایسی منقطع ہوئی کہ نام و نشان اوسکا نرہا اور وہ پلید مصداق خسر الدنیا و الآخرۃ کا ہوا

مثنوی

اے یزید بے حیا و پرجفا ، تونے اولاد نبی سے کیا کیا
آہ اپنی زندگی کے واسطے ، یہ وبال سخت کیون سر پر لیا

ہاے اے مردود تو سمجھا نہ یہ ، ہے حسین بن علی خاص خدا
راحت جان محمد لا کلام ، قرۃ العین علی شیر خدا

راکب دوش نبی لاریب فیہ ، جان جان حضرت خیر النسا
فخر دنیا فخر دین فخر زمان ، عز و زیب و رونق ارض و سما

سید عالی نسب والا حسب ، شاہ عالیجاہ سید دو سرا
عابد و زاہد کریم و بردبار ، عارف و عالم شریف و باحیا

کان فضل و منبع جود و کرم ، سرور و سردار جملہ اولیا
عاشق و معشوق رحمن رحیم ، ساعد درجات جنات العلی

نور عرش و کرسی و لوح و قلم ، باعث پیدایش ہر دو سرا
بحر عرفان و محیط معرفت ، رہبر و ہادی و شاہ اتقیا

ہاے ایسا شخص یون محبوس ہو ، درمیان قوم بے دین بیوفا
تشنہ لب تفتہ جگر آشفتہ جان ، بیکس و بیچار و بے برگ و نوا

بال بچے پیاس سے اوسکے تمام ، آہ یون تڑپین بصد رنج و عنا
قتل ہون انکھون کے اوسکے روبرو ، سب بباد یار و خویش و اقربا

اصغر معصوم کا حلق ضعیف — اس طرح ہو زخمی تیر بلا — اپنے بابا کی تڑپ کر گود مین — دم مین ہو کر راہی راہ بقا

اور سکینہ بھی بلک کر یون کہے — ہائے میرا چھوٹا بھائی کیا ہوا — رنج سے سید دیکھکر وہ شاہ دین — ہون ذبیح خنجر قوم دغا

ملک دنیا سے کرین اوس دم سفر — چھوڑ کر سبکو بدست کربلا — اے یزید بے وفا تیرے سبب — یہ ہوا ہے حال آل مصطفی

تو نے دنیا کے لیے اے بد سرشت — دین اپنے کو ڈبویا مطلقا — اور دنیا بھی نہ تیرے ساتھ ہے — اے لعین دین کی ہر گز دغا

جانتا ہے تو سبب تیرے گنہ — جو گذرتا ہوگا تجھ پر ماجرا — دیکھ لیگا حشر کے دن ہی وہان — اس عمل کی جو تجھے ہوگی سزا

دوستان آل احمد کو تمام — ملک جنت عز و رحمت دے خدا — ذلت اعدا سے دل اعظم ہو خوش — ہے وصال خستہ جان کی یہ دعا

فصل جاننا چاہیے کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام مدینہ مین گوشہ نشین رہے اور کسی لڑائی جھگڑے مین کسو کے شریک نہین ہوئے اور اس اثنا مین کسو موذی نے آپ کو اذیت بھی اور رنج بھی نہین دیا مگر تمام عرب کے ضلع مین جا بجا جنگ و جدال اور حرب و قتال البتہ رہی الغرض بعد موت یزید پلید کے اوسکے ایک فرزند کو خلیفہ کیا کہ وہ جوان صالح اور بہت نیک بخت تھا چالیس دن اوسنے خلافت اور حکومت کی اور بعد چالیس دن کے اوس نیک سیرت نے خلافت اور سلطنت کو ترک کیا اور کہا اوس شخص کے دادا سے سلطنت مین یہ ہوا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لڑائی ہوئی اور حالانکہ حق بجانب علی کے تھا اور اوس شخص کے باپ سے سلطنت مین یہ ہوا کہ اوسنے قتل کیا آل نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور میاح کیا شراب کو اور خراب کیا کعبۃ اللہ کو اور نہ چکھی اوسنے حلاوت خلافت کی پس مین نہین قبول کرتا تلخی خلافت اور سلطنت کی تم جسکو چاہو خلیفہ کر دیا نہ کرو یہ کہکر گھر مین جا بیٹھا اور پھر باہر نکلا بعد چالیس دن کے اس بات سے اوسنے اس سرا فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی خدا کی قدرت یہ ہے کہ ایسے بد کا ایسا بیٹا ہوا اور ایسے بد طینت سے ایسا نیک سیرت پیدا ہوا یُخرِجُ الحَیَّ مِنَ المَیِّتِ وَیُخرِجُ المَیِّتَ مِنَ الحَیِّ یعنی پیدا کرتا ہے حق تعالی زندہ کو مردے سے اور زندہ سے مردے کو یعنی اچھے کو برے سے اور برے کو اچھے سے **ابیات** عجب ہے حضرت خالق کی قدرت

جدا ہر شے کی ہے اوسنے کی خلقت — کوئی ہے خوب اور کوئی برا ہے — کوئی غافل ہے کوئی یاد ہے — کبھی اچھے سے بد پیدا کرے ہے

کبھی بد سے عیان اچھا کرے ہے — کیا آزر سے ابراہیم پیدا — پسر کو نوح کے بید دین بنایا — خدائی حکمت کامل سے اے یار

سوا اوسکے نہین کوئی خبردار — القصہ بعد وفات فرزند صالح یزید پلید کے اہل شام

اصغرِ معصوم کا حلقِ ضعیف اس طرح ہو زخمی تیر بلا
اپنے بابا کی تڑپ کر گود مین دم مین ہو کر راہی راہ بقا

اور سکینہ بھی بلک کر یون کہے ہائے میرا چھوٹا بھائی کیا ہوا
رنج سے یہ دیکھکر وہ شاہِ دین ہون ذبیح خنجر تو مِ دغا

ملکِ دنیا سے کرین جس دم سفر چھوڑکر اسکو بدست کربلا
اے یزید یہ جو فنا تیرے سبب یہ ہوا ہے حال آلِ مصطفے

تو نے دنیا کے لیے اے بد سرشت دین اپنے کو ڈبویا مطلقا
اور دنیا بھی نہ تیرے ساتھ ہے سب تجھ اے لعین رنج کی ہرگز دوا

جانتا ہے تو ہے تیرے گور مین جو گذرتا ہوگا تجھ پر ماجرا
دیکھ لیگا حشر کے دن بھی وہان اس عمل کی جو تجھے ہوگی سزا

دوستانِ آلِ احمد کو تمام ملکِ جنت عز و رحمت دے خدا
ذلتِ اعدا ہے اور اعدا ہون خوش ہے وصالِ خستہ جان کی یہ دعا

فصل جاننا چاہیے کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام مدینہ مین گوشہ نشین رہے اور کسی لڑائی جھگڑے مین کسو کے شریک نہین ہوئے اور اس اثنا مین کسو موذی نے آپ کو اذیت بھی اور رنج بھی نہین دیا مگر تمام عرب کے ضلع مین جابجا جنگ و جدال اور حرب و قتال آپسمین رہی الغرض بعد موت یزید پلید کے اوسکے ایک فرزند کو خلیفہ کیا کہ وہ جوان صالح اور بہت نیک بخت تھا چالیس دن اوسنے خلافت اور حکومت کی اور بعد چالیس دن کے اوس نیک سیرت نے خلافت اور سلطنت کو ترک کیا اور کہا اوس شخص کے دادے سے سلطنت مین یہ ہوا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لڑائی ہوئی اور حالانکہ حق بجانب علی کے تھا اور اوس شخص کے باپ سے سلطنت مین یہ ہوا کہ اوسنے قتل کیا آلِ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور مباح کیا شراب کو اور خراب کیا کعبۃ اللہ کو اور نہ چکھی اوسنے حلاوت خلافت کی پس مین نہین قبول کرتا تلخی خلافت اور سلطنت کی تم جسکو چاہو خلیفہ کر دیا نہ کرو یہ کہکر گھر مین جا بیٹھا اور پھر باہر نکلا بعد چالیس دن کے اس بات سے اوسنے اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی خدا کی قدرت یہ ہے کہ ایسے بدکا ایسا بیٹا ہوا اور ایسے بدطینت سے ایسا نیک سیرت پیدا ہوا یُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَیُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ یعنی پیدا کرتا ہے حق تعالی زندہ کو مردے سے اور زندہ سے مردے کو یعنی اچھے کو برے سے اور برے کو اچھے سے **ابیات** عجب ہے حضرت خالق کی قدرت

جدی ہر شے کی اوسنے کی ہے خلقت کوئی ہے خوب اور کوئی برا ہے
کوئی غافل ہے کوئی پارسا ہے کبھی اچھے سے بد پیدا کرے ہے

کبھی بد سے بھلا پیدا کرے ہے کیا آذر سے ابراہیم پیدا
پسر کو نوح کے بد سے بنایا خدا کی حکمتِ کامل ہے اے یار

سوا اوسکے نہین کوئی خبردار القصہ بعد وفات فرزند صالح یزید پلید کے اہل شام

پاس گیا مین یعنی اون دنون مصعب بن زبیر مسلط ہوا تھا اور کوفہ کا حاکم تھا دیکھا مین نے کہ مصعب کے روبرو سر مختار رکھا ہوا ہے جس مقام مین ابن زیاد کا سر رکھا ہوا تھا مختار کے روبرو اور خلقت جمع ہے پھر بعد ایک مدت کے اوس جگہ گیا مین عبد الملک بن مروان کے پاس یعنی اون دنون مین عبد الملک بن مروان حاکم تھا اور مالک کوفہ کا تھا دیکھا مین نے کہ سر مصعب بن زبیر کا روبرو عبد الملک بن مروان کے رکھا ہوا ہے جس جگہ سر مختار کا روبرو مصعب کے رکھا ہوا تھا نقل کرنیوالا کہتا ہے کہ مین نے اوس سے کہا یعنی عبد الملک بن مروان سے کہ اس محل مین چار سر ایک مقام پر مین دیکھ چکا ہون اب پانچوان سر تیرا ہے خدا نہ دکھاوے اس طرح تیرے سر کو پس عبد الملک بن مروان نے اوس محل کو توڑ ڈالا اور ڈھا دیا الغرض بعد شہادت حضرت امام حسین کے قریب تین برس کے بعد یزید پلید درکات جہنم مین داخل ہوا اور قریب آٹھ برس کے بعد ابن زیاد اور عمر سعد اور شمر اور باقی قاتل اہلبیت کے دوزخ مین پہونچے حاصل کلام کا یہ ہے کہ آٹھ برس کے عرصہ مین سارے مردود عاقبت نامحمود ساتھ کمال ذلت اور خواری کے نابود ہوگئے کہ نام و نشان اونکا نرہا اور قبرون اپنی مین دیکھتے ہونگے کہ کیا اونپر گذرتی ہوگی اور قیامت کو دیکھینگے کہ کیا حال بدحال ہوگا جس وقت حضرت خاتون قیامت پیراہن خون آلودہ حضرت امام حسین کا لیکر ہاتھ مین پایۂ عرش کو پکڑینگی اور اللہ تعالے سے داد فریاد کرینگی اور داد خون حسین اور اہل بیت کی مالک حقیقی سے چاہینگی چنانچہ یہ بات روایات سے ثابت ہے یقین ہے کہ اوس وقت عرش بھی لرزیگا اور قیامت پر قیامت بپا ہوگی اور حضرت امام حسین کے قاتلون کا حال جو کچھ ہوگا شاید خدا کسی کو دکھا بھی نہ جاویگا الٰہی الامان الامان الامان ٭

نظم

اے ذلیخا جسکو کہتے ہین خیر النسا

ہاتھ سے پکڑینگی عرش کبریا	اور کہینگی یا الٰہی الغیاث	داد دے عالم پناہی الغیاث
ہے یہ پیراہن مرے شبیر کا	جا بجا اسمین ہے خون دلگیر کا	قتل ہو جب کیا میرا حسین
کر مرا انصاف تا ہو مجکو چین	اوسگھڑی کیا عرش کا ہوویگا حال	اور کیسا ہوگا قہر ذو الجلال
حشر بھی بھولیگا اپنے حشر کو	یہ قیامت مین قیامت ہے سنو	داد زہرا جسکی دیوویگا خدا
اور کریگا عدل حاکم بے ریا	ظالمونکا حال ہوویگا تباہ	اونکی آنکھوں مین جہان ہوگا سیاہ
دوزخ اپنی طرف کھینچے گی شتاب	اور نہ ہوویگا طرح طرح سے عذاب	دیکھ خلقت جسے مانگے گی پناہ
اور رکھے گی الامان باری آلہ		

فائدہ

جاننا چاہیے کہ اولاد حضرت امام حسین علیہ السلام کی چار بیٹے اور دو بیٹیان ہین بیٹے تو علی اکبر علیہ السلام اور علی اوسط علیہ السلام یعنی امام زین العابدین اور علی اصغر اور عبد اللہ ہین اور بعضے کہتے ہین کہ علی اصغر امام زین العابدین کا نام ہے اور وہ لڑکا شیر خوار کہ جسکو تیر لگا تھا وہ عبد اللہ ہے اور بعضی روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ چھ بیٹے

ہین چاردہ کہ ذکر اونکا ابھی ہوا اور پانچوان محمد اور چھٹا جعفر اور بعضی تواریخ مین یحیی محمد کے عوض لکھا ہے اور کربلا مین بیٹون
مین سے ایک حضرت امام زین العابدین علیہ السلام باقی رہے ہین اور بعضی تواریخون مین لکھا ہے کہ عمر حسن بھی باقی رہے ہین
اور عمر اونکی چار برس کی تھی اور قافلہ اہل حرم کے ساتھ شام کو یزید کے پاس بھی گئے ہین اور اوس مردود سے چھوٹے بچے باتین پیار کی کرتے ہین
بہت کہین ہین اور اوس مردود نے اپنے سینے سے لگایا ہے اور پیار کیا ہے واللہ اعلم لیکن یہہ بات بالاتفاق ہے کہ اسمین کچھہ اختلاف نہین ہے
کہ نسل حضرت امام حسینؑ کی حضرت امام زین العابدین سے جاری ہے اور کسی سے نہین اور بیٹیان ایک تو حضرت فاطمہ صغرا کہ نکاح اونکا عبد اللہ
سے کہ پوتے ہین حضرت عثمان کے ہوا ہے اور فاطمہ صغری بہت عابدہ زاہدہ فاضلہ عارفہ تھین اور دوسری سکینہ کہ کربلا مین خردسال
تھین اور کربلا کی لڑائی مین حضرت مرتضی علی کے فرزند محمد بن حنیفہ وغیرہ اور حضرت امام حسینؑ کے فرزند حسن مثنی کہ شامل نہ تھے
سبب یہہ ہے کہ پہلے سے کسی کسی طرف ملکون کے ان صاحبونکو سفر درپیش آیا تھا اور گئے ہوئے تھے اور محمد بن حنیفہ کو حضرت امام حسینؑ
مدینہ مین چھوڑ آئے تھے **فائدہ** جاننا چاہیے کہ حضرت علی امام زین العابدین بہت بڑے عالم فاضل عابد زاہد عارف باللہ ولی اللہ
ہین والی کشف و کرامات صاحب خوارق عادات ہین ہزار رکعت نفل کی ہر روز پڑھتے تھے جس وقت پانی آپکے روبرو آتا تھا تو رنگ چہرہ
مبارک کا زرد ہو جاتا تھا تشنگی اہل بیت کی اور بیکسی اپنی یاد آتی تھی اور آپ اس قدر روتے تھے کہ آنکھون کے نیچے سے گوشت گل گیا تھا اور غار
اوس مقام مین ہوگئے تھے اور روئی کی غار مین بھر دیتے تھے مروان کے بیٹے نے یعنی عبد الملک نے مدتون تک قید رکھا قید خانہ مین بیڑیون اور زنجیرون
کے اور آپ از رو کرامت کے حسب چاہتے تھے قید خانہ مین سے غایب ہو جاتے تھے اور بیڑیان اور زنجیرین مین اوتری پڑی رہتی تھین اور پھر
قید خانے مین ظاہر ہوتے تھے اور بیڑیان اور زنجیر پہین لیا کرتے تھے اور اپنے رنج اور اذیت پر صبر فرماتے تھے یہان تک کہ عبد الملک مرا
اور اوسکا بیٹا ہشام حاکم مدینہ کا ہوا اور اوس مردود نے حضرت امام زین العابدین کو زہر دلوایا اور آپنے وفات پائی اور بقیع
مین نزدیک قبر حضرت امام حسن کے دفن کئے گئے اور گیارہ بیٹے اور چار بیٹیان آپکی بعد باقی رہین اور سب مین کامل مکمل
علم مین اور زہد مین اور ولایت مین اور معرفت مین حضرت ابو جعفر امام محمد باقر ہین مناقب اور فضائل اونکے بے حد و نہایت ہین
مشہور ہین اور اونکے علم و عرفان کا اظہر من الشمس ہے اونکو بھی ظالمون نے زہر دیکر شہید کیا ہے اور قبر آپکی بھی بقیع مین حضرت امام حسن
اور حضرت عباس کے گنبد مین ہے اور اولاد مین آپکے چھہ شخص باقی رہے سب مین افضل اور اکمل حضرت امام جعفر صادق تھے
کہ خلیفہ اور وصی اپنے باپ کے ہوے اور تمام ملکون مین آپکے علم اور معرفت کی دھوم تھی اور دور دور کے ملکون سے اور
شہرون سے لوگ جوق جوق آتے تھے اور علم تحصیل کرتے تھے اور علم ظاہری اور باطنی سے فیض یاب ہوتے تھے

حضرت ابوحنیفہ امام اعظم بھی آپکے شاگرد ہین اور سفیان اور یحیی وغیرہ اکابر علماے مجتہدین سے آپکے شاگرد ہین اور آپ بھی زہر سے
شہید ہوئے اور حضرت امام حسین کے گنبد مین دفن ہوئے اور اولاد مین آپکے چھ شخص باقی رہے سب سے عالم اور عارف زیادہ تر حضرت
امام موسی کاظم بیٹا اور حلم اور خلق آپکا کمال مرتبہ مین تھا او مستجاب الدعوات تھے کہ عراق کے لوگ آپکو باب قضاء الحاجات
کہتے تھے اور آپنے ہارون رشید کی قید مین شہر بغداد مین وفات پائی لکھتے ہین کہ آپکو بھی رشید نے زہر دلوایا تھا اور بغداد مین
جانب غربی مین دفن ہوئے اور وہان آپکی قبر ہے کہ زیارتگاہ خلائق کی ہے۔ اور آپکی اولاد مین سینتیس لڑکے اور لڑکیان
رہین یعنی سب تیس اور سات شخص آپکے بعد اولاد مین باقی رہے سب مین افضل اور اکمل حضرت امام موسی علی رضا
ہین وہ باعث معراج علم عرفان کے ہین حضرت معروف کرخی کہ بڑے خدا کے ولی ہین اور امام اور استاد ہین
حضرت سری سقطی کے وہ حضرت علی رضا کے غلام اور دربان ہین اور اوس جناب سے فیضیاب ہین مامون بیٹا ہارون رشید کا
آپکا معتقد اور بہت مخلص تھا اور اپنی بیٹی کا نکاح آپسے کیا تھا اور اوسکے ارادہ مین یہ تھا کہ آپکو اپنا ولیعہد کرون
طوس کی سرزمین مین بسبب کسی مرض کے آپکی وفات ہوئی قتل سے اور زہر سے نہین ہوئی مزار آپکا ہارون رشید کے قبہ مین ہے اور
اب وہ مزار شریف مشہد مقدس کہلاتا ہے خلق اطراف و دور دور سے واسطے زیارت کے آتی ہے اور برکت حاصل کرتی ہے اور اولاد آپکی
پانچ بیٹا بیٹی ہے سب سے افضل سب مین امام محمد اور لقب انکا تقی اور جواد اور قانع ہین اور علم اور فضل مین بے بدل اور سطریقت اور
معرفت مین بے مثل ہین اور آپکو بھی زہر دیا ہے اور بعد وفات کے حضرت امام موسی کاظم کی قبر کے پیچھے آپ کو دفن کیا ہے
بغداد مین اور بعد آپکے دو بیٹے اور دو بیٹیان باقی رہی ہین اولی اور افضل حضرت امام نقی ہین نام آپکا علی ہے اور لقب نقی
اور ہادی اور عسکری اور ناصح اور متوکل ہین صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ ایک عورت نے متوکل بادشاہ کے حضور مین
آکر کہا کہ مین شریفہ ہون یعنی سیدانی ہون پس متوکل نے چاہا کہ دریافت کرے تا یقینی معلوم ہووے کہ یہ سیدانی ہے پس
متوکل نے حضرت امام نقی سے پوچھا آپنے فرمایا کہ اولاد حسن اور حسین کا گوشت حرام ہے درندہ جانورون پر
یعنی شیر اور بھیڑیا اور تیندوا وغیرہ کہ جانور پھاڑ کھانے والے ہین وہ سیدون اور سیدانیون کو نہین پھاڑتے
اور گوشت اونکا نہین چباتے اور نہین کھاتے متوکل نے درندہ جانورون کو منگایا اور اوس عورت کو
بلایا جب اوس عورت نے وہ جانور دیکھے کہا کہ مین جھوٹ کہتی تھی مین سیدانی نہین ہون لوگون نے متوکل سے عرض
کی کہ اس بات کا امتحان کیا چاہیے اور آزمایا چاہیے متوکل نے اپنے محل مین صحن کے بیچ درندہ جانور کئی

چھوڑوا دئیے اور آپ ایک بلند مکان پر بیٹھا اور لوگ سب ہٹ گیے اور حضرت امام علی نقی کو بلایا اور جا بجا کہ جانور
گونج رہے تھے اور غل مچا رہے تھے حضرت امام ممدوح حسب طلب متوکل کے تشریف لائے اور صحن خانہ مین رونق افزا ہوئے
اور زینہ پر چڑھنے لگے تو متوکل کے پاس جاوین اور وہ جانور خاموش ہوکر آپکے پاس آئے اور گرد و پیش آپکے ہوگئے
اور اپنا سر اور منہ آپکے بدن مبارک سے ملنے لگے اور کھلاڑیان کرنے لگے اور آپنے بھی اونپر ہاتھ پھیرا اور آستینون سے
اونکو مس کیا پھر آپ اوپر گیے اور متوکل کے پاس بیٹھے اور کچھہ باتین کین پھر وہان سے رخصت ہوکر صحن مین آئے اور ان
جانورون نے پھر کھلاڑیان آپکے ساتھہ کین بعد اسکے آپ اوس محل سے برآمد ہوئے اور اپنے دولت خانہ مین تشریف لیگیے
متوکل نے تحفہ تحائف اور مال و اسباب بہت آپکی خدمت مین بھیجا اور آپ شہر سر من راے مین مقیم تھے اور وہین
آپکا دولتخانہ تھا چندمدت سے پھر بسبب کسی مرض کے آپ اس خاکدان پر ملال سے طرف محل اقدس ذو الجلال کے
انتقال فرمایا اور قبر شریف آپکی سر من رائے مین اوسی گھر مین کہ جہان انتقال فرمایا تھا ہوئی ہے بعد وفات کے چار
بیٹے بیٹیان آپکی باقی رہین ہین افضل اور اشرف سب مین حضرت امام عسکری ہین نام اونکا حسن ہے اور لقب عسکری
اور خالص اور ذکی اور سراج ہے نقل کرتے ہین کہ ایک دن حضرت امام حسن عسکری طفولیت کے زمانہ مین یعنی بچپن مین
لڑکون کے درمیان مین بیٹھے تھے کہ بہلول دانا کا گذر ہوا بہلول نے دیکھا کہ اور لڑکے کھیل رہے ہین اور حضرت امام حسن عسکری روتے
ہین بہلول نے جانا کہ اور لڑکون کے پاس کھلونے اور کھیل کی چیزین ہین اور حسن عسکری کے پاس کچھہ نہین شاید
اسواسطے روتا ہے بہلول نے آپسے کہا کہ اے لڑکے تیرے کھلونے اور کھیل کی چیزین مین خرید لاؤن تا تو بھی کھیل مین مشغول
ہووے پس فرمایا آپنے بہلول کو کہ اے کم عقل ہم واسطے لہو اور لعب یعنی کھیل کود کے نہین پیدا کیے گئے ہین بہلول نے کہا تا تو کس واسطے
پیدا کیے گئے ہین فرمایا علم کیواسطے اور عبادت کے واسطے بہلول نے کہا کہان سے جانا تو نے اس بات کو فرمایا اللہ تعالی کے کلام سے
أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ یعنی حق تعالی فرماتا ہے کہ اے لوگو کیا گمان تمہارا یہ ہے
کہ ہمنے تمکو عبث اور لغو ہی پیدا کیا ہے اور تم یہ سمجھے ہو کہ تمہاری رجوع اور بازگشت ہماری طرف نہووے گی یہ بات نہین ہے بلکہ تمکو علم اور عبادت کیواسطے
پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف رجوع کیے جاؤگے اور جزا و سزا پاؤگے پھر کچھہ اور باتین کرکر اور بہلول سے باتین سنکر حسن عسکری غش کھا کر گر پڑے پس جبکہ
ہوش مین آئے بہلول نے کہا اے لڑکے کیا ہوا تجکو تو ابھی لڑکا چھوٹا معصوم ہے کوئی گناہ تیرے ذمہ پر نہین یعنی اس قدر خدا تعالی
سے کیون خوف کرتا ہے پس فرمایا سن تو اے بہلول مان کو دیکھتا ہون وقت جلانے طعام کے اور گرم کرنے

پانی کہ بڑی بڑی لکڑیان جلانے کو ہوتی ہین اور وہ نہین جلتی ہین مگر جبکہ چھوٹی لکڑیون کو اور چھوٹی چھپٹیون کو جلاتی ہے تو پھر بڑی لکڑیان بھی جلتی ہین او تحقیق مین [illegible] ہین کہ ہمین ہین جو ہم کی چھوٹی لکڑیون مین سے نہین پھر آپ جوان ہوئے اور بہت عزت اور حرمت کے ساتھ رہے اور بادشاہ بہت آپکی عزت کیا کرتا پھر آپکو بھی کسی مردود نے زہر دیا اور آپ نے انتقال کیا قبر شریف آپکی سر من رائے مین اپنے قبلہ گاہ کے پاس ہے اور آپ کے بعد وفات کے ایک فرزند ارجمند باقی رہے کہ نام مبارک انکا امام محمد الحجۃ ابو القاسم ہے اور نام آپکا موتمن بھی کہتے ہین بوقت وفات پدر بزرگوار اپنے کے پانچ برس کے تھے واہب العطایا نے اونکو وقت گذار نبوت کے بچپن کے زمانہ مین علم اور حکمت بخشی تھی اور لڑکپن ہی مین امام و پیشوا اور ہادی ہوئے تھے صواعق مین لکھا ہے کہ آپکا نام قائم منتظر بھی ہے اور اسکی وجہ مین [illegible] کہ آپ مدینہ مین دفعتاً ایسے گم ہوئے اور غائب ہو گئے کہ کسو پر اونکے غائب ہونے کی حقیقت نہین کھلی [illegible] کتابون مین [illegible] کہ آپ سر من رائے مین ایک سرداب کے بیچ مین غائب ہو گئے ہین شیعہ کہتے ہین کہ حضرت امام مہدی آخر زمان [illegible] ہین کہ لوگونکی نظرون سے غائب رہین گے اور آخر زمانے کے قیامت کے قریب ظاہر ہونگے اور اہل سنت و جماعت کہتے ہین کہ حضرت امام مہدی اولاد فاطمہ سے قیامت کے قریب پیدا ہونگے اور [illegible] ہونگے [illegible] نگاہی کے وہ یہین ہین [illegible] سب کے نزدیک یہی ہے کہ حضرت امام مہدی آخر کو قیامت کے نزدیک ظہور کرینگے اور جہان [illegible] نہ ہونگے اور یہ ظاہر ہے نہ کے سات برس یا آٹھ برس یا نو برس جیتے رہینگے [illegible] **فائدہ** جاننا چاہیے کہ مین نے اس رسالہ کو اوپر ایک نقل کے اور مناجات کے اور تاریخ کتاب کے ختم کرتا ہون نقل ہے کہ ایک شخص نے خواب مین حضرت امام حسین علی النبی وعلیہ السلام کو دیکھا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہ آپکی پیاسی حلق پہ خنجر چلا ہوگا تو آپ کو کمال تکلیف اور رنج کلند ہوگا آپنے فرمایا او عزیز وقت کی خوشی اور راحت کا احوال مت پوچھ اس قدر مزا چھا رہا تھا کہ یہ جی چاہتا تھا کہ کاش کے تمام کانٹے جنگل کے خنجر بن جاوین اور میرے حلق پر بار بار چل جاوین **بیت**

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر است

ابیات

عاشقون کا نشان ہے کچھ اور عشق کا دودمان ہے کچھ اور
خنجر عشق کے ہین جو کشتہ ہر زبان اونکی جان ہے کچھ اور
سیاہ جان اونہین بت لیکن میرے دلبر کی آن ہے کچھ اور
یون تو فصل بہار ہے رنگین مگر آل احمد کی شان ہے کچھ اور
قصہ غم ہزار ہین یارو آہ یہ داستان ہے کچھ اور
رشک صد باغ ہے تن شبیر واہ یہ گلستان ہے کچھ اور
یون تو اہل سخن بہت ہین وصال لیکن اپنا بیان ہے کچھ اور

مناجات

الٰہی بحق رسول خدا
الٰہی بحق علی مرتضیٰ

الٰہی بہ زہرا کہ ہے وہ بتول
شریف النسب بنت حضرت رسول

الٰہی بحق حسین و حسن
کہ ہے اون سے تازہ نبی کا چمن

الٰہی بہ زین عابدین دین پناہ
الٰہی بہ باقر حبیب اِلٰہ

الٰہی بجعفر ولی خدا
الٰہی بکاظم شہ اتقیا

الٰہی بموسیٰ رضا شاہ دین
الٰہی بحق تقی خوش یقین

الٰہی بحق نقی نیک ذات
برائے شہ عسکری خوش صفات

الٰہی بمہدی دین داد گر
برائے ہمہ آل خیر البشر

الٰہی بصلحا علما دین
الٰہی بزہاد و فضلائے دین

الٰہی بحق شہیدان پاک
الٰہی بحق شریفان خاک

نبی کا مجھے عاشق زار کر
مئے عشق حیدر میں سرشار کر

غم آل احمد سے غمگین رکھ
مرادین حسنین کا دین رکھ

مرے دل میں ہر دم ہو یاد رسول
سدا ہووے سینہ میں حب بتول

تصور رہے مرتضیٰ کا مدام
[illegible]ی غم میں رہوں صبح و شام

دم مرگ تک ہو محب نبی
مجھے رکھ تمنا ہے میری یہی

دکھا دے مجھے اے مرے ذوالجلال
عنایت سے دنیا میں اوسکا جمال

زیارت مجھے بھی ہو اوسکی نصیب
یہی آرزو ہے مرے اے حبیب

مشرف کر اوس کے دیدار سے
منور کر اوس کے انوار سے

اگرچہ میں عاصی ہوں ناپاک ہوں
کہ ناچیز ہوں بدتر از خاک ہوں

مگر تجھ سے امید ہے بیشمار
مجھے اے خداوند آمرزگار

توجہ سے تیرے اگر وہ رسول
کرے عرض میری خدایا قبول

کہ دیدار اپنا دکھا دے مجھے
مزہ وصل کا تک چکھا دے مجھے

نہیں ہے بعید از کرم اے خدا
اگرچہ میں عاصی ہوں سرتاپا

گنہگار ہر چند ہوں لاکلام
کہ میں ہو گیا ہوں گنہ خود تمام

توقع ہے پر اوسکے دیدار کی
دل و جان کو امید ہے یار کی

توقع کا میری یہی ہے سبب
کہ دیکھا ہے [illegible]

چمن اور گلخن پہ ڈالی نظر
سبھی پاک و ناپاک دیکھے مگر

یہ دیکھا کہ خورشید عالی مقام
دکھاتا ہے جلوہ سبھوں کو [illegible]

شعاع اوسکی پڑتی ہے جب خاک پر
تو پڑتی ہے ہر پاک و ناپاک پر

اسی طرح وہ مہر چرخ ہدیٰ
محمد نبی مصطفیٰ مجتبیٰ

اگر مہربانی سے اوسکے یہاں
نمودار ہو مجھ پہ جلوہ کناں

نہ میری لیاقت پہ رکھے نظر
عنایت ہی منظور ہو سربسر

تعجب نہیں اوسکے اشفاق سے
صفات حسن اور اخلاق سے

خدایا مری اور ہے یہ دعا
کہ عزت سے دنیا میں رکھیو سدا

بحق محمد بحق علی
بزرگے نبی و بزرگے ولی

سلامت رہے دین و ایمان بھی
رہے چین سے یہ دل و جان بھی

شریعت طریقت حقیقت کا نور
مرے دل میں بھر دے بجود غفور

منور ہو جان نور عرفان سے
مشرف ہو دل حق کے فیضان سے

الٰہی سلامت ہوں مومن تمام
رہیں دو جہاں میں سدا شادکام

خصوصاً مرے دوست اور اقربا
یہاں اور وہاں خوش رہیں دائما

مجھے میری اولاد سے شاد رکھ
دل اونکی طرف سے تو آباد رکھ

بچانا سدا شر شیطان سے
زیان اور نقصان اور طوفان سے